تهذیب النسوان

وتربیة الانسان

طبع فی المطبع الصدیقی
الواقع فی بلدة بهوپال
المحمیة
سنة ۱۳۰۳ الهجریة

اور کم فہمی اور بےعلمی اور بےہنری سے کہو دیتی ہین اور بہزاران شبینہ کو تباہ ہو جاتی ہین اور سواے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بےعلمی کے باعث سے دین و ایمان کا بہی خیال اور اندیشہ نہین رکہتی ہین اور ہر طرح کے شرک اور بدعت وغیرہ مین گرفتار ہوکر آخرت کو بہی تباہ اور برباد کرتی ہین اس لیے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بناؤ اللہ تعالی کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ⁂ اور جیسے اپنے جہل اور بیوقوفی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خوبیان کہوتی ہین ویسے ہی اپنی جان کی بہی حفاظت اور احتیاط نہین کر سکتی ہین چنانچہ اکثر عورتین زچاخانے مین ہر نوع کی تکلیفین اور بیماریان اوٹہاتی ہین بلکہ بہت عورتین اسی مین ضائع ہو جاتی ہین گو اونکی عمر اوتنی ہی ہوتی ہے مگر بےاحتیاطی کا حیلہ ہو جاتا ہے اور جو عورتین اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ بہی جاتی ہین تو وہ بیچاریان اکثر امراض مین گرفتار ہوکر ہمیشہ ایذا اور تکلیف مین مبتلا رہتی ہین یعنی کسیکا پیٹ بڑہ جاتا ہے کوئی بیکلی اور خناق رحم اور مرض زباح وغیرہ مین مدام گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ اولاد کا ہونا ہر عورت کے واسطے مقرر ہے الا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے تب سے یہ کارخانۂ الہی برابر جاری اور قائم ہے کہ جسکو عرصہ کئی ہزار برس کا گذرا ہے مگر ان جاہل اور نادان اور بیہودہ عورتون کو اب تک کسی طرح کا تمیز اور سلیقہ اپنی موت اور زندگی اور پرورش اور بچون کی تعلیم اور زچا کی احتیاط اور شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہوا اور جو جو نقصانات انکی بےعلمی اور نادانی کی وجہ سے

ہر امر مین پیش آتے ہین وہ سب پر روشن اور عیان ہین حاجت بیان کی نہین
ہے اور یہ تمام ضرر اور نقصانات دارین کے اسی بے علمی کی وجہ سے ہو سمجھے
ہین اس واسطے مینے یہ رسالہ موسوم بہ **تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان**
مشتمل بیس باب اور آٹھ فصلون پر کہ جسمین شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے
اردو زبان مین واسطے تعلیم عورتون کے موافق اپنی عقل اور تجربے کے لکہا تاکہ
ہر عورت اس سے فائدہ اوٹہاوے اور مجکو دعاے خیر سے حاضر و غائب یاد کرے

باب اول

فصل عورتونکے امراض اور اونکے ادویہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر عورتون کو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہین یعنی رحم کے بگاڑ
سے ہر طرح کا مرض شل کیلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا
کم ہو جاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہر طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین جیسے
دوران سر اور غثیان اور درد سر اور تبخیر اور گھبراہٹ اور اعضا شکنی اور نفخ اور
درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے بینائی بھی کم ہو جاتی ہے بلکہ جس کی وجہ سے
اکثر امراض مہلک اور سخت ایسے پیدا ہو جاتے ہین کہ جسکا علاج دشوار اور مشکل
ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سببون سے اولاد ہونا بھی موقوف ہو جاتا ہے غرضکہ
قلت ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی کرنا نچاہیے

جب اپنے معمول مین قلت معلوم ہو تو اوس وقت اوسکی تدبیر اور علاج کرنا بہت
ضرور ہے اور قلت ایام کے کئی سبب ہوتے ہین یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت
اور چھوٹا ہونا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلت خون کہ یہ سب باعث حبس کے
ہین پس اسکا علاج کرنا لازم ہے جب حبس معلوم ہو تو اوس وقت کوئی مدر دوا پیے
یا کوئی لیپ لگاوے یا کسی قابلہ سے ایسی دوا استعمال کراوے کہ جس سے رحم درست
ہو اور ورم اور صلابت کو مفید ہو مگر جہان تک ہوسکے کہانے پینے اور ضماد ہی کا علاج
کرے اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ قابلہ کے علاج سے اکثر مضرت ہوتی ہے
اور پیٹ اور رحم کو عادت دستکاری کی ہوجاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ قابلہ کی حاجت
رہتی ہے اور اکثر قابلہ علاج مین کوتاہی کرجاتی ہین تاکہ عورتین ہمیشہ اونکی محتاج
رہین اور اونکو اپنی آمد رہے اسلیے چاہیے کہ جب حاجت علاج کی ہو تو کسی حکیم
حاذق سے اپنا حال کہے اور اوسکی رائے سے علاج کرے قابلہ کو دخل نہ دے اور
اگر حکیم قابلہ کی رائے چاہے تو قابلہ کو دکھا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اوسکا استعمال
قابلہ سے کرائے مگر اوسکی رائے کو دخل نہ دے حکیم کی رائے کے موافق عمل کرے اس مرض
کے واسطے فصد پانون کے جس کو صافن کہتے ہین بہت مفید ہوتی ہے اور اگر کسی
سبب سے فصد پانون کی ممکن نہو تو باسلیق کی فصد ہی فائدہ کرتی ہے لیکن جو عورت
ضعیف القویٰ ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے فصد نہ لواوے یعنے
جہان تک ہوسکے اور طرح کے علاج مثل دوا پینے لیپ کرنے سینکنے استعمال کی دوا

وغیرہ سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ لے اور قوی عورت کو ساٹھہ برس تک
فصد لینے کا اختیار ہے لیکن اوسکو بھی لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو فصد نہ کھلوائے
لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کرے چنانچہ کئی ادویات مجرب رفع حبس کی واسطے
ضرورت کے لکھی جاتی ہین اول یہ کہ کالی زیرے کا لیپ زیر ناف کرے اور اوسپر نیم
کا بھرتا یا ارنڈ کے پتے باندہے اور ایلوے کا لیپ بھی مفید ہوتا ہے اور ٹیسے کے پھول
بھی جوش دیکر زیر ناف باندھتے ہین اور ارنڈی کے تیل کا بھی استعمال کرنا مفید ہوتا ہے
اور اگر اس تیل مین زعفران ملاکر استعمال کرے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور پینا تخم
خیارین یا تخم خربزے کا بھی فائدہ کرتا ہے اور تخم گاجر بھی مدر ہے اور تخم کسم کو بھی جب
کوٹ کتے ہین جوش دیکر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتین واسطے ادرار کے بادی
کی پھنکی بھی پھانکتے ہین اور کلونجی کا پھانکنا بھی مفید ہوتا ہے اور حبس کے واسطے
حمام کا نہانا بھی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائین تو مفرد لکھی گئی ہین اور ایک نسخہ مرکب
بھی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر زچاؤن کو
پلایا جاتا ہے ضرورۃً اس جگہہ لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل

خار خسک نیم کوفتہ	تخم خیارین نیم کوفتہ	تخم کاسنی نیم کوفتہ	تخم خربزہ نیم کوفتہ	ابہل
۳ تولہ	۳ تولہ	۳ تولہ	۳ تولہ	۱۰ تولہ

رونا س ۱۰ تولہ پوست فلوس خیارشنبر ۳ تولہ در آب ۲ سیر خیسانیدہ جوش کردہ صاف نمودہ قند سفید ۱ سیر
بقوام آوردہ ریوند چینی ۲ تولہ بالیک سودہ شربت سازند قدر شربت ہمراہ تبرید آب گرم اگران

دواؤن کے پینے اور ضماد وغیرہ سے کچھہ فائدہ نہو اور سبب فساد رحم کا معلوم ہو تو چاہیے
کہ اوس وقت علاج قابلہ کا کرے یعنی استعمال دوا کا اور مالش پیٹ کی کراوے اور
کلین وغیرہ لگوا دے تاکہ سب رگ پٹھے درست ہو جاوین لیکن زمانہ ایام مین تین روز
تک مالش وغیرہ نکرے اور استعمال کی دوا بھی آگے کی جانب نہ لیوے پیچھے دوا کا استعمال
کراوے اور جب ایام پورے ہو جاوین اوس وقت مالش پیٹ کی اور دوا کا استعمال
آگے کی جانب کراوے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اوس وقت دوا جھاڑ کی لیوے
اور جب خوب اخراج مادے کا ہو جاوے تو پھر تین چار روز دوا قوت کی لیوے اور
جب تک دوا قابلہ کی ہووے تب تک صحبت خاوند سے بچے اور کچھہ کام محنت کا مثل
بوجھہ اوٹھانے یا دوڑنے یا زینہ چڑھنے کے نکرے اور ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی
پرہیز رکھے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم کی راے کو بھی شریک کرلے تاکہ
کسی طرح کا نقصان واقع نہو کیونکہ اکثر دائیان جاہل ہوتی ہین اور مریض کے مزاج
سے واقف نہین ہوتین اپنی راے سے سرد گرم کا لحاظ نہ کرکے خلاف مزاج مریض
اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہین کہ وہ آئندہ کو نقصان کرتی ہے اور پھر اوسکا تدارک ہونا
مشکل اور دشوار ہوتا ہے پس اس لیے حکیم کی راے شریک کرنا بہت ہی ضرور ہے
اور یہ بھی چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے قابلہ کا علاج نکرے اور تدابیر سے کام نکالے
استعمال اور مالش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے رگ پٹھے عورت کے نرم اور ڈھیلے
ہو جاتے ہین اور اونکے صدمے سے اپنی جگہہ سے ہٹ جاتے ہین اور پھر بے مالش درست نہین ہوتے ہین

پس ہر وقت قابلہ کی ضرورت اور احتیاج رہتی ہے اس لیے جہان تک ہو سکے
کہانے پینے ہی کی دوا کرے قابلہ کی دوا سے بچیے

فصل مانعات حمل مین

جاننا چاہیے کہ بانجھ کی دو قسمین ہین ایک تو مادر زاد کہ جسکے کبھی بچہ نہوا ہو اسکا علاج مشکل ہے بلکہ ہو نہین ہو سکتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہو چکی ہے اور پہر کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے پس ایسی بانجھ کا علاج ممکن ہے اور اس طرح سے بانجھ ہو جانیکے حکیمون نے کئی سبب لکہے ہین اول تو قوی سبب اولاد نہونے کا امراض رحم کو لکہا ہے مثلاً درد رحم یا ورم رحم یا بثور رحم یا ناسور رحم یا اختناق رحم یا اجتماع آب در رحم یا نفخ رحم یا میلان رحم یعنی جہک جانا رحم کا یا انقلاب رحم یعنی اولٹ جانا رحم کا یا ضعف رحم یا سیلان رحم یعنی رطوبت پتلی ہو کر بہنا رحم سے یا سیلان منی یعنی منی کا پتلا ہونا اور بہنا اوسکا یا بواسیر رحم یا گوشت کا زیادہ ہونا رحم مین یا زیادہ کشادہ ہو جانا رحم کے موہنہ کا یا فساد قوام منی یعنے بہت غلیظ یا رقیق ہونا منی کا یا کثرت حرارت رحم یا سلابت رحم یا کثرت جماع یا زیادہ موٹا ہونا جسم کا یا زیادہ دبلا ہونا جسم کا یا رحم کے موہنہ پر جہلی کا ہونا یا رحم کا موہنہ بند ہو جانا پس یہ امراض مانع حمل ہین اور دوسرا سبب حکیمون نے منع حمل کا کہانے پینے ادویات وغیرہ کو لکہا ہے جیسے بچہ بوٹی وغیرہ اور یہ دوائین مرکب اور مفرد دونون طرح کی ہوتی ہین اور جیسے ادویات معدنی اور نباتی کہانے پینے

مین مانع حمل ہین ویسے ہی استعمال کی دوائین بھی مانع حمل ہین اور کثرت خوف
اور غم سے بھی حمل نہین رہتا مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا ہے اور سوا اسکے
بہت سے سبب اور امراض نہ رہنے حمل کے کتب طب مین لکھے ہین ہمنے اتنے ہی
پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہین اسباب کی وجہ سے جنکی تفصیل اوپر لکھی گئی
موقوف ہوجاتا ہے اور اکثر عورتون کو اسی قسم کے باعث ہوتے ہین پس جو سبب
کہ کثرت سے ہوتے ہین وہی اس فصل مین درج کیے گئے ہین زیادہ کی کچھ
حاجت نہین معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد نہوتی ہو اور کسی مرض کے
باعث سے اولاد کا ہونا موقوف ہوگیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہو کر پھر کسی وجہ سے
جننا بند ہوگیا ہو تو لازم ہے کہ اوسکی تدبیر اور علاج وغیرہ مین دریغ نکرے اسلیے
کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالی کی ہے خصوص مسلمان کے لیے تو
کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشتا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت امت
محمدی کی ہوتی ہے اور اولاد صالح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات مین
داخل ہے اور دنیا مین بھی نہایت نصیبہ وری کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری
اولاد ہی سے مراد ہے اسواسطے کہ اگر کسی کے گھر مین لاکھون کرورون روپے
ہون اور اولاد نہو تو وہ دولت کسی کام اور مصرف کی نہین ہوتی اور نہ اوس
دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خار اور خنجر معلوم
ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچھوون کے نظر آتا ہے نظم

اولاد نہووے جسکے گھر مین	زندان خانہ ہے وہ نظر مین
فرزند چراغ دودمان ہے	روشن فرزند سے جہان ہے
انسان کو بوقت دستگیری	فرزند ہے جون عصای پیری
نے جسم ہی رہا نہ جسام باقی	رہتا ہے پسر سے نام باقی

اور ہر ایک شخص اولاد ہی کو پوچھتا ہے کہ آپ کے کتنے بچے ہین کوئی دولت کا
حال نہین پوچھتا کہ آپکے پاس روپیہ کتنا ہے اور کثرت اولاد سے ایک تو
خانہ آبادی ہے دوسرے اگر ایک بچہ خراب اور نالائق ہوگا تو دوسرا تیسرا اچھا
اور نیک ہوگا کہ جس سے مان باپ کو چین اور آرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت
کی وجہ سے انشاء اللہ تعالی مان باپ کے لیے مغفرت کا وسیلہ ہوگا غرضکہ کثرت اولاد
مین کئی فائدے ہین پس جو لوگ کہ کثیر الاولاد ہین وہ نہایت ہی خوش نصیب ہین
بخلاف اونکے کہ جو اس نعمت سے محروم ہین پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اولاد ہونیکی فکر
اور تدبیر ضرور کرتا رہے اسلیے کہ اسکی فکر اور تدبیر مین رہنا بھی خالی اجر اور ثواب سے
نہین اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی کا واسطے اولاد ہونے کے کریگا تو وہ بھی
داخل ثواب ہوگا اور اللہ اوسکو بھی جزای خیر عطا کریگا انشاء اللہ تعالی کیونکہ اگر کسی
محدی کو اسکے علاج سے فائدہ ہوگا اور اوس کی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا کی زیادتی
اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت ہوگی کہ جسکے واسطے شرع شریف مین
نکاح کرنا سنت ٹہیرا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بے نکاح رہنے سے

منع فرمایا ہے سبب اوسکا حتی رکنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر نکاح نہوگا تو پہر اولاد
کس طرح ہوگی اور نکاح سے غرض صرف مزا لینا ہی نہین ہے بلکہ قرآن مجید اور
حدیث شریف مین نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجہا جاتا ہے چنانچہ قرآن شریف
مین آیا ہے نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَأْتُوا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِکُمْ
یعنی بیبیان تمہاری کہیتیان ہین واسطے تمہارے پس جاؤ کہیت اپنے مین جسطرح چاہو
تم اور آگے بہیجو واسطے جانون اپنی کے اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے
عورتون کو کہیتی ٹہیرا کے حکم فرمایا ہے کہ جس طرح چاہو جاؤ اور بعد اسکے جو یہ فرمایا ہے
کہ آگے بہیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا اور آرزو اوسکی ہے اور یہی بات حدیث
شریف سے بہی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابوداود اور نسائی نے معقل بن یسار سے
نقل کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ
فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم
اوس عورت سے کہ بہت دوست رکہے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اسلیے کہ تحقیق
مین فخر کرونگا بسبب بہتایت تمہاری کے اور امتون پر پس اس سے بہی یہ ثابت ہوا کہ
نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے نرے مزہ لینے کو نہین ہے بلکہ نکاح سے دنیا کی
آبادی امت کی زیادتی بندگان خدا کی افزائش مقصود ہے پس جو عورت خلقی بانجہ نہو
بلکہ کسی دوا یا مرض کے سبب سے اولاد ہونا اوسکا موقوف ہوگیا ہو تو وہ اپنی تدبیر
اور فکر اولاد کی کرے اور اسکے علاج سے غافل نہووے شاید اللہ تعالی اپنے فضل و کرم

سے اولاد صالح پیدا کردے اور اگر باوجود تدبیر کے اولاد نہووے تو بھی اوسکی فکر اور
تدبیر مین رہنا خالی اجرت نہین ہے اس واسطے کہ اگر اوسکی نیت نیک ہی تو اللہ تعالی
اوسکو قیامت مین بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دیگا اور ثمرہ اس تکلیف کا جنت
مین عنایت فرماویگا انشاء اللہ تعالی کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالی کے برباد
نہیں جاتا اگر دنیا مین اثر نہوا تو عاقبت مین ضرور اوسکا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ نیت
بخیر ہو غرضکہ عورتون کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور ذکر مین رہین اور دائیون
اور حکیمون کو بھی چاہیے کہ ایسی عورتون کے علاج مین دریغ نکرین اس واسطے کہ
ایسے علاج کرنے سے اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بھائی مسلمان کی اعانت
ہے نیک کام مین اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے خلق کو نفع پہونچے اور عبادت لازمی
سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مضرت کا کسی مسلمان سے اپنے
نفع کھینچنے سے بہتر ہے اسی لیے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہین اونکے ہاتھ مین
زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت اون حکیمون کے جنہون نے علاج کرنیکو کمائی ٹھیرایا ہے

فصل وجوہ اسقاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بعض عورتون کو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل اونکے ٹھیرتے نہین گر جاتے ہین
اور بچہ پورا نہین پیدا ہوتا ہے تو اسکے کئی سبب ہوتے ہین چنانچہ چند باعث اسقاط
کے جو میرے دیکھنے اور سننے مین آئے ہین وہ لکھے جاتے ہین وہ یہ ہین کہ کبھی اسقاط
حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی مزاج مین گرمی ہوکر رحم مین کسی طرح کی حرارت پیدا

ہوجاتی ہے اور اس وجہ سے نطفہ نہین ٹہر سکتا ہے مہینے دو مہینے ٹہیر کر گرجاتا ہے
اور ضعف رحم کی وجہ سے بہی اسقاط ہوجاتا ہے یعنی جب رحم ضعیف ہوتا ہے اور
اوسمین قوت ٹہیراو کی نہین ہوتی ہے کہ جس سے نطفہ ٹہیر کر قوت پکڑے اور اپنی
مدت تک قائم رہے اسلیے دو تین ماہ کے بعد ساقط ہوجاتا ہے آور برودت رحم سے
بہی اسقاط ہوتا ہے یعنی بسبب برودت کے جو رحم مین پیدا ہوجاتی ہے نطفے مین
نقصان پڑجاتا ہے اور زمانہ حمل کا کامل نہین ہوسکتا کہ جس سے بچہ پورا پیدا ہو
اسی وجہ سے درمیان مدت کے حمل ساقط ہوجاتا ہے آور خون کی قلت سے بہی
حمل گرجاتا ہے یعنی جب نطفے مین اندازے سے کم خون پہونچتا ہے تو اوسمین قوت کم
ہوتی ہے اور اوسکے بننے مین نقصان ہوتا ہے اس وجہ سے وہ ٹہیر نہین سکتا ہے
اور قبل پورے ہونے مدت کے اوسکا اخراج ہوجاتا ہے اور حاملہ کے محنت کرنے
یا بوجہل چیز اوٹہا لینے سے بہی اسقاط ہوجاتا ہے آور بہت رنج سے بہی حمل ساقط ہوتا ہے
اور کثرت صحبت سے بہی قلیل ایام مین اسقاط ہوجاتا ہے یعنی شروع حمل مین کثرت صحبت
سے حمل گرجاتا ہے آور حار چیز کے کہانے اور پینے اور اوسکے استعمال سے بہی اسقاط ہوجاتا ہے
اور حمل کے زمانے مین مسہل اور فصد وغیرہ سے بہی اسقاط ہوجاتا ہے خصوصاً تہوڑے
دنون کا حمل اکثر مسہل اور فصد سے گرجاتا ہے آور پیٹ کی مالش سے بہی اسقاط ہوجاتا
ہے یعنی اگر کم مدت کے حمل مین مالش پیٹ کی کیجاوے تو حمل گرجاتا ہے آور اکثر کم
مدت کے حمل مین اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس اون ایام مین نہایت احتیاط

او حفاظت کرنا چاہیے یعنی اون چیزون سے کہ جسکے باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو پرہیز
اور اجتناب کرنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا ہی دیکھنے اور سننے مین آیا ہے کہ کہانے
پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتون کے اسقاط ہو گئے ہین اور اکثر
حار ہی چیزون کا کہانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہ بھی امتحان مین آیا ہے کہ اکثر
لڑکون کے حمل زیادہ گرتے ہین اور لڑکیون کے کم وجہ اسکی یہ معلوم ہوئی کہ لڑکے کے
نطفے مین حرارت زیادہ ہوتی ہے اور لڑکی کے نطفے مین کم پس بسبب حرارت نطفے
کے لڑکے کا حمل ذرا سی بے احتیاطی سے گر جاتا ہے اور لڑکی کے حمل کو چندان نقصان
نہین ہوتا پس لازم ہے کہ شروع حمل سے چہہ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکہین اور
آٹہوین مہینے مین بہی احتیاط کرنا بہت ضرور ہے اسلیے کہ اکثر ساتوین مہینے کا بچہ
زندہ اور سلامت رہتا ہے بخلاف آٹہوین مہینے کے کہ وہ کبہی نہین بچتا حکما اسکی
وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب ساتوان مہینا عورت کو شروع ہوتا ہے تو اوس قوت
بچہ پیدا ہونیکے واسطے پیٹ مین زور اور طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ
قوی ہوتا ہے تو اپنی قوت کے سبب سے اوسی مہینے مین پیدا ہو جاتا ہے اور اگر بچہ
ضعیف اور ناتوان ہوتا ہے تو پہر وہ خروج نہین کر سکتا بلکہ تہک کر پیٹ مین بیمار
اور سست ہو جاتا ہے اور مہینا بہر تک بسبب اوس تہکن کے سست رہتا ہے
اس وجہ سے آٹہوانسا بچہ نہین جیتا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو نو مہینے تک
خوب احتیاط او حفاظت رکہین اور ہر مضر چیز کے کہانے پینے سے پرہیز کرین تاکہ کسی طرح کی

حسرت اور بدنامی نہو وے اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت مین ہوتا ہے لیکن اکثر الزام بے احتیاطی کا ہوجاتا ہے پس ہر امر مین لازم ہے کہ اللہ تعالی پہ بھروسا کرے اور اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نرہے اور یہی حکم حدیث شریف مین آیا ہے اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالے نے نظم فرمایا ہے ع برتوکل زانوی اشتر ببند

فصل اسقاط اور مراجعہ پیدا ہونیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جس عورت کا حمل ساقط ہوا اور وہ کسی دوسرے مرض مین سواے اسقاط کے گرفتار نہوا اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات مہینے سے کم کا ساقط ہوا ہو تو دو چار پانچ روز مطلقاً غذا نہ کہاوے تاکہ فضلات رحم اور رطوبات جسم جو بدن مین زائد ہون بالکل دفع ہوجاوین اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہوا سلیے کہ اگر غذا مواد فاسدہ کے دفع ہونے سے پہلے ملیگی تو وہ رطوبات کہ جنکا نکلنا ضروری تہا نہ نکلینگی بلکہ ساتہہ غذا کے جسم مین پہونچکر رطوبات صالحہ کو بہی فاسد کر کے ورم در وغیرہ پیدا کرینگی اس واسطے لازم ہے کہ مواد فاسدہ کے دفع ہونیکے زمانے مین یعنی دو روز تک غذا مطلق نہ کہاوے بعد اسکے تین روز تک مُنقّی کہاوے چہٹے یا ساتوین دن سے تین روز تک آبجوش نوجوان بکری وغیرہ کا پیے پہر روٹی شوربے مین بہگو کر جسے عربی مین ثرید کہتے ہین کہاوے اور دو ایک وقت اسی پر کفایت کرے پہر ثرید کی ضرورت نہین جب تک روٹی نہ ملے تب تک پانی ہی پینا چاہیے

فقط عرق سونف مکو وغیرہ پیا کرے اور جس قدر زائد بیاد کا حمل ساقط ہوا وسیقدر
احتیاط کہانے پینے مین زیادہ رکہے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا گرا ہو تو زیادہ احتیاط
کی ضرورت نہین ہے فقط ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ
کا حمل ساقط ہوا ہو تو اوسکی احتیاط کہانے پینے مین ایک ہفتے تک رکہے یعنی ایک ہفتے
غذا نہ کہاوے اور پانی بہی نہ پیے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ
کا ہو تو اوسمین غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکہے یعنی نوین روز غذا کہاوے
اور اوسی روز پانی بہی پیے آٹہہ روز تک منقے اور آبجوش ہی پر قناعت کرے اور
پانی کی جگہہ عرق مذکور ہی پیے اور چلّے تک سرد اور ترش چیزون سے پرہیز رکہے
اور اگر سات ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اوسکی
احتیاط مثل زچا کے ہے اور اگر اتنی مدت کے بعد بچے کے پیٹ مین مرنیکے آثار
پائے جاوین یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ مین وقت ولادت کے ہوتی ہے جاتی رہے
اور درد زہ تہم جاوے پیٹ زچا کا ٹہنڈا اور ہاتہہ پانون سرد ہو جاوین اور غفلت سی
معلوم ہو جب یہ سب علامتین پائی جاوین یا لعض تو اوسی وقت اخراج کی دوا اونکا
استعمال کرنا چاہیے اور کاڑہا وغیرہ بہی جلد تیار کرکے پلا دین اور جہان تک ممکن ہو
اوسکے اخراج کی تدبیر جلد کرین تاکہ اوس مردہ بچے کا زہر زچا کو اثر نہ کرنے پاوے
اور جب بچہ پیدا ہو چکے تو اوسی وقت زچا کے پیٹ کو خوب سونت ڈالین تاکہ سب
لہو پانی زہر کا نکل جاوے اور پیٹ خوب صاف ہو جاوے بعد اسکے تہوڑے سے

پیسے لیکر زچاکے بدن کے اندر رکہدین اور دو چار پیسے زچاکے مونہہ مین بہی دیدین
اور پانی ندین بجاے اوسکے یہ ادویات پلاوین بانس کی گرہ پوست اخروٹ
۵ عدد ۲ تولہ
ڈوڈہ کپاس پوست املتاس ان چارون چیزون کو آٹہہ دس سیر پانی مین جوش
۲ تولہ ایک تولہ
دین جب دو تہائی پانی باقی رہے تو بجاے پانی کے استعمال کرین اور طہارت بہی
اسی سے کرین اور اکثر عورتین اور عوام اطبا خلوص بہی داخل کرتے ہین تین دن تک
اسی پانی کو پیین چوتہے روز بجاے غذا کے گلتہی پکاکر صرف اوسکا پانی پیین اور جرم
گلتہی کا دوسرے وقت کہاوین پانچوین روز موٹہہ بقدر دو تین تولے کے پکاکر
کہاوین اور پانی کے عوض عرق سونف عرق نکو عرق گاؤزبان ملاکر پیین اور دو ایک
روز یہی موٹہہ پکاکر کہاوین اور اسی پر قناعت کرین نوین روز تہوڑی روٹی گیہون
کی موٹہہ کی دال کے ساتہہ کہاوین اور دسوین روز بہی اسی پر کفایت کرین مگر تہوڑی
تہوڑی غذا بڑہاتے جاوین گیارہوین روز سے گیہون کی روٹی مرغ اور تیتر وغیرہ کی
بے روغن شوربے کے ساتہہ بتدریج کہانا شروع کرین اور تفنن طبع کے لیے منقے انجیر
ولایتی وغیرہ میوہ جات مذکورہ کا موافق قوت ہضم کے استعمال کرین اور اکیسوین دن
تہوڑا تہوڑا روغن گاو روغن بادام وپستہ غذا مین داخل کرنا شروع کرین غرضکہ جنکے
مزاجمین پیدا ہو وہ تین روز تک سواے اون پینے کی دواؤن کے جو اوپر لکہی گئی ہین
اور کوئی چیز کہانے پینے مین استعمال نکرین چوتہے روز اول وقت صرف گلتہی کا پانی
پیین اور دوسرے وقت اوسکا جرم کہاوین پانچوین روز سے آٹہوین روز تک فقط

ضعف بہت ہوجاتا ہے اس واسطے محنت اور مشقت کے کامون سے بچنا ضرور ہے
تاکہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے سے محفوظ رہین اور دوسرے
امراض بھی نہ پیدا ہوجاوین کہ موجب فساد اور نقصان کے ہون یہ سب دوائین
اور تدبیرین اگرچہ کتب طب سے لکھی گئی ہین اور اکثر تجربے مین بھی آئی ہین مگر پھر
بھی حاجت کے وقت کسی حکیم کی راے کو ضرور شریک کرلین اوسکی صلاح کے
بعد دوا اور علاج کی تدبیر کرین

باب دوم
فصل حمل کی پہچان مین

جاننا چاہیے کہ آثار حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف
ہوجاتا ہے اسی لیے جب تندرست جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجائین تو
حمل ہی سمجھنا چاہیے اور بعضے حمل مین بعض عورتون کو ایسا بھی ہوتا ہے کہ حمل کے
زمانے مین تھوڑا تھوڑا خون بھی آتا ہے اور حمل بھی قائم رہتا ہے یعنی موافق معمول
کے زیادتی آمد کی نہین ہوتی کچھ دہتبا سا لگجاتا ہے اور اس طرح کا حمل بعض وقت
بعضی عورتون کو ہوتا ہے اکثر کو نہین ہوتا پس بڑی علامت حمل کی یہی ہے کہ
جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجاوین اور اسی بند ہونے پر گنتی ایام حمل
کی ہوتی ہے دردسر اور متلی کا ہونا پنڈلیون کا اینٹھنا چھاتیون کا گدرانا بغیر درد کے
یعنی جیسے حیض مین چھاتیان دکھتی ہین ویسے حمل مین نہین دکھتین لیکن

گدسا ضرور ہوجاتی ہین اور یہی آجانا سیاہی کا چھاتیون کے مونہہ پر اور اوڑنا دہنیونکا
یعنی بیٹھنے سے لیکر ادہی چھاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اوسپر پہلنے کے گرد اگرد
دانے دانے سے اوبہر آتے ہین کہ اوسکو ہندی مین دہنیان کہتے ہین سبب
علامتین حمل مین لازم ہین اور حمل مین طبیعت کا سست رہنا اور نیند کا بہت آنا
اور وقت صحبت کے رغبت کا نہونا یعنی مرد کے پاس جانے مین لذت کا نہ آنا
بلکہ طبیعت کا صحبت سے گہبرانا رحم کا مونہہ بند ہوجانا بھی لازم ہے یعنی جب حمل
رہتا ہے تو رحم کا مونہہ بند ہوجاتا ہے اسی واسطے اگر کسی چیز کی دہونی وغیرہ
دیجاوے تو اوسکی خوشبو یا بدبو نہین معلوم ہوتی اور بعضی عورتون کو حمل مین
قے بھی ہوتی ہے سر بھی پھرتا ہے اور کسی کسی کو غش بھی آتے ہین اور اکثر عورتونکا
جی بعضی چیزون کے کہانے پینے سے بیزار ہوجاتا ہے بلکہ اوسکی خوشبو تک بری
معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزون کی طرف رغبت ہوجاتی ہے اور شروع شروع
حمل کی سختی ٹہیکرے مین معلوم ہوتی ہے یعنی ناف کے نیچے بیچون بیچ مین ایک
پور برابر ایکیا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور اوسمین مانند نبض کے کچہہ کچہہ دہڑک بھی
محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجھا جاتا ہے اسلیے کہ مرض کی سختی نلی وغیرہ
مین ہوتی ہے اور حمل کی سختی اول اول بیچون بیچ ٹہیکری ہی مین ہوتی ہے پہر
دوسرے مہینے تک نلی کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہے اور تیسرے مہینے تمام
پیڑو بہر جاتا ہے چوتہے پانچوین مہینے بچہ پہڑکنے لگتا ہے اور پہڑکنا بچے کا بہانی نہیار تیج ہے

سے معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پہڑکتا ہے تو اوسکی لگاٹ ٹہیکری ہی مین ثابت
ہوتی ہے پہر دن بدن بڑہتی جاتی ہے ساتوین مہینے تک تو خوب پہڑکنے لگتا ہے
یعنی تمام پیٹ مین پہرنا اوسکا خوب محسوس ہوتا ہے اور حمل مین پانچوین مہینے چہاتیون
مین دودہ بہی آجاتا ہے اور اکثر عورتون کو پانچوین یا ساتوین مہینے سے کوکہ
مین درد شروع ہوتا ہے اور کسی کی پسلی لگتی ہے یعنی پسلی کی نوک پیٹ مین چبہتی
ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت تکلیف ہوتی ہے اور حمل والیون کے
پانون پر ورم بہی آجاتا ہے کسی کے ساتوین ہی مہینے اور کسی کے پورے دنون مین
یعنی نوین مہینے غرضکہ پانون پر ورم کا آجانا بہی ضرور ہے تہوڑے مدت رہے یا
بہت کم ہو یا زیادہ حاصل یہ کہ زمانہ حمل مین عورتین بیمارون ہی کی طرح رہکر سال
تک تکلیفون ہی مین مبتلا رہتی ہین اور ابتداے حمل سے ولادت تک کسی طرح کا
آرام نہین ملتا اور جو عورتین کہ اولاد کو دودہ پلاتی ہین اونکو تو ڈہائی تین برس
تک مطلق چین و آرام میسر نہین ہوتا اتنے دن تکلیف ہی مین گذرتے ہین چونکہ حمل
کے زمانے مین انتہا درجے کی تکلیف و ایذا رہتی ہے اور ماں کو کسی طرح کی راحت
نہین ملتی اسلیے اللہ جل شانہ نے قرآن شریف مین ماں باپ کے ساتھہ احسان
کرنے کی چند جگہہ وصیت فرمائی چنانچہ اکیسوین پارے مین یہ ارشاد ہوتا ہے وَ
وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ
أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ یعنی اور حکم کیا ہمنے انسان کو بیچ ماں باپ

اوسکے کے بہلائی کا ادہتائی ہے اوسکو مان اوسکی سستی سے اوپر سستی
کے اور دودہ چہٹانا اوسکا بیچ دو برس کے یہ کہ شکر کرو واسطے میرے اور واسطے
ماں باپ اپنے کے طرف میرے ہے پہر آنا غرضکہ اس ایذا کا حال بہی اللہ تعالی
نے کئی جگہہ فرمایا ہے پس انتہا کی تکلیف سمجہنا چاہیے لیکن اس ایذا کا خیال نکرنا
چاہیے جب سے حمل معلوم ہو اوسکی احتیاط ضرور چاہیے کس واسطے کہ اگر اللہ تعالی
اپنے فضل سے بعد اس ایذا کے بچہ عنایت کریگا اور وہ صالح اور نیک ہو گا تو
اس ایذا کا نعم البدل ہوگا اور ماں باپ کو اوس سے چین اور آرام حاصل ہوگا
غرضکہ ولادت کی ایذا موافق اس مصرع کے ہے ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین
دارد ۔ پس اس مصرع پر عمل کرکے آئندہ کی راحت وخوبی کی امید پر ولادت
کی ایذا پر صبر کرے اور حتی المقدور حمل کی احتیاط خوب رکہے اور حال حمل کی احتیاط
کا فصل آئندہ مین لکہا جاویگا

فصل حمل کی احتیاط مین

سو عورتون کو لازم ہے کہ جس وقت آثار حمل کے معلوم ہووین تو اوسکی حفاظت
اور احتیاط اس قاعدے سے رکہین کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حار اور مضر
کہانے پینے مین نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکہیں اور کوئی دوا
وغیرہ استعمال کی جی نکرین اور کثرت صحبت اور بہت محنت اور مشقت سے بہی
اجتناب کرین اور بہت بار دار چیزین نہ اوٹہاوین اور مسہل بہی نہ لیوین اور جونک

اور فصد اور سنگی وغیرہ بھی نہ لگاوین اور نہ برف کہاوین کیونکہ ان سب سے اندیشہ
حمل کے اسقاط کا ہے ہان اگر مسہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتھے مہینے
سے چھٹے مہینے تک مسہل لینے کا چندان مضایقہ نہین ہے مگر شروع حمل سے
تین مہینے تک اور ساتوین مہینے سے بچے کی ولادت تک ہرگز مسہل نہ لیوین
اگر اس مدت مین بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سوائے مسہل کے کسی تدبیر سے
علاج نہ ہوسکتا ہو اور حکیم مسہل ہی کی تجویز کرتے ہون تو مجبوری سے تلین لیلین
توی مسہل نلین جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بھی اسی طرح خیال رکہین یعنی
اگر ان چیزون مین سے کیسکی ضرورت ہو تو جو کم خون لینے والی چیز ہو اسکو علاج
مین مقدم کرین مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور جونک سے بھی کام نکل سکتا ہے
تو جونک ہی کو مقدم کرین اور فصد سے بچین مگر جہان تک ممکن ہو مسہل اور جونک
اور فصد اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضرور ہے کیونکہ ان سب چیزون سے
اکثر اسقاط ہوجاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکار کا
بھی نہ کہاوین خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کہاوین کیونکہ اس سے بچے کو مرگی
کی بیماری ہوجاتی ہے اور مچھلی بھی کہانا نچاہیے کہ اس سے بچے کے بدن مین
خشکی اور پھوڑے پھنسی وغیرہ ہوتے ہین مرچ اور ترشی بھی کم کہانا چاہیے کیونکہ
اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہوتے تک
سرد اور قابض اور دیر ہضم چیز نہ کہاوین تربوزا ور دہی اور ککڑی تو ہرگز نہ کہاوین

اس لیے کہ ان چیزون کے کہانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت ہوتی ہے اور
بہت سخت سخت ایسی بیماریان پیدا ہوتی ہین کہ بعضے بچے کی جان جانیکا اندیشہ
ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکہا ہے کہ جن عورتون نے یہ چیزین ولادت کے قریب
کہائی ہین اونکے بچے پیٹ ہی مین سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے ہین اور
اوسی مرض مین مر گئے ہین علاوہ اسکے ان چیزون کے کہانے سے زچا کو بہی
وقت جننے کے نہایت ہی تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اس واسطے کہ ان چیزون کی
سردی سے بچہ پیٹ مین سست اور بیمار رہجاتا ہے اور بسبب سستی اور بیماری
کے دردون کے وقت زور اور طاقت خروج کے لیے نہین کر سکتا ہے اور بہی
ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک کثرت صحبت سے بچنا لازم ہے کہ
اس سے بہی بچے کو ضرر ہوتا ہے اور حمل والی کمربند کسکر نہ باندہے اور دہلیز وغیرہ
پر نہ بیٹھے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بہی نہ کہاوے کہ
اس سے آنول بڑہتی ہے اور بچے کے سر پر بال بہی زیادہ ہوتے ہین کہ اس سے
حاملہ کا سینہ بہت جلا کرتا ہے یعنی معدے کے مونہہ پر اکثر جلن رہا کرتی ہے
اور یہ بہی چاہیے کہ خوراک اپنی متوسط رکہے نہ بہت کہاوے نہ فاقہ کرے اس
واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ مین بہت بڑہتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے کہ
جس سے وقت ولادت کے زچا کو بہت ایذا ہوتی ہے اور بہت کہانے سے
بچہ پیٹ مین ناطاقت اور دبلا اور کم زور رہتا ہے جنتے وقت آسانی سے

نہیں نکل سکتا اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے پس مقدار میں متوسط غذا
کھانا چاہیے کہ اسمین ہر طرح کا امن ہے اسی لیے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا شرع
میں وارد ہے اور بہت مقویات اور میوجات وغیرہ کھانا نچاہیے کہ اس سے
بھی بچہ قوی اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے وقت
زچائی تکلیف اور ایذا شدید ہے اور اکثر حمل والیاں مٹی بہت کھاتی ہیں یہ بھی
مضر ہے اور حکیم مٹی کھانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پیٹ
مین کیڑے مثل کیچوون کے پیدا ہو جاتے ہین اسی لیے چند حدیثون مین مٹی
کھانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر مین سلمان رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے مَنْ اَکَلَ الطِّیْنَ فَکَاَنَّمَا اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ نَفْسِہٖ یعنی جس شخص نے
مٹی کھائی تو گویا اوسنے مدد کی اپنی جان مار ڈالنے پر اس سے معلوم ہوا کہ مٹی کھانے
مین سوائے ضرر اور نقصان جان کے کسی طرح کا فائدہ نہین پس ہرگز مٹی کھانہ چاہیے
اور حاملہ کو چاہیے کہ بہت خوشبو کی چیزون کا بھی استعمال نکرے یعنی عطر وغیرہ بہت نہ
سونگھے خصوصاً ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگھنا اور لگانا بہت ہی منع ہے
اور یہی حمام مین نہانا اور آبزن کرنا یعنی دوا کے پانی مین بیٹھنا اور پیٹ کا دبانا
یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزون سے بچنا ضرور ہے غرضیکہ تمام ہوا بیان ان چیزونکا
جو حمل مین مضر ہین اب وہ چیزین کہ حاملہ کو کھانا اور برتنا اونکا لازم ہے وہ لکھی جاتی ہین
جاننا چاہیے کہ اگر حمل والی عورت نہار منہ ایک دو گھونٹ ٹھنڈے پانی کے پیا کرے تو اس سے

بچے کی آنکھیں بڑی ہوتی ہین اور لوبیا کہانے سے بچہ حاقل اور خربزہ کہانیسے
خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور یہہ بہی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چہوٹا سا ٹکڑا کوہ بہے
کا کہا لیا کرے تو اس سے بچہ گورا پیدا ہوتا ہے اور اوسین سونہی خوشبو آتی ہے
غرضکہ ان چیزون کے کہانے مین کچھ مضرت نہین ہے بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن ہر
چیز کو کم کہانا چاہیے اس لیے کہ زیادتی ہر چیز کی ضرر ہے اور حاملہ کو یہہ بہی چاہیے کہ
جب سے حمل معلوم ہوا اوسوقت سے ولادت تک غذا سے لطیف زود ہضم
معتدل کہانے پیے اور یہہ بہی چاہیے کہ جب سے نوان مہینا شروع ہو بچے کے
پیدا ہونے تک بہت بیٹہی نرہے کچھ کام چلنے پہرنے کا کرتی رہے اور تہوڑی سی
محنت وغیرہ کر لیا کرے اسلیے کہ اس سے ولادت مین آسانی ہوتی ہے اور
کسی طرح کی تکلیف نہین ہوتی اور یہہ بہی چاہیے کہ قریب زمانہ ولادت کے
اپنے کہانے پینے مین اکثر ماش کی دال اور السی کے پانی کا استعمال رکہے
اس لیے کہ اس سے بہی بچہ بآسانی پیدا ہوتا ہے

فصل بچے کے وقت ولادت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہون یعنی درد زہ معلوم ہو
تو اوس وقت زچا کو لازم ہے کہ بہت بیٹہے نہین آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے
اور کچھ غذا نہ کہاوے اور ٹہنڈا پانی بہی نہ پیے اگر بہوک معلوم ہو تو دس پانچ دانے
منقے کے کہا لے یا شوربا جوان مرغ کا یا تہوڑا سا دودہ گرم گرم پیلے کہ بہت نرم ہے

اس لیے کہ زیادتی سے اندیشہ بدہضمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو
سونف کا عرق گرم کرکے پیوے اور اگر بہت ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دو بار
وہی عرق ٹھنڈا پی لے مگر تھوڑا تھوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے اور جب
لیٹنے کو جی چاہے تو گاؤ تکیہ وغیرہ کمر کے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدھی بیٹھی
اور آدھی لیٹی اور جننے وقت کسی قابلہ یعنی دائی ہوشیار کا ہونا ضرور ہے کہ وہ احتیاط
و ہوشیاری سے جنا دے اور یہ بھی چاہیے کہ بار بار قابلہ کو نہ دکھاوے بلکہ ہاتھ
بھی اوسکا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب درد زیادہ ہو تو روئی کو تلی کے
تیل میں بھگو کر قابلہ کے ہاتھ سے آگے کی جانب استعمال کراوے اور ارنڈی کا
تیل بھی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرب ہے اور جب وقت جننے
کا قریب ہو تو کوئی عورت ہوشیار زچا کے پیٹ کو اس طرح سے تھامے کہ دونوں
ہاتھ میں زچا کا پیٹ پکڑ کر آہستہ سے نیچے کی طرف دباتی رہے تا کہ بچہ اوپر کو نہ چڑھے
اور دو عورتیں زچا کے پانوں کو اس طرح سے تھامیں کہ ران سے ران نہ ملنے پاوے
اور زچا کو چاہیے کہ اوس وقت سانس اوپر کو نہ لے درد کی تکلیف کو ضبط کرے
چیخے نہیں اور نیچے کی طرف زور دے سیدھی چت لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور
اگر بیٹھنے کو جی چاہے تو قابلہ کے پانوں پر بوجھ دیکر اکڑوں بیٹھے اور قابلہ کے گلے
میں دونوں ہاتھ ڈالکر نیچے کی طرف طاقت اور زور کرے مگر بیٹھکے جننے سے
لیٹ کر جننا سہل ہے اور سوائے اسکے بیٹھکے جننے میں اندیشہ بدن کے

حمل آنیکا ہی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جس عورت کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو قابلہ کو چاہیے
کہ ارنڈی کے تیل مین زعفران پسی ہوئی ملاکر زچا کو استعمال کراوے اور ہمنے خود
دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے ہوے بچے کا اخراج اسی کے استعمال سے
ہوا تہا اور سہولت ولادت کے لیے صابون مین انڈے کی زردی ملاکر استعمال
کرنا بہی مجرب ہے اور قابلہ کو یہی چاہیے کہ روغن بادام یا السی کا تیل لعاب السی
کے ساتہہ ملاکر فم رحم پر بہت سا مل دے کہ اس تدبیر سے بہی انشاء اللہ تعالی
بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے سہولت ولادت کے بخاصہ جو دوائین مجرب
اور معروف ہین وہ یہ ہین کہ زچا سنگ مقناطیس کا ایک بڑا ٹکڑا بائین ہاتہہ مین پکڑے
اور مونگے کی جڑ دہنے زانو مین باندہے اور دارچینی کا زچا کو کہلانا بہی مجرب ہے
اور اگر جند یا ہینگ بہی اوسمین ملاکر دیجاوے بشرطیکہ حرارت نہو تو انشاء اللہ تعالی
اثر اسکا جلد ہوگا اور املتاس کے چہلکے ڈیڑہ تولہ کو پاؤ بہر پانی مین جوش
دے اور چہانکر شربت بنفشہ ۲ تولہ یا آب نخود چہٹانک بہر ملاکر زچا کو پلانا بہی سہولت
ولادت کے لیے مجرب ہے اور املتاس کے چہلکون کی زچا کو دہونی دینا بہی
مجرب ہے اور انڈے کی زردی نیم برشت اور اوسپر سیاہ مرچ پسی ہوئی چہڑک
کے زچا کو کہلانے سے بہی ولادت سہل ہوتی ہے اور میزان الطب مین لکہا ہے
کہ جس عورت کا جننا مشکل ہو پس لازم ہے کہ اوسکو ابتداء درد وضع حمل سے
حمام مین لیجاوے اور گرم پانی بدن پر ڈلواوے اور ابزن مین بٹہاکر روغن سے

گنج ران وغیرہ مین مالش کراوے اور چند قدم ٹہلاوے پہر ولادت کی جگہہ پر
سے آوے لیکن یہ آبزن وغیرہ بعد فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیے
گریہ علاج اس ملک مین رائج نہین اور نہ ہم نے کسی زچا کے لیے کرتے دیکہا ہے
فقط کتاب مین لکہا ہے اور درد ون مین سرد پانی اور ٹہنڈی اور ترش چیزون سے
پرہیز کرنا لازم ہے اور درد زہ مین بہت چیخنا اور چلانا بہی نہ چاہیے بلکہ اوس وقت
دم کو روکے اور اپنے پانون پر زور کرے اور کونتھے تاکہ بچہ جلدی ہووے لیکن
یہ زور دینا اور کونتھنا قریب ولادت کے چاہیے شروع دردون مین نہین کیونکہ
ابتدا مین دم کے رکنے اور آواز نہ نکالنے سے زچا کو تکلیف اور تکان زیادہ ہوتا ہے
اور سوا اسکے اس دم کے گہونٹنے مین پیٹ کے رگ پٹہون کے بگاڑ کا بہی اندیشہ
ہوتا ہے اور خفنے مین چہیلیان بہی دینا نہ چاہیے کہ اس سے بہی اندیشہ پیٹ کے
بگاڑ کا ہے اور بعض عورتون کی آنول کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچہہ دیر مین ہوتا
ہے پس اوسوقت اوسکے نکالنے مین جلدی نکرے اور قابلہ کو دستکاری نکرنے دے
کہ اسمین بہی اندیشہ رگ پٹہون کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے اخراج کی تدبیر خارجی
ہی کرنا چاہیے جیسے زچا کو چہینک دلوانا یا کسی کے پر سے اوبکائی لوانا یا کوئی چیز
مثل پہکنی وغیرہ کے زچا سے پہکوانا یا سر کے بال زچا کے مونہہ مین دینا کہ اس سے
بہی اوبکائی آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیرین کرنا چاہیین کہ جن سے زور پڑکر آنول
کا اخراج ہو جاوے اور جب تک آنول نہ نکلے تب تک زچا کا پیٹ تہامے رہنا چاہیے

اور یہ بھی چاہیے کہ زچا کو سانس کھینچ کر نہ لینے دین نیچے ہی کی طرف زور کرا وین
تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑہے اور نیچے کی طرف زور دینے سے اوسکا جلد ہی اخراج ہو جاوے

فصل مولود کی تدبیرین

جاننا چاہیے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو قابلہ کو لازم ہے کہ پہلے بچے
کا نال خوب سونت ڈالے اور پہر اوس کو چار انگل چھوڑ کر ناڑے سے باندہے اور
پہر اوس ناڑے کے دوسرے سرے کو پہندا دیکر بچے کے گلے مین ڈال دے مگر
اوس پہندے کو ڈہیلا رکہے تاکہ بچے کے گلے مین نہ پہنسے اور پہر اوس نال کو ناڑی
کے اوپر سے کسی چاقو چہری وغیرہ سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے بہت
احتیاط چاہیے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچہ ضائع
ہو جاتا ہے چنانچہ میری برادری مین ایک جگہ ایسا ہی ہوا تہا کہ ایک دائی نے
اس طرح بے انداز بچے کا نال کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھ پہر کے بعد
مر گیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے بچے کی ناف بک جاتی ہے اور
پہولی ہوئی ہی رہجاتی ہے پس نال کاٹنے مین بہت احتیاط چاہیے اور جب بچے کا
نال کاٹ چکے تب بچے کو بیسن یا منسہری ملکر نیم گرم پانی سے نہلاوے اور
اوسی وقت نہلانے مین بچے کا گلا بھی کر دے اور پاخانے کے مقام کو بھی انگلی
سے کشادہ کر دے اور چھاتیان بھی بچے کی مسک دے تاکہ اوسکی رطوبت وغیرہ
نکل جاوے کیونکہ اگر چھاتیون مین کچھہ رطوبت رہجاویگی تو چھاتی کے پکنے کا اندیشہ

ہی یعنی اس رطوبت کے رہنے سے بچے کی چہاتیان پک جاتی ہین یا چہاتیون
مین گٹھلیان پڑجاتی ہین اور یہہ بھی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے
پسینے مین بو آتی ہے غرضکہ چہاتیون کی رطوبت کو خوب صاف کردے کہ کسی طرح
کے ضرر کا اندیشہ نرہے اور دختر کے پیشاب کے مقام پر بھی تہوڑی سی مصری
پیسکر چہڑک دے کہ اس سے رطوبت غلیظ اوسکے بدن کی نکلجاوے اور جب بچے کو
نہلا کر فارغ ہون تو پہر چاہیے کہ کسی بزرگ آدمی کا پرانا کپڑا ایک بچے کے گلے مین
ڈالدین اور ایک ٹکڑا اوسی کپڑے کا بچے کے سر پر باندہ دین اور یہ فقط واسطے
برکت اور نیک فال لینے کے ہے تاکہ اللہ تعالی اوس بچے کی عمر دراز کرے اور
عادت نیک دے سواے اسکے ایسے کپڑے پہنانے مین اور کچھہ فائدہ نہین ہے
اور نہ یہ بات طب سے ہے اور نہ شرع شریف مین اسکا کچھہ حکم آیا ہے مگر جو کہ نیک فال
لینا شرع مین درست ہے اس واسطے جو عورتین اپنی اولاد کو اولاً کسی بزرگ کے
کپڑے تبرکاً پہنا دیتی ہین آمین کچھہ مضایقہ نہین کیونکہ علما فال نیک لینے کو منع
نہین کرتے پس میرے نزدیک بھی بسبب نیک فالی کے جائز ہے البتہ فال بد
لینا نچاہیئے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فال بد لینے کو ترک
فرمایا ہے پس اس سے بچنا لازم ہے بغوی نے شرح السنہ مین ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ یَتَفَاءَلُ وَلَا یَتَطَیَّرُ وَکَانَ یُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ یعنی ابن عباس

رضی اللہ عنہا کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے اور شگون بد
نہ لیتے اور دوست رکھتے نام نیک کو یعنی اوس کے ساتھ فال لیتے اور ابو داؤد
نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَہٗ ثَلٰثًا وَمَا مِنَّا
اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ یعنی شگون بد لینا شرک ہے یہ بات تین بار
فرمائی یعنی مبالغۃً تاکہ لوگ اوس سے بہت بچین اور نہین ہم مین سے کوئی مگر یعنی
بمقتضاے بشریت ہر ایک کے دل مین کبھی خیال بد سے تردد خیال راہ پاتا ہے ولیکن
اللہ تعالی بسبب توکل کے اوس کو لیجاتا ہے یعنی اگر بحکم بشریت کے کچھ شک ووہم
دل مین آجاوے تو چاہیے کہ خدا پر توکل کرے اور اوس کام کو جاوے
اوس وہم کا تابع نہو اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا
کہ مینے امام بخاری کو سنا وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے
اوستاد یون کہتے تھے وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ
یہ کلام میرے نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہنا چکین تو
پھر اوسکی آنکھون مین سرمہ لگاوین

باب سوم

فصل بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکین تو پہر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی کو بلاکر بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے داہنے کان مین اذان کہلا دین اور پہر بائین کان مین اقامت یعنی بعد حی علی الفلاح کے قد قامت الصلوۃ بہی کہنا چاہیے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ اَبِی رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِی اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ یعنی ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ آپ نے حسن بن علی کے کان مین اذان کہی جبکہ اونکو بی بی فاطمہ نے جنا مانند اذان نماز کے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ایک نسخے مین صحیح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان مین اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور اقامت کہنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اسکو ضرور ادا کرنا چاہیے اور یہ بہی

ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہان بچہ پیدا ہو تو اوسکا کوئی بزرگ
اوسکے کانون مین اذان اور اقامت کہے کہ یہ اولی ہے اور اگر سنت ادا ہونیکے
لیے کوئی غیر شخص بہی بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہے تو بہی درست ہے
اذان اور اقامت کا کہنا وقت ولادت کے اس واسطے چاہیے کہ سب سے پہلے
نام اللہ تعالی کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان مین پہونچ جاوے اور وہ اپنے
خالق کا نام سب کلام سے پہلے سنے اور تخصیص اذان واقامت کی اس واسطے
ہے کہ شیطان اسکی آواز سے بہاگتا ہے اور اذان اور اقامت کی برکت سے
انشاء اللہ تعالی بچے کو ام الصبیان کا مرض بہی نہین ہوتا اور بچہ اس مرض سے
پناہ مین رہتا ہے جیسا کہ ابو یعلی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَاَذَّنَ فِي اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي اُذُنِهِ
الْيُسْرٰى لَمْ تَضُرَّهُ اُمُّ الصِّبْيَانِ یعنی جسکے ہان بچہ پیدا ہو پہر وہ اوس کے
دہنے کان مین اذان کہے اور بائین کان مین اقامت تو ام الصبیان اوسکو
ایذا نہ پہونچاویگی جامع صغیر کی شرح یعنی عزیزی مین لکہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے
اور ابن السنی نے اس حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعا روایت کیا ہے اور تلخیص حبیر
مین بہی اس حدیث کو وارد کیا اور کچھ کلام اوسپر نہین کیا پس اذان اور اقامت
بچے کے کانونمین کہنا ضرور ہے اور شرعۃ الاسلام مین منقول ہے کہ جب بچے
کے کانون مین اذان اور اقامت کہہ چکے تو پہر اوسکے بائین کان مین یہ دعا بہی

پڑہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ بَرًّا تَقِیًّا وَّ اَنْبِتْہُ فِی الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کو بہی دو تین بار پڑہے اُعِیْذُہٗ بِاللّٰہِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور روضہ مین شرح مشکوۃ اور شرح سفر السعادت سے لکہا ہے کہ فرزند نو تولد کے کان مین یہ دعا پڑہنا مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بعد اسکے کہجور یا چہوہارا یا شہد یا کوئی اور میٹہی چیز اوس کے تالو مین ملنا مستحب ہے اسی کو تحنیک کہتے ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ كَانَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّكُ عَلَیْھِمْ وَیُحَنِّكُھُمْ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک لوگ بچون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر نور مین لاتے تہے آپ اونکے حق مین برکت کی دعا فرماتے تہے اور انکی تحنیک کرتے تہے اسکو مسلم نے روایت کیا لیکن کہجور افضل ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو موسی کے لڑکے کے تالو مین کہجور ہی چباکے ملی تہی جیسا کہ مسلم کی دوسری روایت مین وارد ہوا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ وَحَنَّكَہٗ بِتَمْرَةٍ یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہتے ہین میرے ہان لڑکا پیدا ہوا پہر مین اوس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیگیا آپ نے اوسکا نام ابراہیم رکہا اور

کھجور چبا کر اوسکے تالو مین ملدے پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کیا اوسی کا کرنا بہتر ہے علماء نے لکھا ہے کہ چھوہارا کھجور شہد وغیرہ کے کھلانے سے
بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کھجور یا شہد وغیرہ چکھین تو اوس وقت
ایک آدھ پان مین ذرا سا چونہ کتھہ لگا کر تھوڑی سی زعفران ڈالکر پن کُٹی وغیرہ
مین کوٹ کے تھوڑا سا عرق اوسکا بچے کے حلق مین ڈالدین تاکہ نہانے وغیرہ کی
سردی جاتی رہے بعد اسکے بچے کی حفاظت او گھٹی اور زچا کی احتیاط کی تجویز
کرین اور حال انکا اور فصلون مین لکھا جاویگا

فصل بچے کی گھٹی اور احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنی اور چھوہارا یا شہد تالو مین
لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچھکر دو روز تک اولاد دوا دستون کی جس کو گھٹی
کہتے ہین ستی نہ بہت گرم نہ ٹھنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہین کہ ایک
کپڑے کی بتی انگلی کی برابر موٹی بنا کر گھٹی مین بھگو کر بچے کے مونہہ مین دین تاکہ اس طرح
کی گھٹی پینے سے بچے کو دودھ پینے کی عادت پڑجاوے چمچہ اور سیپی سے گھٹی
پلانے مین بچہ دودھ چوسنا بھول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ دست ہو کر خوب صاف
ہوجاوے تو تیسرے روز بچے کو دودھ دین اور پانچ روز تک اس قاعدے سے
دودھ پلاوین کہ دو وقت دودھ دین تو ایک وقت گھٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب
صاف ہوتا رہے اور بعد سات روز کے پھر بچے کو دودھ ہی پلاوین لیکن زچین

روز پہر گہنٹی دین اس طرح سے کہ تمام دن مین دو تین بار گہٹی دین باقی وقتون مین
دودہ پلاوین اور اسی طرح سے ہر دہائی مین ایک روز پیشتر نہلانے سے بچے کو
گہٹی دیا کرین اور چلنے تک گہٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور رکہین تاکہ بچے
کا پیٹ خوب صاف ہوجاوے اور بعد چلنے کے جب تک دودہ پیتا رہے دوسرے
تیسرے مہینے گہٹی دینا ضرور ہے تاکہ دودہ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا ہے
اور اوس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہین اس گہٹی کے دینے سے
نکلجاوے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہوجائیگا تو اکثر امراض کا اندیشہ بہی
نرہیگا اس واسطے کہ بہت مرض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہین اور ہر روز
بچے کا ہاتہہ سونہہ گلا کان چڈہا وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کردیا کرین اور
کپڑے کی بتی بناکر ناک بہی بچے کی صاف کردیا کرین تاکہ بچہ صاف اور ستہرا رہے
کہ دیکہنے والون کو نفرت نہ آوے اور بچے کی عادت بہی صاف رہنے کی رہے
اور ہاتہہ گلے کان چڈہے وغیرہ مین میل بہی نہ جمنے پاوے کیونکہ اس سے بو آنے
لگتی ہے اور بچے کا گوشت گلکر زخم پڑجاتے ہین اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے
تو پانی سے طہارت کردیا کرین تاکہ بچہ پاک صاف رہے اور بو وغیرہ بہی نہ آوے اور
سوائے صفائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن مین خارش اور سوزش
بہی ہونے لگتی ہے اور یہ بہی چاہیے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت
اشارہ کرنے کی سکہاوین تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکہنے والا

اوسکو گود اور بستر سے علیحدہ کر کے پیشاب وغیرہ کرالیا کرے تاکہ رکہنے والے اور
ماں اور بچے کے کپڑے اور بچہونے وغیرہ پاک صاف رہین اور پیشاب وغیرہ
کی بدبو بہی نہ آوے اور رکہنے والون کی نماز مین خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو
غندک مین رکہنا نہایت اچہا ہے غندک اسے کہتے ہین کہ ایک کپڑا گز ڈیڑہ گز کا
لنبا آدہ گز کا چوڑا اوسپر بچے کو لٹاکر اوسکے ہاتہ پانون سیدہے کرکے گلے کے
یہان سے ٹخنے تک بچے کے لپیٹ دیتے ہین اور اوپر کوئی ناڑا یا بند وغیرہ
بہی باندہ دیتے ہین غرضکہ اس طرح سے کپڑے مین بچے کو لپیٹتے ہین کہ اوسکا صرف
مونہہ کہلا رہتا ہے باقی سب جسم لپیٹ جاتا ہے اور اسمین بچے کو نہایت ہی آرام
ملتا ہے اور اس کپڑے کے لپیٹنے سے یہ بہی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتہ پانون
سیدہے رہتے ہین اور پیشاب وغیرہ بہی اوسی کپڑے مین جذب ہوجاتا ہے اور
کپڑون مین دہبا نہین لگتا اس لیے غندک کر دینا بہت بہتر ہے بس چاہیے کہ
چار پانچ کپڑے غندک کے واسطے بنالین اور تین چار بار دن مین اوس کپڑے
کو بدل ڈالین اور دوسرے کپڑے کی غندک باندہ دین اور وہ کپڑا دہونے کو دیدین
اسی طرح سے غندک کے کپڑون کو بدلتے رہین کہ اسمین کئی فائدے ہین اور یہ رسم
غندک کی عرب مین بہت جاری ہے اور افغانستان مین بہی اسکا نہایت رواج
ہے اور بچے کا مونہہ سوتے مین کسی کپڑے سے چہپا دیا کرین کہلا نہ کہین تاکہ
مونہہ کہلے سونے کی عادت نہووے اسلیے کہ مونہہ کہولکر سونے سے سردی مینا

ہواسے بچے کے گال وغیرہ پہٹ جاتے ہین کہ جس سے بچے کو بہت ایذا
ہوتی ہے اور مکہی وغیرہ کی بہی احتیاط نہین ہوسکتی اور یہ بہی چاہیے
کہ بچے کو کسی کے ساتہہ نہ سُلاوین الگ سونے کی عادت ڈالین الگ سونے
مین بچہ توانا ہوتا ہے اور دوسرے کی بہاپ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے
محفوظ رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کہلائی سے بہی کم پلتا ہے اور ہاتہہ
پانون کے دبنے کا اندیشہ بہی نہین رہتا ہے پس بچے کے الگ سُلانے مین بہت
فائدے اور مصلحتین ہین اوسکو الگ ہی سلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ
کہٹولے پر اوسے سُلاوین اور اوسکے دونون طرف کی پٹیون سے ملاکر دونون
پلنگ انّا اور کہلائی کے بچہاوین تاکہ بچہ الگ سووے اور اوس کے گرنے وغیرہ
کی بہی محافظت رہے اور بہت جہولے اور گود مین بچے کو نہ رکہین کہ اس سے بچہ
ناطاقت اور کمزور رہتا ہے اور اوسکی عادت بہی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جہولے
اور بے گود کے کسی وقت نہین رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اوس کی
مان اور کہلائی کو نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہہ جہولا نہین
مل سکتا اور نہ ہر وقت بچے کو کوئی گود مین رکہہ سکتا ہے پس ایسی عادت بچے کی
نہ ڈالنا چاہیے کہ جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ بہی تکلیف اوٹہاوے اور بچے کو
ہرگز افیون کہلانا نہ چاہیے کیونکہ اول تو افیون کہانا اور کہلانا دونون حرام ہین
دوسرے افیون کہانے سے بچہ کالا اور بدمزاج ہو جاتا ہے سواے اسکے افیون

زہر ہے اگر زیادہ ہوجاوے تو بچے کی جان کا اندیشہ ہے سو اسمین سواے نقصان
کے کوئی فائدہ نہین ہے طبرانی نے کبیر مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا
ہے اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَکُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ یعنی بیشک اللہ تعالی
نے نہین رکھی تمہاری شفا اوس چیز مین جسکو تمپر حرام کیا جامع صغیر مین اس
حدیث پر صحت کی علامت کی ہے اور عرف الجادی مین لکھا ہے کہ بیہقی نے
اس حدیث کی تخریج کی اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا اور چھوٹے بچے کی احتیاط
زیادہ ہوا سے رکھین اس لیے کہ بچے کو ہوا بہت جلد اثر کرتی ہے اور اوسکی
سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا ہوجاتے ہین پس چاہیے کہ اکثر اوسکو
گرم کپڑا پہناے رہین اور سردی کے وقت بند اور گرم مکان مین جہان ہوا
کم آتی ہو رکھین اور گرمی مین بہت سرد مکان مین بھی نہ رکھین غرضکہ بچے کو بہت
سردی اور گرمی سے بچاتے رہین اور ہر وقت بچے کی طبیعت کا دھیان رکھین کیونکہ
اوسکا مزاج بہت نازک ہوتا ہے سردی گرمی اوس کو جلد اثر کرتی ہے اسکا
بہت ہی خیال رکھنا چاہیے جس وقت ابر ہو یا مینہ مہاوٹ کا برستا ہو یا جاڑا زیادہ
پڑتا ہو تو اوس وقت بچے کو نہلانا نہ چاہیے جب پانی برس چکے ابر کھلجاوے اور دھوپ
نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس وقت بچے کو نہلانا چاہیے اس لیے کہ سردی اور
ابر وغیرہ مین نہلانے سے بچے کو اکثر امراض پیدا ہوتے ہین اور بعض اون مین سے
مہلک بھی ہوتے ہین کہ جس سے بچے کی جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے

گلے نہ کراوین کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے اور اوس کی عادت بگڑ جاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لیے شرع شریف مین اسکی ممانعت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے کی نہ ڈالین اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہین ورنہ لیپ وغیرہ کر دیا کرین اور جب تک بچہ دودہ پیتا رہے چاہیے کہ اوس کی مان یا انّا کو جسکا دودہ پیتا ہو دوسرے تیسرے دن تہوڑا سا عرق سونف کا پلا دیا کرین اور اسی طرح بچے کو بہی ایک چمچہ عرق سونف کا دوسرے تیسرے روز دیدینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ مین کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودہ پلانے والی کے کہانے وغیرہ کی کسر بچے کو کچہہ ضرر نکرے اور اوسکا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس سے وہ ہمیشہ تندرست اور توانا رہے

فصل زچا کی احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب عورت کے بچہ ہو چکے اور آنول بہی نکل چکے اوس وقت زچا کو بٹہا کر اوسکے پیٹ کو دونون ہاتہون سے جہٹک کر خوب دبا دین اور نیچے کو سوتین تاکہ جو کچہہ خون فاسد اور خراب ہو نکل جاوے پہر زچا کو کپڑے پہنا کر پلنگ پر آہستہ سے چت لٹا کر آٹہہ نو گز سنگین کپڑا بے کلپ مثل ململ یا نین سکہہ وغیرہ کے چارتہ کر کے زچا کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کہینچ کر باندہین اور اسی طرح اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچا کے پیٹ کو دونون وقت قابلہ سے بندہوا دیا کرے اگر کسی کے پیٹ پر دانے وغیرہ ہو جاوین اور پٹی باندہنے مین زیادہ ایذا ہوتی ہو

تو تین روز اوسی طرح سے زچا کے پیٹ کو باندہنا نہایت ہی ضرور ہے کہ اس سے
جوڑ جوڑ اوسکے اپنی جگہہ پر بیٹھ جاتے ہین اور خون کی آمد بہی زیادہ ہوتی ہے
اور زچا کے سر پر کساوا باندہ دے تا کہ ہوا سر کو نہ لگے پہر رضائی وغیرہ اوڑہا کر ہوا
سے بہت احتیاط رکہین اور رکم سے کم چار پہر تک اوسکو چت ہی لیٹا رکہین نہ کروٹ
لینے دین اور نہ بیٹہنے دین اس لیے کہ اس سے بدن کے نکل آنیکا اندیشہ ہے
اور جب پیٹی باندہ چکین تو ایک بیڑا چلیے پان کا بنا کر اوسمین زعفران یا مشک ڈالکر
زچا کو کہلا وین تا کہ اوسکی گرمی جیبڑون تک پہونچے اور آٹہہ پہر تک زچا کو سوائے
پان کے اور کچہہ نہ کہلا وین اور پینے کو سونف کا عرق گرم کر کے دین بعد آٹہہ پہر
کے صرف دس پندرہ دانے منقے کے او پانچ سات دانے بادام کے ورق طلا
او نقرہ لگا کر زچا کو کہلا وین اور دوسرے وقت بہی یہی کہلا وین اسی طرح سے
تین روز تک اسی قدر منقے اور بادام ہی پر اکتفا کرین زیادہ نہ دین اور پینے کو وہی
سونف کا عرق لیکن بعد آٹہہ پہر کے بچہ ہونے سے ٹہنڈے عرق دینے کا مضائقہ
نہین بوتل کا نکلا ہوا عرق پلا دین غرضکہ تین روز تک سوائے منقے اور بادام
اور بوتل کے نکلے ہوے عرق کی اور کوئی چیز کہانے پینے مین زچا کو نہ دین بعد تین
دن کے نوجوان بکری یا چوزہ مرغ کی یخنی بنا کر زچا کو پلا دین اور اوس یخنی مین مرچ بہت
کم ڈالین ایک وقت مین ایک چاے کی پیالی کے انداز سے زیادہ نہ پلاوین تین
روز تک دو وقت یہی یخنی پلاتے رہین اور اگر بیچ مین زچا کو کچہہ اشتہا معلوم ہو تو

دہی پانچ سات دانے منقے کے دیدین اور پینے کے واسطے سونف کا عرق کسی
مٹی کے آبخورے وغیرہ مین ٹھنڈا کرکے پیاس کے وقت زچا کو پلاوین اور جسکو
پیاس زیادہ ہو اور عرق سونف کا گرمی کرتا ہو تو مکو اور گاؤزبان کا عرق ملا کر پلاوین
غرضکہ سات روز تک کہانا اور پانی مطلق ندین اس لیے کہ ابتدا مین رزق
کہانے اور پانی پینے سے مادہ فاسد حیض کا باقی رہجاتا ہے اور اس سے
زچا کو بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے اور طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی
ہین خصوصاً مرض ریاح کے زیادہ پیدا ہوتے ہین پس جہانتک ممکن ہو
رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکہین اکثر حکیمون سے ایسا سنا ہے کہ اگر
زچا چالیس روز تک پانی نہ پیے تو اوسکو کوئی مرض ریاح کا نہین ہوتا لیکن
اتنا پرہیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے پس کم سے کم سات روز تک بہت احتیاط
رکہین جب آٹھوان روز ہو تو اوسکو اس طرح سے غذا کہلاوین کہ نری بکری یا
مرغ کے شوربے مین ایک یا دو پہلکے کا ترید بنا کر دین اور چانول مطلق ندین
پانی کو سونے یا لوہے یا فقط اینٹ سے بجہا کر کنکنا کنکنا پلاوین ٹھنڈا اور کچا
پانی ندین بجہا ہوا اور سہتا سہتا پانی پلانا چاہیے اس لیے کہ ٹھنڈا پانی
پینے سے اکثر زچاؤن کو سوس ہوجاتی ہے اور سونے کا بجہا ہوا پانی زیادہ مفید
ہوتا ہے اور یہی چاہیے کہ اول روز زیادہ پانی نہ پلاوین صرف کہانے کے
وقت آدہے یا پون آبخورے سے زیادہ ندین غرضکہ ایک دو روز تک اس طرح

پانی پلانا چاہیے کہ کھانے کے وقت تو پانی دیا جاوے پھر اگر بیچ مین زچا کو پیاس
معلوم ہو تو پانی نہ دین عرق پلاوین اور دس روز تک یہ قاعدہ رکھین کہ ایک بار
پانی دین تو دوسری بار عرق پھر دو بار پانی دین تو ایک بار عرق غرضکہ پانی
زچا کا بتدریج بڑھاوین یکبارگی نرے پانی پر کفایت نکرین اور رات کو اگر زچا پانی
مانگے تو عرق ہی پلاوین پانی نہ دین اور بعد دس روز کے پھر عرق پلانا موقوف کرین
تا دو بجھا اور ٹھنڈک دور کیا ہوا پانی پلاوین رات کا بجھا اور ٹھنڈا کیا دین صبح اور
شام دونون وقت بیس روز تک اسی طرح کا پانی پلاوین بعد بیس دن کے پھر
ٹھنڈے پانی دینے کا مضائقہ نہین لیکن کچا اور باسی پانی نہ دین اور غذا مین
چانول کم کھلاوین گھی اور مٹھاس بھی زیادہ دینا نچاہیے اور یہ احتیاط کھانے پینے
مین ایک مہینے تک ضرور ہے پھر اتنی احتیاط کی حاجت نہین لیکن سرد اور ترش
چیزون سے دو چار مہینے تک پرہیز کرنا ضرور ہے کہ اس سے خوف ورم وغیرہ کا ہے
اور زچا کے سر مین تیل خوب ڈالین اسلیے کہ خون کے نکلجانے سے دماغ مین جو خشکی
اور ضعف پیدا ہوا ہے اس تیل کے لگانے سے جاتا رہیگا اور دماغ مین طاقت آویگی
اور یہ بھی چاہیے کہ زچا کی آنکھون مین ہر روز کورا کاجل لگاوین کہ اس سے آنکھونکو
قوت رہتی ہے اور زچا کے پیٹ پر کسی طرح کی مالش نہ کراوین کیونکہ مالش کرنے سے
سب رگ پٹھے نرم اور ڈھیلے ہوجاتے ہین پھر ہر وقت حاجت پیٹ ملوانے کی
رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بھی مثل ششتری یا جھاڑ یا میٹ وغیرہ کے

نکالوین اس واسطے کہ جہاڑ وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہوجاتا ہے اور بچے کے
لینے سے دوسری بار کے جننے مین عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرضکہ
بعد بچہ ہونے کے پہر کسی طرح کی دوا اور مالش پیٹ کی ہرگز نہ چاہیے بلکہ قابلہ کو بہی
کسی طرح کی دستکاری وغیرہ نہ کرنے دین اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام
دائی گری کا قابلہ سے نہ لین اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچا کو نہ نہلاوین
ساتوین روز اس طور سے کہ چڑہتے دن گرم وقت نہار موںہہ نہلاوین اور سر مین اوسکے
پہلے خشخش پیسکر ملین اور ہر جوڑ پر ایک ایک زردی انڈے کی بعد اسکے نرے
گرم پانی سے سر اوسکا دہوئین پہر بادام اور زعفران ملاکر زچا کے تمام بدن پر
ملین اور بابونے کو پانی مین جوش دیکر نرے اوس پانی سے اوس کے تمام بدن
کے ہر ہر جوڑ کو خوب دہارین اور بندہی دہار سے پانی ڈالین کہ اوس جوڑ پر زور
سے پڑے جب سب جوڑ دہار چکین تو ادہی بابونے کے پانی کے چار پانچ لوٹے
بہر کر زچا کے زیر ناف اس طرح سے ڈالین کہ اوسکی دہار زور سے زچا کے پیڑو پر معلوم
ہوتا کہ اوس کی گرمی سے آمد خون کی زیادہ ہوجاوے اور پانی بابونے کا اسقدر
زیادہ رکہین کہ دہارنے وغیرہ مین کم نہ پڑے جتنا زیادہ دہارا جاویگا اوتنا ہی زچا
کے جوڑون کو مفید ہوگا لیکن جہان تک ہوسکے نہلانے مین جلدی کرین مگر پہلے
سے نہانے کی جگہہ کو کہ ہوا وہان کی بند ہو آگ سے خوب گرم کرلین اور بعد
نہلانے کے بہی کسی بند مکان مین ہوا سے بچاکر بٹھاوین اور انگیٹھی وغیرہ بہی

آگ ست بہر کر اوسکے پاس رکہدین اور سر کے بالون کو بہی جلدی سے خشک کرلین
اور گرم کپڑے پہناوین بعد اس کے وہی غذا جو اول لکہی گئی یعنی شوربے مین
پہلکا بہگو کر کہلاوین اور وہی آدہا آبخورہ بجہے ہوے پانی کا جسکا ذکر پہلے ہوچکا
ہے پلاوین بعد اسکے پیلے پکّے پان کے بیڑے مین زعفران یا مشک ڈالکر کہلاوین
اور اسی طرح کا تیسرا نہانا نے مین بہی دیوین اور اسی قاعدے سے ہر چلّے یعنے
دسوین اور بیسوین اور مہینے پر نہلاوین جب چالیسوین روز بڑا چلّا ہو تو اوس دن
اپنی عادت قدیم کے موافق نہلادین یعنی پہر حاجت ان دواؤن کی نہین ہے
لیکن سردی اور ہوا وغیرہ کی احتیاط رکہنا ضرور ہے اس واسطے کہ جننے سے عورت
ضعیف اور ناتوان بہت ہو جاتی ہے اور ضعف کے سبب سے سردی وغیرہ
جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلا نہانے کے چاہیے کہ دو رکعت نماز شکرانے کی پڑہے اسلیے
کہ جب خدا تعالی نے ایسے صدمۂ عظیم سے بچاکر اپنے فضل و کرم سے صحت اور
تندرستی عنایت کی کہ گویا دوبارا زندگی عطا فرمائی اوس اللہ تعالے کا شکر ادا کرنا
اور اوس کی بندگی اور منت کرنا اور اوس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اور اپنی
اولاد کی صحت اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضرور ہے تاکہ ارحم الراحمین اسپر اور اسکی
اولاد پر اپنی مہربانی فرماکر دونون کی عمر دراز کرے اور دنیا و آخرت کا چین اور آرام
نصیب فرماوے اور یہی زچا کو چاہیے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلّے تک
خاوند کے پاس نجاوے یعنی صحبت نکرے اگرچہ درمیان چلّے کے پاک بہی ہوجاوے

لیکن صحبت سے بچنا چاہیے اس لیے کہ چالیس روز تک زچا کا رحم بہت نرم ہوتا ہے
اور قربت کرنے مین اندیشہ اوسکی صلابت اور بیکلی وغیرہ کا ہے یعنی اگر رحم پر کسی طرح
کا صدمہ پہنچ جاویگا تو اوس سے طرح طرح کے امراض مثل صلابت رحم اور
بیکلی وغیرہ کے لاحق ہوجاوینگے اور ان مرضون کی وجہ سے اکثر عورتین تکلیف
اور ایذا مین گرفتار رہینگی اور ہمیشہ کا دکھ پیچھے لگ جائیگا جس سے تمام عمر بیمارون کی
طرح دوا اور پرہیزہی مین بسر ہوگی پس لازم ہے کہ جب تک بدن مین خوب طاقت
نہ آجاوے صحبت وغیرہ سے بچتی رہین اور بعض عورتون کو تو چالیس روز تک نفاس
ہی رہتا ہے پس اس حالت مین تو کسی طرح صحبت کرنا جائز نہین ہے کیونکہ نزدیک
شارع کے حیض اور نفاس مین صحبت کرنا حرام ہے اور انتہا مدت نفاس کی چالیس
دن مقرر ہین زیادہ نہین اور کمی کے لیے کوئی زمانہ خاص معین نہین پس اگر بیچ
چلّے کے اندر جب پاک ہوجاوے یا یہ مدت پوری گذر جاوے حکم نفاس کا جاتا رہتا
ہے پھر نماز روزہ منع نہین بلکہ اوسی وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے
چالیس روز کے پورے ہونے کا انتظار نکرنا چاہیے لیکن بلحاظ اون نقصانون کے
جنکا حال اوپر مذکور ہوچکا ہے اس مدت کے اندر خاوند سے قربت نکرین تاکہ ایذا
اور تکلیف سے محفوظ رہین اور سواے اسکے ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ بسبب کثرت
امراض کے آئندہ کو اولاد ہونا موقوف ہوجاتا ہے اور حال اون امراض کا جیسے
ولادت کا ہونا بند ہوجاتا ہے مانعات حمل کی فصل مین لکھا گیا فقط

فصل بچے کے دودہ پلانیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اگر بچے کو مان کا دودہ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی
دن زچہ کے شور یا ملنے اور دودہ کے اوترنے کا ہے آنولا کسی بڑی عمر کے دودہ پیتے
بچے کو اوس کا دودہ پلاوین تاکہ وہ بچہ اوس جمے ہوے دودہ کو خوب چوس لے
اگر کوئی ایسا دودہ پیتا بچہ نہ ملے تو دودہ کھینچنے کے شیشے سے جمے ہوے دودہ کو
نکال ڈالین یا گرم پانی بوتل مین بہرین جب وہ گرم ہو جاوے خالی کر کے اوسے گرم
بوتل کو جس کی بہاپ نہ نکلی ہو زچا کی چہاتیون مین لگاوین تاکہ اوس مین سب جما ہوا
دودہ جسکو ہندی مین پیکا کہتے ہین کہیچ آوے پہر اس دودہ کے خوب صاف
ہو جانے کے بعد اپنے بچے کو پلاوین خبردار جما ہوا دودہ یعنی پیکا ہرگز بچے کو نہ پلاوین
اس لیے کہ یہ دودہ اوسکو نہایت نقصان اور ضرر کریگا اگر مان کو اپنا دودہ پلانا
منظور نہو تو چاہیے کہ اپنی چہاتی ہرگز بچے کے مونہہ مین نہ دے کیونکہ اوسکا مونہہ لگنے
سے دودہ زیادہ اوترتا ہے پہر نہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ
بوتل وغیرہ سے اوس جمے ہوے دودہ کو کہینچ ڈالین اس واسطے کہ اوس کے
رہنے سے چہاتیان پک جاتی ہین اور اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور
پک جانے سے چہاتیان بدہیئت بہی ہو جاتی ہین اور دوبارہ جلنے مین اونمین
دودہ بہی کم ہوتا ہے پس بعد نکالڈالنے پیکے کے لیپ دودہ کے خشک کرنیکا لگاوین
اور اس کے لیے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید ہے الٹی انگیا کا پہننا

اور سور کا لیپ بھی دودہ خشک کرتا ہے مگر اسکے لیپ مین یہ نقصان ہے کہ
دوسرے وقت کے جلنے مین دودہ کم ہوجاتا ہے اس واسطے سونف یا ملتانی
مٹی ہی کا لیپ کرین کہ اوسمین کچھ بھی نقصان نہین جب انّاکا دودہ پلوانا منظور ہو
تو اس امر کا خیال رکھنا ضرور ہے کہ جس عورت کو واسطے دودہ پلانے کے مقرر کرین
اول اوسکا دودہ دیکھہ لین اگر اچھا ہو تو اوسی عورت سے پلوادین ورنہ بعد تشخیص
کے جسکا دودہ بہتر ہو اوس سے پلوادین پہچان عمدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور پتلا خوب
صاف ہو زرد اور گاڑہا اور اوسمین کسی طرح کی چکنائی خواہ ہیٹکی یا جالا وغیرہ نہو اور
یہی دودہ کے اچھے ہونے کی پہچان ہے کہ اوسمین ایک جون ڈالدین اگر زندہ رہے
اور تیر جاوے تو جانین کہ یہ دودہ اچھا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیے اگر وہ جون
مرجاوے تو اچھا نہین پس ایسا دودہ ہرگز نہ پلاوین کہ بہت نقصان کرتا ہے اور
لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودہ پلانا مفید ہے اور اس کا لحاظ
بھی چاہیے کہ انّا جوان ہو بیس پچیس برس کی عمر سے زائد نہو اس واسطے کہ جوان
عورت کا دودہ بوڑہی عورت کے دودہ سے زیادہ قوت اور طاقت رکھتا ہے
اور بچے کے لیے نہایت مفید ہے اور دودہ بھی اوسکا تازہ ہو یعنی بچہ اوسکا چھہ سات
مہینے سے زیادہ کا نہو اسلیے کہ بڑے بچے کی ماں کے دودہ کم ہوتا ہے اور
اوس سے دو بچون کا پیٹ بہرنا مشکل ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بچے کو رذیل
اور بدخلق اور احمق اور فاحشہ اور بیحیا عورتون کا دودہ نہ پلاوین کیونکہ دودہ مین

مین تاثیر کرتا ہے اور اوسکا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون تفسیر زاہدی
مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق
اور فاحشہ عورتون کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ اونکا دودھ پلوایا کرو اس واسطے کہ
دودھ بدن مین تاثیر کرتا ہے اور بچے کو اوسکا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب
کوئی عورت دودھ پلانے کے لیے مقرر کرین تو ان شروط مذکورہ کا ضرور خیال
رکھین یعنی وہ عورت اچھے اور تازے دودھ کی جوان اور شریف پرہیزگار
خوش خلق اور حیادار ہو پھر جب ایسی انّا سے دودھ پلوانے کا قصد ہو تو دو ایک
روز پیشتر دودھ پلانے سے غذای لطیف اور زود ہضم مثل تھولی یا ثرید یا کھچڑی
کے کھلا دین لیکن کھچڑی اور تھولی شوربے کے ساتھ دینا چاہیے مگر یہ شوربا بوڑھی
بکری گائے بھیڑ وغیرہ کا نہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہین اور اسی طرح
ہمیشہ انّا کو ثقیل اور بادی چیزین مثل گائے کے گوشت اور بیگین وغیرہ کے نہ کھلاوین
اور سرد اور ترش چیزین بھی نہ دین اس لیے کہ یہ سب چیزین بچے کو ضرر کرتی ہین
مرچ اور گھی بھی کم دینا چاہیے مٹھاس اور دودھ جیوتے پانچین دن انّا کے
کھانے مین اگر دیا جاوے تو کچھ قباحت نہین مگر یہ چیزین انّا کو کثرت سے دینا
نہ چاہیین کیونکہ بہت شیرینی کھانے سے بچے کے پاخانے کی جگہہ ایک قسم کے
کیڑے باریک باریک پیدا ہوجاتے ہین جسکو ہندی مین چنچنے کہتے ہین اور اوس سے
بچے کو ایذا اور تکلیف بہت ہوتی ہے کہ پاخانے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے

اور اوس جگہہ خارش بہت ہوتی ہے اور دودہ کے بہت استعمال کرنے سے کہانسی اور زکام اور آنکھین دکہنے کا اندیشہ ہے غرضکہ دودہ پلانیوالیکو سب چیزون سے جو اوپر مذکور ہوئین پرہیز کرنا ضرور ہے اور یہ بہی لازم ہے کہ پانی سکے بڑے بڑے گہونٹ نہ پیین اور بہت گرم کہانا بہی نہ کہاوین اور قابض چیز کے کہانے سے پرہیز کرین سرد ہوا اور سردی سے خصوصاً بارش اور سردی کے موسم مین نہایت احتیاط رکہین اسواسطے کہ ابر اور بارش کی فصل مین ایسی چیزون کے کہانے سے بچے کو اندیشہ مہلک بیماری کا ہوتا ہے یعنی اکثر بچون کو پسلی کا مرض جس کو عورتین بادلون کی بیماری کہتے ہین ہوجاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے اور یہ بہی چاہیئے کہ سردی اور بارش مین نہانے سے بہت بچین یعنی جس دن سردی زیادہ یا مینہہ برستا ہو اوس دن ہرگز نہ نہاوین جب پانی تہم جاوے دہوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس وقت نہاوین اور گیلے بال بچے کو دودہ نہ پلاوین جب بال خشک ہوجاوین تو پہلے تہوڑی سی روٹی کہالین پہر دودہ پلاوین اور جب خوب بہوک لگے اوس وقت کہانا کہاوین کیونکہ بے بہوک کہانے سے اندیشہ سوء ہضمی کا ہوتا ہے اور دودہ پلانے والی کی سوء ہضمی سے بچے کو بہی نقصان ہوتا ہے اس واسطے اوس کو زود ہضم اور ہلکی اور

نرم نیبرین مثل تتولی اور کھچڑی اور دلی بکری کے شوربے کے ساتھ کھلاتے
ہین تاکہ سوء ہضمی کے ضرر سے دواوربچہ دونون محفوظ رہین دوودہ پلانے کے
زمانے مین اگر کوئی دوودہ پلانے والی حاملہ ہوجاوے تواوس کا دوودہ ہرگز ہرگز
بچے کو نہ پلاوین کیونکہ یہ دوودہ چکنا ہوجاتا ہے اور ایسا دودہ بچے کو نہایت نقصان
کرتا ہے اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودہ بھی نہایت مضر ہے پس جبتک
بچہ دوودہ پیے دوودہ پلانے والی اور بچے کے ماں باپ کو ان سب باتون کا
جاودہرگذ جکین خیال رکھنا ضرور ہے اور مدت دوودہ پلانے کی اکثر علما کے
نزدیک دوسال مقرر ہین اس لیے کہ دوسرے پارے مین قرآن شریف کے
اسد تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ
حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یعنی لڑکے والیان دوودہ پلاوین اپنی اولاد کو دوبرس پورے
اور یہ مدت اکثر ہے اس لیے کہ آگے فرمایا ہے لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ
یعنی دوسال تک دوودہ پلانا اوس کے واسطے ہے جو پوری مدت تک پلانا چاہے
اس سے معلوم ہوا کہ دوبرس سے کم بھی پلانا درست ہے چنانچہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت نو مہینے مین جنے تو اکیس مہینے دودہ
پلانا کافی ہے اور جب سات مہینے مین جنے تو تیئیس مہینے اور چہ مہینے مین جنے
تو پورے دوبرس دوودہ پلاوے اس لیے کہ اسد تعالی فرماتا ہے حَمْلُهُ وَ
فِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنی حمل اور دوودہ پلانے کی مدت تیس مہینے ہین پس

اکثر مدت اسکی دو سال ہے اور کم موافق اوپر کی تفصیل کے اکیس اور تیئیس مہینے ہین اور امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق مدت رضاعت کی اڑہائی برس ہین اس لیے کہ قرآن مجید مین اللہ جل شانہ نے حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا فرمایا ہے پس حمل و فصال دو چیزین ذکر فرمائین اور ان دونو کے واسطے ایک مدت مقرر کی تو ہر ایک کے لیے پوری مدت چاہیے اور وہ نہین مگر اڑہائی برس لیکن کم ہونا حمل کی مدت کا اڑہائی برس سے اون کے نزدیک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے غرضکہ انہین مدتون کے اندر دودھ چھوڑانا چاہیے یعنی اگر بچہ قوی ہے تو پونے دو برس تک پلاوین اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کرلین اور اگر ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑہائی برس تک دودھ پلاوین زیادہ اس سے نہ بڑہاوین اگرچہ بعض عالمون کے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بھی ہے

باب چہارم
فصل عقیقے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ عقیقہ لیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان مین چیرنے کاٹنے کے ہین اسی لیے شرع کی بول چال مین عقیقہ اوس قربانی کو کہتے ہین جو کہ ساتوین دن بچے کی پیدایش سے ذبح کی جاتی ہے اور کبھی عقیقہ بچے کے بالون کو بھی کہتے ہین اسمین علما کا اختلاف ہے کہ عقیقہ واجب ہے یا سنت یا مستحب علمای ظاہر یہ یعنی جو لوگ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور حسن بصری

رضی اللہ عنہ عقیقے کو واجب کہتے ہین ایسے ہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک
روایت مین واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور انکے سوا اور اکثر علما کے نزدیک
سنت ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض
کہتے ہین کہ ان کے نزدیک نفل ہے امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہین کہ عقیقہ
مستحب ہے اس لیے کہ امام احمد اور ابوداود ونسائی نے عمرو بن شعیب سے
انہون نے اپنے باپ شعیب سے انہون نے اپنے باپ سے روایت کیا قَالَ سُئِلَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِیْقَۃِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ
الْعُقُوْقَ وَ کَاَنَّہٗ کَرِہَ الْاِسْمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا نَسْأَلُکَ عَنْ اَحَدِنَا
یُوْلَدُ لَہٗ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْسُکَ عَنْ وَّلَدِہٖ فَلْیَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ
شَاتَانِ مُکَافَاَتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ یعنی عمرو کے دادا کہتے ہین کہ رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیقے سے پوچھے گئے آپ نے فرمایا مین عقوق کو دوست
نہین رکھتا گویا اس نام کو مکروہ رکھا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے
یہ پوچھتے ہین کہ ہم مین سے کسی کے یہان بچہ پیدا ہو فرمایا جو شخص تم مین سے
دوست رکھے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو اوسے چاہیے کہ کرے
لڑکے سے دو بکریان برابر اور لڑکی سے ایک بکری اس حدیث شریف سے
عقیقے کا مستحب ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے
کہ جو شخص تم مین سے دوست رکھے کرے بلکہ صاف صریح امر فرماتے یعنی وہ

حدیثین جنمین لفظ رہن یا امر ہے سو رہن سے وجوب نہین نکلتا اوس کے اور معنی
ہین اور بدلیل حدیث مذکور کے امر وجوب کے واسطے نہین ہے بلکہ امر استحبابی
ہے جیسا کہ بخاری نے سلمان بن عامر ضبی سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَۃٌ
فَاَھْرِیْقُوْا عَنْہُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْہُ الْاَذٰی یعنی سلمان نے کہا سنا مینے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ساتھ پیدا ہونے لڑکے
کے عقیقہ ہے پس ذبح کرو اوسکی طرف سے جانور اور دور کرو اوس سے ایذا
یعنی بال سر کے اور سیل وغیرہ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَھِنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ
السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ رَاْسُہٗ یعنی حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا گرو ہے بسبب
یا بدلے اپنے عقیقے کے ذبح کیا جاوے اوس سے ساتوین دن اور نام رکھا جاوے
یعنی ساتوین دن اور مونڈا جاوے سر اوسکا اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابو داود
و نسائی نے روایت کیا مگر روایت ابو داود و نسائی مین مُرْتَھِنٌ کی جگہہ رھینۃ
ہے اور ایک روایت احمد و ابو داود مین بجاے ویسمی کے لفظ یُدَمّٰی ہے ابو داود
نے کہا لفظ ویسمی صحیح تر ہے رہن کے معنے مین علما کا اختلاف ہے اکثر نے یہ کہا کہ
بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق مین یعنی جس بچے کا عقیقہ

نہوا اگر چھٹپنے مین مرجاویگا تو وہ قیامت کے دن ماں باپ کی شفاعت نکریگا
امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ بلائیون اور سلامتی
آفات اور زیادتی نشو ونما سے رُوکا گیا ہے یعنی جب تک اوسکا عقیقہ نہوگا
اکثر علیل وبیمار رہیگا بعض نے یہ کہا کہ اوسی پلیدی کے ساتھہ گرو ہے جیسا کہ
پہلی حدیث مین گذرا آمِیطُوا عَنْہُ الاَذیٰ یعنی بال اور میل کچیل وغیرہ اوس سے
دور کرو پچھلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتوین دن عقیقہ
کرنا چاہیے اگرچہ علما نے اسکی مدت بھی زیادہ کر دی ہے یعنی یون لکہا ہے کہ
اگر کسی ضرورت سے بچے کا عقیقہ ساتوین روز نہ ہو سکے تو چودہوین یا اکیسوین
دن کرے اگر ان دنون مین بھی نہ ہو سکے تو جب ممکن ہو اوس وقت کر دے مگر
اس قول پر کوئی دلیل صحیح حدیث سے معلوم نہین ہوتی پس ساتوین ہی دن
عقیقہ کرنا اولی وافضل ہے گو کسی ضرورت قوی سے تاخیر بھی جائز ہو مثلاً بچہ
کچھہ ایسا بیمار وعلیل ہو گیا کہ اوس کے سر کو پانی لگانا ضرر کرتا ہے تو چودہوین یا
اکیسوین روز اوسکا عقیقہ کرنا مضائقہ نہین لیکن جہان تک ہو سکے چاہیے کے
اپنی ہی عقیقہ کر دے زیادہ دیر نکرے اور بغیر ضرورت قوی کے ساتوان روز
عقیقے کا نہ ٹالے یعنی جب ولادت کو چھہ روز گذر جاوین تو ساتوین روز بچے کو
نہلا کر مسلمان نائی سے اوسکا سر منڈوا دے نہ ہندو سے اور اوسی دن عقیقے کا جانور
بھی ذبح کرے کیونکہ حدیث مذکورہ مین مراد ذبح سے یہی عقیقے کا جانور ہے اور آپ

دن بچے کا نام رکھنا بھی سنت ہے اس لیے کہ یہہ بھی اوسی حدیث سے ثابت ہے
غرضکہ ان سب امور کے ادا کرنے کا حکم ساتوین ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت
کے اوسی روز کرنے چاہیین تا کہ خلاف سنت کے نہو مگر ذبح کرنا جانور کا
بچے کے سر منڈاتے وقت چاہیے اگر لڑکا ہو تو دو بکریان ذبح کرے اور جو لڑکی
ہو تو ایک نر ہو یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضرور نہین کہ بیٹی کی طرف سے بکری ہو
اور بیٹے کی طرف سے بکرا چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے جس کو
ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے عَنْ اُمِّ کُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَ
عَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ وَلَا یَضُرُّکُمْ ذُکْرَانًا کُنَّ اَمْ اِنَاثًا یعنی ام کرز سے روایت
ہے انہون نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
لڑکے کی طرف سے دو بکریان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقے
مین اور ضرر نہین کرتا تم کو یہ کہ وہ نر ہون یا مادہ یعنی یہ دہیان نہ کرو کہ لڑکے کی
طرف سے نر چاہیین اور لڑکی کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ عقیقے مین جانور کے نر مادہ ہونے کی کچھہ قید نہین صرف لڑکے کی طرف سے
دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علما نے یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکے
کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے اگر کوئی
شخص لڑکے کی طرف سے عقیقے مین ایک ہی بکری ذبح کرے تو بھی درست ہے

جیساکہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا اَنَّ
رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الحَسَنِ وَالحُسَینِ کَبشًا
کَبشًا وَعِندَ النَّسَائِی کَبشَینِ کَبشَینِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین
رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں ایک ایک دنبا اور نسائی کے نزدیک دو دو دنبے
اس سے یہی معلوم ہوا کہ عقیقے میں بکری کی تخصیص نہیں ہے چاہے بکری ذبح
کرے چاہے دنبا اور عقیقے میں بھیڑ ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک
بکری اور بھیڑ ایک سال سے اور دنبا چھ مہینے سے کم کا نہو اور کچھ عیب دار بھی نہو
یعنی لنگڑا لولا اندھا بہت دبلا بھی نہو بلکہ جو شرطیں اور صفتیں قربانی کے جانور میں
چاہییں ان سب کا عقیقے کے جانور میں ہونا بھی ضرور ہے جب بچے کا سر منڈ چکے
تو اوس کے بالوں کے ہموزن چاندی خیرات کرے علما نے سونا دینا بھی جائز
لکھا ہے یعنی اگر کسی کو مقدور ہو اور وہ بچے کے بالوں کی برابر سونا خیرات کرے
تو کچھ مضائقہ نہیں مگر امام حسن رضی اللہ عنہ کے بالوں کے ہموزن چاندی ہی دی گئی
تھی جیساکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عَن مُحَمَّدِ بنِ عَلِیِّ بنِ حُسَینٍ عَن عَلِیِّ بنِ
اَبِی طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہَہٗ قَالَ عَقَّ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ
الحَسَنِ بِشَاۃٍ وَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ احلِقِی رَاسَہٗ وَتَصَدَّقِی بِزِنَۃِ شَعرِہٖ فِضَّۃً
فَکَانَ وَزنُہٗ دِرھَمًا اَو بَعضَ دِرھَمٍ رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیثٌ حَسَنٌ

غَرِیبٌ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ لَمْ یُدْرِكْ عَلِیَّ بْنَ
اَبِی طَالِبٍ یعنی روایت ہے محمد بن علی بن حسین سے یعنی امام محمد باقر بن امام
زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام سے کہ نقل کی علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام
حسن کی طرف سے ساتھ ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اے فاطمہ مونڈ تو سر اوسکا اور تصدق دے ہموزن اوسکے بالون کے چاندی
پس وزن کیا ہم نے بالون کو تو اوسکا وزن ایک درہم یا درہم سے کم تھا روایت
کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متصل نہین
ہے اس لیے کہ محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہین پایا پس اس
حدیث سے چاندی دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولی ہے
اس لیے کہ سونا دینے مین ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور اہل بیت سے
بڑھکر مرتبے مین کسی کی اولاد نہین ہے پس جو اون کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا
افضل اور اعلی ہے پھر اوس کے بالون کو زمین مین دفن کرے یا دریا مین ڈالدے
اور سر منڈانے کے بعد کوئی خوشبو دار چیز مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر ملدے
کہ یہ سنت ہے جانور کا خون نہ ملے کیونکہ یہ رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث مین
آیا ہے عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ كُنَّا فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاۃً
وَلَطَخَ رَأْسَهٗ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاۃَ یَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ

راسہ ونلطخہ بزعفران رواہ ابو داود وزاد رزین ونسمیہ یعنی کہا
بریدہ نے جاہلیت مین ہماری یہ عادت تھی کہ جب پیدا ہوتا کسی کے یہان
ہم مین سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرتا اور اوسکا خون بچے کے سر سے لگاتا
پہر جب اسلام آیا تو ہم ساتوین دن بکری ذبح کرتے ہین اور بچے کا سر
مونڈتے ہین اور اوسکے سر کو زعفران لگاتے ہین روایت کیا اسکو ابو داود
نے اور رزین نے ونسمیہ کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتوین ہی دن ہم اوسکا
نام رکہتے ہین زعفران ملنے سے یہی فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا
نہین ہوتا ہے عقیقے کے جانور کو اگر بچے کا باپ خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر
ہے اگر باپ نہو تو اور کنبے کے لوگ مثل دادا یا چچا وغیرہ کے اوس جانور کو
ذبح کردین اور غیر شخص کا ذبح کرنا بہی درست ہے لیکن کنبے والے افضل ہین
اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقے کے جانور کا گوشت بچے کے ماں باپ دادی دادا
نانی نانا نہ کہاوین سو غلط ہے اس لیے کہ شرع شریف مین اس گوشت کے
کہانے سے گہر والون یعنی ماں باپ اور رشتے دارون اور برادری والون
اور دوستون وغیرہ کسی کو ممانعت نہین آئی ہے ان سب لوگون کو اسکا کہانا
درست ہے لیکن اس گوشت مین سے ایک تہائی حصہ خیرات کردے اور دو
حصے گہر اور برادری اور دوستون وغیرہ مین تقسیم کرے کچا بانٹے یا کہانا پکا کر
کہلاوے دونو طرح درست ہے دائی اور نائی کا اس گوشت مین کچہ حق اور

حصہ شرع سے مقرر نہین اپنی طرف سے اگر ان کو بھی تھوڑا سا دیدے تو کچھ
مضائقہ نہین مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نائی اور دائی کا ہے
سو حدیث صحیح سے اس کی کچھ اصل نہین اسی طرح عقیقے کے جانور کی ہڈی
نہ توڑنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہین ہان مراسیل ابو داود مین
جعفر بن محمد کی روایت سے قابلہ کو عقیقے کی بکری کے پاے دینا اور اوسکی
ہڈی نہ توڑنا معلوم ہوتا ہے اسی لیے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے
ہین کہ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور انکے سوا اور لوگ اس طرف
گئے ہین کہ ہڈیون کا توڑنا مستحب ہے

فصل بچے کے نام رکھنے کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکھنا منظور ہو تو اچھا نام تجویز کرین
بلکہ اگر نبیون کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھین جیسے ابراہیم ایوب موسی۔
اسحق اور اونکی عورتون کے نام پر جیسے سارہ ہاجرہ بلقیس وغیرہ جو نبیون کی
بیبیون اور بیٹیون کے نام تھے اپنی لڑکیون کے نام رکھین تو بہتر ہے صحابہ
اور صحابیات کے نام پر بھی نام رکھنا بہت اچھا ہے جیسے ابوبکر صدیق
عتیق عمر عثمان طلحہ سعد انس جابر سہل وغیرہ لڑکون کے واسطے اور اسما سلمہ
وغیرہ جو صحابیات کے نام ہین عورتون کے لیے اور اہل بیت کے نام پر بھی
جیسے حسن حسین جعفر باقر حمزہ عباس وغیرہ لڑکون کے نام رکھنا اولی ہے

اور لڑکیون کے واسطے زینب رقیہ کلثوم فاطمہ عائشہ صفیہ جویریہ خدیجہ
وغیرہ نام رکھنا انسب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامون پر
کہ علما نے قریب چار سو کے لکھے ہین اپنی اولاد کے نام رکھنا نہایت بہتر اور
مبارک ہے جیسے محمد احمد محمود حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنی برکت
یہی ہے کہ جس کے گھر بیٹا نہوتا ہو وہ ابتداے حمل سے چار مہینے کے اندر
اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتھہ رکھکے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ مین ہے اوسکا
نام مینے محمد رکھا تو انشاء اللہ تعالی وہ بچہ نر پیدا ہوگا اور زندہ رہیگا اس
عمل کا تجربہ اکثر بزرگون نے کیا ہے اور جس نام مین لفظ عبد کا اللہ تعالے
کے نام کے ساتھہ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے چنانچہ حدیث مین
آیا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاہُ
مُسْلِمٌ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ تحقیق دوست تر تمہارے نامون مین اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور
عبد الرحمن ہین روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کو
ایسے نام بہت پسند ہین پس چاہیے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھین یعنی
اگر لڑکا ہو تو عبد اللہ عبد الرحمن عبد الرحیم عبد العزیز عبد القیوم وغیرہ جتنے نام
اللہ عز وجل کے ہین اونپر لفظ عبد کا بڑھا دین اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے

نام سے پہلے لفظ آمتہ کا زیادہ کرین جیسے آمتہ اللہ آمتہ الرحیم آمتہ السلام
آمتہ الرحمن اس لیے کہ عبد کے معنی غلام کے ہین اور امتہ کے معنی لونڈی کے
اور اللہ ہی کے سب لونڈی غلام ہین لیں اپنے مالک ہی کی طرف نسبت
کرنا زیبا ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اوسکی لونڈی غلام بنانا جائز
نہین یعنی ایسے نام نہ رکھین کہ جن مین لفظ بندہ یا عبد کا مخلوق کی طرف
منسوب ہو جیسے اکثر اوان لوگ مثل بندہ علی عبد الحسین عبد النبی غلام محی الدین
غلام چشتی غلام جیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہین اور جو لوگ ایسے نام رکھتے
ہین کہ اونمین بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش
مدار بخش نبی بخش سو یہ خالی شرک سے نہین اس لیے کہ اللہ تعالے کے سوا
کسی کو طاقت بخشنے کی نہین پس قادر بخش خدا بخش اللہ بخش مولی بخش نام
رکھنے مین کیا قباحت و نقصان ہے پیغمبرون علیہم السلام اور اونکے آل و اصحاب
و صحابیات و اولیا و صالحین رضی اللہ عنہم کے اسما کیا کم ہین جو مدار بخش
سالار بخش وغیرہ مشرکون کے سے نام رکھنے لگے غرضکہ ایسے نام رکھنا کہ جنکے
معانی مین شرک نکلتا ہو شرعاً منع ہے اور اسکے سوا ان نامون کے معنون مین
برائی ہو اونکا رکھنا بھی جائز نہین جیسے اجدع کہ اصل لغت مین کان اور
ناک ہاتھ اور ہونٹ کٹے ہوے کو کہتے ہین اور ایک شیطان کا بھی نام ہے
جیساکہ ابو داود و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ

فقال من انت قلت مسروق بن الاجدع قال عمر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول الاجدع شیطان یعنی مسروق نے روایت ہے کہ کہا ملاقات کی مینے حضرت عمرؓ سے اونہون نے فرمایا تو کون ہے مینے کہا مین مسروق اجدع کا بیٹا ہون حضرت عمرؓ نے فرمایا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اجدع شیطان ہے اسی طرح حزن نام رکھنا بُرا ہے کیونکہ حزن اصل مین زمین سخت کو کہتے ہین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو تغیر فرمایا جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے عن عبد الحمید بن جبیر بن شیبۃ قال جلست الی سعید بن المسیب فحدثنی ان جدہ حزنا قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ما اسمک قال اسمی حزن قال بل انت سھل قال ما انا بمغیر اسما سمانیہ ابی قال ابن المسیب فما زالت فینا الحزونۃ بعد یعنی روایت ہے عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہ کہا مین بیٹھا تہا سعید بن مسیب کے پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ میرے دادا کا نام حزن تہا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے اونہون نے کہا میرا نام حزن ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے اونہون نے کہا مین اوس نام کو نہین بدلتا جسکو میرے باپ نے رکہا سعید بن مسیب کہتے ہین ہمارے خاندان مین اب تک سختی رہی یعنی اوس نام کی نحوست باقی رہی

اگر حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوس نام کو بدلکر سہل کہتے
تو ہمیشہ ہمیشہ کو برکت و خوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی یہ عادت شریف تھی کہ جب کوئی برا نام سنتے تو فوراً اوسکو بدل دیتے
تھے جیسا کہ اس حدیث مین آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
یعنی کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیشک رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم بدل دیتے تھے برے نام کو روایت کیا اسکو ترمذی نے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا کَانَتْ لِعُمَرَ یُقَالُ لَهَا عَاصِیَۃُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جَمِیْلَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے ابن عمرؓ
سے کہ مقرر ایک بیٹی تھی حضرت عمرؓ کی کہ کہا جاتا تھا اوس کو عاصیہ یعنی گنہگار
پس نام رکہا اوسکا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمیلہ روایت کیا
اسکو مسلم نے اسی طرح اور کئی حدیثون سے تغیر کردینا برے نامون کا ثابت ہے
جیسا کہ اس حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ بَشِیْرِ بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَمِّہٖ اُسَامَۃَ
بْنِ اَخْدَرِیٍّ اَنَّ رَجُلًا یُقَالُ لَہٗ اَصْرَمُ کَانَ فِی النَّفَرِ الَّذِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
سَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَۃُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ
غَیَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِیْزٍ وَعَتَلَۃَ وَشَیْطَانَ

والحکم وغراب وحباب وشہاب وقال ترکت اسانیدھا للاختصار

یعنی روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے انہون نے اسامہ ابن اخدری

اپنے چچا سے جو صحابی ہین یہ نقل کیا کہ ایک شخص تہا اوسکو اصرم کہتے تہے

اوس جماعت مین تہا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے

اوس سے فرمایا تیرا کیا نام ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپ نے

فرمایا بلکہ تیرا نام زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنے

قطع اور درخت کاٹنے کے ہین اس لیے اسکو آپ نے ناپسند فرمایا اوس کے

بدل مین زرعہ نام رکہا جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر جود وخیر و

برکت کی ہے روایت کیا اسکو ابوداود نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدلدیا

آپ نے عاص وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب کے ناموکو

اور کہا ابوداود نے کہ اختصار کے لیے مینے ان حدیثون کی اسناد ذکر نہین کی

جنمین ان ناموں کا تغیر واقع ہوا ہے پس بدل دیا آپ نے عاص کو جو

مخفف ہے عاصی کا کیونکہ معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہین اور عزیز

کو اس لیے بدلا کہ ایک تو یہ اسم الٰہی ہے سو بندے کو چاہیے کہ عبدالعزیز نام رکہے

خود عزیز نبنے دوسرے اسکے معنی مین عزت وغلبہ ہے سو بندے کو خشوع وخضوع

چاہیے نہ عزت وکبر اور تغیر کیا عتلہ کو اس واسطے کہ اوسکے معنی غلظت اور

شدت کے ہین اور حکم کو اس لیے بدلا کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی سوا

اللہ تعالی کے کوئی نہین ہے اوسی کی خلق اوسی کا امر ہے اور غراب کو بہی
اس لیے بدل دیا کہ کوے کو کہتے ہین اور کوا جانور وان ہین پلید ہے مردار
اور نجاست کہاتا ہے اور حل وحرم مین مارا جاتا ہے اور اوس کے معنی دور
ہونے کے بہی ہین اور بدل دیا حباب اور شہاب کو بہی اسلیے کہ اول نام
شیطان کا ہے اور سانپ کو بہی کہتے ہین اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے
بھڑکتے شعلے کو کہتے ہین غرضکہ ایسے نام کہ جن کے معنون مین برائی ہو نہ رکہنا
چاہییں بلکہ اونکا تغییر کرنا مستحب ہے اور ایسے نام رکہنا بہی درست نہین کہ
جن مین ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی ہو کہ اسکی بہی حدیثون سے ممانعت
معلوم ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نام کو بہی تغییر
فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةَ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمُ اللّٰهُ
أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی کہا زینب بنت
ابی سلمہ نے کہ نام رکہا گیا میرا برہ یعنی نیکوکار پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ اچہا نہ جانو اپنی جانون کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کون تم مین
نیک اور اچہا ہے نام رکہو اسکا زینب روایت کیا اسکو مسلم نے پس اس
حدیث سے ممانعت بڑائی والے نام رکہنے کی اور بدل دینا اوسکا یہ دونون
باتین صاف معلوم ہوتی ہین اور اوپر کی حدیثون سے فقط بدل دینا برائی والے

نامون کا تسریح سے نکلتا ہے پس جن لفظون مین تعریف اور بزرگی یا برائی
نکلتی ہو ایسے نام رکہنا درست نہین ہان جن نامون کے معنی اچھے ہون اور
عبدیت اس شخص کی بہ نسبت معبود برحق کے سمجھی جاوے ایسے نامونکا رکھنا
شرعًا نہایت بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اسکے ساتھہ عوام کی زبان پر
بولنے مین سہل بہی ہون تو نہایت ہی خوب ہے —

فصل چہٹی کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتین جو بچے کو چہٹے
روز نہلاتی ہین اور اوس دن اوسکا سر نہین مندواتین صرف نہلا کر بچے
اور زچا دونون کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہین اور دونون کے سر پر گوٹے یا
بنت کی پٹی بنا کر مثل گوشوارے کے باندہ دیتی ہین سو یہ سب بدعت ہے
بلکہ مشرکون کی رسمون سے ہے چنانچہ ہندؤون کے بیان بہی ایسا ہی
ہوتا ہے کہ زچا اور بچے کو پیدا ہونے سے چہٹے روز نہلا کر زرد کپڑے پہناتے
ہین اور زچا کو دولہن کی طرح بنا کر اوسکے اور بچے کے سر پر گوشوارے کی طرح
گوٹے یا بنت کی پٹی سیکر باندہ دیتے ہین اور یہ بہی کافرون کی رسمون سے ہے
جو بعضی عورتین قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچا کی گود مین دیکر باہر صحن
مین نکالتی ہین اور اوس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا سایہ کرتی ہین
کہ ایک عورت کے ہاتہہ مین کلام مجید دیتی ہین کہ وہ زچا کے سر پر اوسکا سایہ

لیے رہتی ہے اور اوس کے دیور کو ننگی تلوار دیتی ہین کہ وہ زچا کے سر پر
رکہے ہوے اوس کے ساتہہ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چوک مین گہی بہر کر
چار بتیان ناڑے کی روشن کرتی ہین اور اوس چوک کو ایک تہالی مین رکہکے
ایک عورت کو دیتی ہین کہ وہ زچا کے آگے آگے لیے چلتی ہے اور ایک روغنی
روٹی اور ٹکیا پکی ہوئی دائی کو دیدیتے ہین جب زچا ان رسمون کے بعد صحن
مین ٹہیر کر سورج کو دیکہتی ہے تو وہ دائی زچا کے سر کے پاس لیجاکر اوس روٹی
کے چار ٹکڑے کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچا میری
اسی طرح اوس روغنی ٹکیا کو بچے کے سر کے پاس لیجاکر توڑتی ہے اور وہی
الفاظ جو زچا کے واسطے کہے تہے بچے کے لیے بہی کہتی ہے اور بعض عورتین
غروب کے بعد سورج کے بدلے تارے دکہاتی ہین اسمین بہی وہی سب
باتین جو پہلے بیان ہوچکین کرتی ہین پہر زچا سورج یا تارے دیکہکر جب اپنے
زچاخانے مین آتی ہے اوس وقت دیور اوسی ننگی تلوار کو جو اوسکے ہاتہہ مین
ہوتی ہے زچاخانے کی چوکہٹ سے چہوا دیتا ہے اور اسکا نیگ بہی یہی لیتا
ہے اس رسم کو جاہلون کی بول چال مین مرگ مارنا کہتے ہین بعد اس رسم کے
جب زچا اپنے پلنگ پر آتی ہے تو عورتین اوسکے سامنے چوکی بچہا کر ایک
تہال بہر چانول پکے ہوے اوسمین دودہ شکر میوہ پڑا ہوا اوس چوکی پر رکہتے
ہین اور سات یا نو خواہ گیارہ سہاگنون کو جمع کرکے زچا کے ساتہہ اوس تہال

مین کہانا کہلاتے ہین پہر اوس تہال مین سب برادری کی بیبیان اپنے
اپنے مقدور کے موافق روپے اشنیان وغیرہ ڈالتی ہین اور یہ سب دائی
کو دیاجاتاہے اور ساتین ہی کے دن بچے کی پہوپی نیل کی ڈلی سے گہر
کے چارون کونون پر دو دو چار چار لکیرین لہردار بنا دیتی ہے اسکو ہندو
ستہیا رکہنا کہتے ہین اسکا نیگ بہی نند کو اوسی دن ملتاہے حاصل یہ کہ
اس طرح کی بیہودہ خرافات رسمین جو جاہلون نے کفار سے سیکہی ہین اور بہت
انہین سے انکے شادی غمون مین رائج ہین مسلمان ایماندار عورتون کو چاہیے
کہ ایسی رسمون سے بچتی رہین اس لیے کہ یہ رسمین کافرادر مشرکون کی ہین اوپر
اعتقاد رکہنے سے ایمان جاتا رہتاہے اور آدمی کافر و مشرک ہوجاتاہے جسکی
بخشش کی کبہی امید نہین جیساکہ خدای تعالے نے فرمایاہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ
اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی بیشک اللہ نہین بخشتا
شرک کو اور بخشدیتاہے باقی گناہون کو جسکے لیے چاہے پس سب مسلمانون کو لازم
ہے کہ چہٹی کے بدلے عقیقہ کیا کرین کہ مشروع و مستحب بلکہ بعض کے نزدیک
سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خود بہی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور
لوگون کو بہی اوسکے کرنے کا حکم فرمایا پس جہان تک ممکن ہو ہر امر مین آپکے
فعل کی پیروی اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیے تاکہ نجات دارین کی حاصل ہو

فصل ختنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ختنے کے واجب ہونے مین علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور بہت سے علما فرماتے ہین کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونو کے حق مین واجب ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونو کے حق مین سنت ہے اور بعض علما کے نزدیک مردون کے لیئے واجب ہے نہ عورتون کے واسطے جو لوگ واجب کہتے ہین اونکی دلیل یہ حدیث ہے عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اُخْبِرْتُ عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ يَقُوْلُ احْلِقْ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ اٰخَرُ مَعَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاٰخَرَ اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ یعنی ابن جریج سے روایت ہے کہا مجھے عثیم سے خبر دیگئی عثیم اپنے باپ سے انکے باپ انکے دادا سے روایت کرتے ہین کہ انکے دادا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ مقرر مین اسلام لایا آپ نے فرمایا گرا اپنے سر سے کفر کے بال یعنی سر منڈوا راوی کہتا ہے اور خبر دی مجھے دوسرے شخص نے جو عثیم کے دادا کے ساتھ تھا اس بات کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسیکو کہ گرا اپنے سر سے بال کفر کے اور ختنہ کر لیکن اس حدیث مین علمانے کئی طرح سے کلام کیا ہے اسیطرح اس باب کی اور حدیثون مین بھی

کلام ہے جسکی وجہ سے وجوب کا ثبوت نہین ہو سکتا اور جو لوگ سنت کہتے
ہین اونکی دلیل یہ حدیث ہے اَلْخِتَانُ سُنَّۃٌ فِی الرِّجَالِ مَکْرُمَۃٌ فِی النِّسَاءِ
رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاۃَ یعنی ختنہ سنت ہے
مردون مین اچھی بات ہے عورتون مین روایت کیا اسکو احمد وبیہقی نے
حجاج بن ارطاۃ کی حدیث سے مگر اس حدیث مین بھی چند وجہ سے کلام ہے
جس کے سبب سے قابل حجت نہین ہے اور جو لوگ مردون پر واجب کہتے
ہین اونکی دلیل بعینہ قول اول کی دلیل ہے اور عورتون پر واجب نہونیکی
یہی دوسری حدیث دلیل ہے یعنی مکرمۃ کے لفظ سے وجوب نہین نکلتا حق بات
یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح قائم نہین ہے رہا سنت ہونا
یقینی ہے اس لیے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہین مگر حدیث فطرت تو
دلیل ظاہر ہے سنت ہونے پر جسکو جماعت نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ
الْفِطْرَۃِ اَلْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین فطرت سے ہین
جسپر اللہ تعالی نے اپنے بندون کو پیدا کیا ایک تو پاکی لینا دوسرے ختنہ
کرنا تیسرے مونچھین کترواना چوتھے بغل کے بالون کا اوکھیڑنا پانچوین ناخونکا
ترشوانا فائدہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لیے خاص نہین ہے

رکیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے کیا
جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاہِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَیْہِ
ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرِ السِّنِیْنَ
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمن نے
بعد اسکے کہ اسّی برس کے ہوگئے تھے اور ختنہ کیا بسولے سے روایت کیا اسکو
بخاری ومسلم نے مگر مسلم نے برسون کا ذکر نہیں کیا مگر مستحب یہ ہے کہ عقیقے کے
دن ولادت سے ساتوین روز ختنہ کردے جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَتَنَ
الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ یَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِّلَادَتِہِمَا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا ساتوین
دن اون دونوکی پیدایش سے اور حاکم نے یہ بھی کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور
اگر عقیقے کے روز ختنہ نہو سکے تو چالیس دن کے درمیان میں کردے اگر اس زمانے
مین بھی نہ ہوسکے تو چوتھے پانچوین برس ضرور ہی ختنہ کردے زیادہ دیر کرے
جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ کرنے مین
کئی فائدے ہین ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہو جاتا ہے اور بچے کو
ایذا کم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت صلعم نے اپنے نواسون کا ختنہ ساتوین ہی روز

کیا تھا پس اوس روز ختنہ کرنا بہتر ہے فائدہ طریقہ مردون کے ختنہ کرنیکا یہ ہے کہ جو
گوشت بطور غلاف کے ذکر کے موہنہ پر ہوتا ہے اوسکو اس طرح کاٹنے کہ سارا حشفہ
جسکو سپاری کہتے ہین کہلجاوے فائدہ عورتون کے ختنہ کرنیکا یہ طریقہ ہے
کہ جو گوشت پیشاب کے مقام پر کلغی مرغ کے مانند ہوتا ہے اوسکو کاٹ ڈالین
اس لیے کہ حدیث شریف سے اسی قدر گوشت کا کاٹنا ثابت ہوتا ہے
جیسا کہ ام عطیۂ انصاریہ نے روایت کیا کہ ایک عورت مدینے مین
ختنہ کیا کرتی تھی آپ نے اوس سے فرمایا کہ دَلَا تُنْهِكِي فَاِنَّ ذٰلِكَ
اَحْظٰى لِلْمَرْاَةِ وَاَحَبُّ اِلَى الْبَعْلِ یعنی ختنہ کرنے مین مبالغہ نہ کر
اس لیے کہ یہ مبالغہ نہ کرنا بہت لذت دیتا ہے عورت کو اور نہایت
محبوب ہے خاوند کو اس حدیث کو ابو داود نے روایت کیا اور کہا
ضعیف ہے اور راوی اسکا مجہول ہے مشکوۃ مین یون ہی ہے مگر طبرانی
نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور اکثر علما کے نزدیک عورتون کا ختنہ اسلیے سنت ہے[۱]
ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا ختنہ حضرت
سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لیے کر دیا تھا اور اونکے اس فعل کو اللہ تعالی
نے بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے جائز رکھا اور دوسری
سے اسکا حکم نہین ثابت نہین ہوا سو اگر عورتون کا ختنہ کیا جاوے تو بہتر ہے
اور اگر نہو تو کچھ گناہ نہین اور جس مرد کے دو ذکر ہون تو اون دونون کا ختنہ

[۱] سید مرتضی صاحب تاج العروس نے لسان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے دونون کان چھیدا اور ختنہ کیا ہاجرہ ہین وجہ اسکی یہ کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر خفا ہو گئین اور قسم کہائی کہ تین عضو اونکا ضرور کاٹ ڈالین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قسم پوری کرین سو حضرت سارہ نے دونون کان چھید دیے اور اونکا ختنہ کر دیا پس یہ عورتون مین سنت ہو گیا

کرنا چاہیے اگر دونون سے کام نکلتا ہو ورنہ جس سے کام نکلتا ہو اوسیکا ختنہ کرے اور خنثی کا بہی ختنہ کرنا ضرور ہے فائدہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو یعنی اوس کے ذکر کے مونہہ پر کہال کا غلاف نہو اور حشفہ اوسکا کہلا ہو جس کو رسولی سنت کہتے ہین تو اوسکا پہر ختنہ کرنا ضرور نہین چنانچہ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ نہین کیا گیا اور سوا سے آپ کے اور تیرہ پیغمبرون علیہم السلام کا بہی ختنہ نہین کیا گیا اس لیے کہ وہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اسی طرح ختنہ کیے ہوے پیدا ہوسے تہے پس دوبارا ختنے کی ضرورت نہین ہوئی لیکن ایک جماعت علمانے یہ کہا ہے کہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو اوسکے لیے مستحب ہے کہ اوسکے ختنے کے مقام پر خالی استرہ پہیر دیا جاوے اور سوا سے ایسے بچون کے سب بچون کا ختنہ کرنا مسلمانون کو ضرور ہے یہ بہت بڑی سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہین غرضکہ ہمارے دین مین مرد کا ختنہ کرنا ضروری ٹہیرا ہے جو اوسکو نکریگا وہ گنہگار ہے فائدہ ختنہ کرنے سے نجاست پیشاب وغیرہ کی دور ہوجاتی ہے صحبت مین لذت زیادہ ہوتی ہے مسلمان کافرون سے ممتاز ہوجاتا ہے اسی لیے یہ ختنہ گویا دین اسلام کا ایک تمغا ہے فائدہ ضرورت کے وقت بالغ کے ختنہ کرنیکا بہی حکم آیا ہے گو بدن کہولنا پڑے یعنی اگر کوئی شخص بغیر ختنہ کیا ہوا جوان ہوگیا اور اپنا ختنہ خود نہین کر سکتا تو اوسکو کہولنا اپنے بدن کا آجراح

وغیرہ کے سامنے درست ہے جس طرح عورت کو حالت ضرورت مین دائی
وغیرہ کے سامنے کھولنا بدن کا جائز ہے بخاری نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ حِیْنَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا یَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ وَکَانُوْا لَایَخْتِنُوْنَ
الرَّجُلَ حَتّٰی یُدْرِکَ یعنی سعید کہتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
کسی نے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی
آپکی اوس وقت کیا عمر تھی کہا میرا ختنہ ہوگیا تھا اور وہ لوگ مرد کا ختنہ
نہین کرتے تھے یہان تک کہ وہ بالغ ہوجاوے پس اس حدیث سے ثابت
ہوکہ بلوغ کے بعد بھی ختنہ درست ہے گو بدن کھولنا پڑے **فائدہ** ختنے کی دعوت
قبول کرنے مین علما کا اختلاف ہے بعضے علما کہتے ہین اس دعوت مین جانا
درست نہین ہے اس لیے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا قَالَ دُعِیَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ اِلٰی خِتَانٍ فَاَبٰی اَنْ یُّجِیْبَ
فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّا کُنَّا لَا نَاْتِی الْخِتَانَ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَہٗ یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص
ختنے کی دعوت مین بلائے گئے انہون نے دعوت قبول نہین کی کسی نے
اس باب مین انسے کہا انہون نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے عہد مبارک مین ختنے کی دعوت مین نہین جاتے اور نہ اوسکے لیے بلائے جاتے تھے تمام

ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامے مین لکہا ہے۔ دیگر از عادات ما مردم اسراف ست در افراح و رسوم بسیاری در ان مقرر کردن انچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شادیہا مقرر فرمودہ اند دو شادی ست ولیمہ وعقیقہ این ہر دو را باید گرفت وغیرہ آنرا باید گذاشت یا اہتمام و التزام آن نباید کرد۔ یعنی ہم لوگون کی عادات سے ہے کہ خوشی مین بیجا صرف کرتے ہین اور بہت سی رسمین اوسمین مقرر کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیون مین سے جنکو ثابت رکہا ہے وہ دو شادیان ہین ایک ولیمہ دوسرا عقیقہ سوان دونوکو ادا کرین انکے سوا اور شادیون کو چہوڑین یا اہتمام و التزام اونکا کرین

باب پنجم
غذا کہلانیکے طریقے مین

مان باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ بہی دہیان اور خیال رکہا کرین انّا اور کہلائی پر بچے کو نہ چہوڑدین اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے سامنے بچے کا کہانا پینا مقرر رکہین اسلیے کہ ہر کس وناکس کو سلیقہ بچے کے کہلانے پلانے کا نہین ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجہ عورتون کو زیادہ کہلا دینے کا ذوق وشوق ہوتا ہے کہ اوس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضرور ہے کہ جب اوسکو غذا کہلانا شروع کرین تو کہلانا پلانا اوسکا اپنے روبرو یا کسی اپنے بزرگ

اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کرین کہ وہ انداز اور قاعدے سے رزق
کہلانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع مین غذا کہلانیکا یہ ہے کہ جب بچہ
پانچ چھ مہینے کا ہو تو تہوڑی تہوڑی سی نرم اور لطیف سریع الہضم غذا مثل
ساگودانے اور اراروٹ کے ساونی کہیر یا تہولی وغیرہ کے اوسکو چٹانا
شروع کرین اگر بچہ شیرینی اور دودہ کی طرف رغبت کرے تو تہوڑا سا گائے
کا دودہ جوش کر کے اوس کی بالائی الگ کر ڈالین پہر اوسمین تہوڑا سا
سابودانہ یا اراروٹ پکا کر شکر بقدر مناسب ڈال کے یا میٹھی تہولی پکا کر
کہلاوین اور مٹھائی کی قسمون مین سے فقط تہوڑی سی جلیبی یا بتاسے کہلانیکا
مضائقہ نہین اور طرح کی مٹھائی مثل لڈو یا پیڑے وغیرہ کے نہ کہلاوین اور
میوجات مین سے انجیر اور انگور انار اور سیب وغیرہ کہلاوین غرضکہ جو چیزین
دیر ہضم اور قابض یا بادی ہون وہ ہرگز نہ کہلاوین اگر کبہی کوئی چیز خلاف
اوس کے مزاج کے دیوین تو بہت ہی کم کہلاوین کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر
زہر بہی انداز سے کم کہاوے تو ضرر نہین کرتا چنانچہ افیون بہی ایکطرح کا
زہر ہے پس اسکے کم کہانے مین ضرر نہین اور جو بہت کہا لیتا ہے مرجاتا ہے
اور سنکہیا کہ کیسا قاتل زہر ہے مگر کم کہانے مین اوسکا وہ اثر نہین رہتا پس
چاہیے کہ بچے کو جو چیز کہلاوین کم کہلاوین اسلیے کہ بہت کہانا تو بوڑہے کو
بہی نقصان کرتا ہے غرضکہ جتنا بچہ بڑہتا جاوے اوتنا ہی اوسکی غذا کو

بھی بڑہاتے جاوین اور عادت گوشت کہانے کی زیادہ ڈالین اسلیے کہ یہ
سب غذاؤن مین بہتر او رمقوی اور زود ہضم ہوتا ہے اسی لیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکو بہت پسند فرما کے سید الطعام کا خطاب
دیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا
وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید طعام
اہل دنیا اور اہل جنت کا گوشت ہے پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا
نہین یہی زیادہ کہلانا چاہیے مگر کبھی کبھی صحت کے زمانے مین اور چیزین
بھی تھوڑی تھوڑی بچے کو کہلاتے رہین تاکہ اوسکو عادت سب چیزون کے
کہانے کی رہے اس واسطے کہ حکیمون کا قول ہے صحت مین پرہیز کرنا ایسا
مضر ہوتا ہے جیسے بیماری مین بدپرہیزی کرنا اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کے
ہاتھ دہلا کر اوسی سکے دہنے ہاتھ سے کہانا کہانے کی عادت ڈالین کیونکہ اپنے
ہاتھ سے کہانے مین سیر اور آسودہ رہتا ہے اور کہانا بھی زیادہ کہانے مین
نہین آتا اور جب بچے کی زبان کہلے تو کہاتے وقت بسم اللہ کہنا بھی سکہاوین
اور یہ بھی تعلیم کرین کہ اپنے آگے سے کہاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کہانے
دین کیونکہ اس طرح سے کہانا شرع مین منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے
عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا
يَلِيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی کہا عمر بن ابی سلمہ نے کہ تہا مین لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی پرورش مین اور ہاتہہ میرا بچپن کی عادت کے موافق کانی مین
ہر طرف پڑتا تہا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بسم اللہ کہہ اور
کہا اپنے دہنے ہاتہہ سے اور کہا اوس جانب سے جو تیرے متصل ہے یعنی اپنے
آگے سے کہا نقل کی یہ بخاری وسلم نے پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے
اول کہاتے وقت بسم اللہ کہنا دوسرے دہنے ہاتہہ سے کہانا تیسرے اپنے
آگے سے ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَأْكُلْ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَأْخُذْ
بِيَمِيْنِهٖ وَلْيُعْطِ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ وَيُعْطِيْ
بِشِمَالِهٖ وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهٖ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیے
کہ کہاوے ایک تم مین کا اپنے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیے پیوے دہنے ہاتہہ
اور چاہیے لیوے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیے دیوے دہنے ہاتہہ سے اس لیے
کہ شیطان کہاتا ہے اپنے بائین ہاتہہ سے اور پیتا ہے بائین ہاتہہ سے اور دیتا ہے
بائین ہاتہہ سے اور لیتا ہے بائین ہاتہہ سے اسی کے مثل حسن بن سفیان نے
اپنی مسند مین بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے

معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائیں ہاتھ سے شروع کرتا ہے اسی طرح سے
جس کھانے پینے میں بسم اللہ نہیں کہی جاتی ہے اوس میں ہی شیطان کا دخل
ہو جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ
یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی کہا حذیفہ
رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان
حلال جانتا ہے کھانے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اوسپر نقل کی
یہ مسلم نے مراد حلال جاننے سے قادر ہونا ہے اوسکا کھانے پر اور بعضوں نے
یہ کہا ہے کہ اوس کھانے کی برکت لیجاتا ہے گو یا شیطان اوسکو کھا گیا یا اوس
کھانے کو اللہ تعالی کی غیر مرضی کی جگہہ صرف کرتا ہے اسلیے مسلمانوں کو لازم ہے
کہ اپنے بچوں کو دہنے ہاتھ سے کھانے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت
ڈالیں اور اس کی تعلیم کرتے رہیں تاکہ شیطان کا دخل نہ ہونے پاوے اسی طرح
یہ بھی سکھا دیں کہ کھانے سے پہلے اور بعد کو ہاتھ دہویا کرے اسلیے کہ یہ موجب
برکت ہے جیسا کہ ترمذی اور ابو داود نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ قَرَأْتُ فِی التَّوْرٰۃِ اَنَّ بَرَکَۃَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ
الْوُضُوْءُ قَبْلَہٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے توراۃ میں

پڑہا یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتہہ دہونا ہے بعد اوس کے پہر
مینے اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام
کی ہاتہہ دہونا ہے پہلے اوس کے اور بعد اوس کے کہانے سے پہلے دونو
ہاتہہ دہوے اور بعد اوسکے دونو ہاتہہ اور مونہہ دہوے پہلے دہونے سے
کہانے مین برکت و زیادتی ہوتی ہے اور بعد دہونے سے نفس کو سکون
ہوتا ہے عبادات مین تقویت ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے آیسے
ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت ڈالین کیونکہ یہی موجب برکت ہے جیسا کہ
مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ
سَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّةِ الْبَرَکَةُ
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا انگلیون اور رکابی کے چاٹنے کا
اور فرمایا مقرر تم نہین جانتے کہ کس انگلی یا کس نوالے مین برکت ہے اور کہانے
کے بعد کی دعا بھی سکہا دین جسکو بخاری نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ
رَبَّنَا یعنی جب دسترخوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوٹہایا جاتا تو آپ
فرماتے حمد ہے واسطے اللہ کے حمد بہت پاکیزہ یعنی ریا و سمعہ سے خالی برکت
کے گئے اوس مین یعنی کبھی منقطع نہو نہ کفایت کی گئی اور نہ متروک اور نہ بے پروائی

ہواوس سے اسکے رب ہمارے کہانے کے آداب مین سے یہ بہی ہے کہ جوتا
پہنے نہ کہاوین جیسا کہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا
نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جب کہانا رکہا جاوے تو پاپوشون کو اوتار ڈالو اس لیے کہ یہ بہت راحت
بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدمون کے اور یہ بہی تاکید رکہین کہ ہاتہہ مین
چکنائی ہو تو اوسکو دہو ڈالے بعد اسکے سووے چکنائی بہرے ہوے ہاتہونکے
ساتہہ سونا منع ہے جیسا کہ ابو داود اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ
وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرٌ لَمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سو وے اور اوسکے ہاتہہ مین چکنائی
ہو کہ اوسکو نہین دہویا پہر اوسکو کچہہ ایذا پہونچی تو وہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان
کو اور یہ بہی چاہیے کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزین منگا کر نہ کہلایا کرین جو کچہہ
گہر مین میسر ہو وہی کہلاوین اسلیے کہ اس سے چٹورپن کی عادت پڑجاتی ہے
پہر کل مال و متاع کہانے پینے ہی مین صرف کر کے سب ضروریات سے محتاج
رہتا ہے اور اوسکے گہر مین آسودگی اور برکت نہین معلوم ہوتی بلکہ اوسکا گزارا
مشکل ہو جاتا ہے اور سوا اسکے چٹورا آدمی اکثر مریض اور بیمار ہی رہتا ہے اور

یہ بھی چاہیے کہ بچے کو زیادہ کہانیکا خوگر نکرین کیونکہ اس سے پانی زیادہ پیاجاتا
ہے اور پانی کی زیادتی سے کہانا دیر مین ہضم ہوتا ہے اور دیر ہضمی کی وجہ سے
نفخ وغیرہ بھی رہتا ہے اور نفخ ہونے سے سچی بہوک نہین معلوم ہوتی پہر
دوسری بار بے بہوک کہایا جاتا ہے جو جزو بدن نہین ہوتا اسی وجہ اکثر
بدہضمی ہو جاتی ہے علاوہ اسکے بہت کہانے مین یہ بھی نقصان ہے کہ
پیٹ پہولجاتا ہے سانس لینا مشکل ہوتا ہے پہر کوئی کام دین و دنیا کا نہین
ہوسکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہوجاتا ہے نیند بھی بہت آتی ہے حافظہ
کم ہوجاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین غرضکہ زیادہ کہانے
مین بہت ضرر اور نقصان ہین اسی لیے بزرگون نے کہا ہے ع کہ بسیار خوار است بسیار
خوار ٭ اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کہانے کی عادت ڈالین اور
کہلانے کے وقت کا بھی انتظام رکہین یعنی ہر وقت نہ کہلاوین آٹھ پہر مین
دو تین وقت کہلانا کافی ہے اور یہ بھی جب ہے کہ اوسکو بہوک معلوم ہو اور
کہانا طلب کرے ورنہ زبردستی نہ کہلاوین اور کہلاتے وقت یہ بھی خیال رکہنا
ضرور ہے کہ اندازے ایک دو نوالے کم ہی کہلاوین کہ جس سے طاقت بنی رہے
اور کسیطرح کا نقصان نہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے ہوتے
ہین اور ہر شخص کے لیے انداز کہانیکا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کہاوے اور
دو حصے پانی اور سانس کے لیے خالی رکہے جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أُمِّهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ الْمِقْدَامَ بْنَ
مَعْدِ يْكَرِبَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ حَسْبُ الْآدَمِيِّ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ
صُلْبَهٗ فَإِنْ غَلَبَتِ الْآدَمِيَّ نَفْسُهٗ فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَ
ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کہا مجہسے میری ماں نے
حدیث کی وہ میری نانی سے روایت کرتی ہین اونہون نے مقدام بن
معدی کرب کو کہتے سنا وہ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سنا کہ فرماتے تہے نہین بہرا کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے
آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہین کہ اوس کی پیٹہہ کو سیدہا کردین پہر اگر آدمی پر
اوسکا نفس غالب ہو تو ایک حصہ کہانے کے لیے اور ایک پینے کے واسطے
اور ایک سانس لینے کے لیے اور یہی مضمون ابو نعیم کی کتاب الطب مین
آیا ہے پس اسی انداز سے بچے کو بہی کہلاوین تا کہ ہمیشہ اوس کو کم کہانے کی
عادت رہے کیونکہ بہت کہانے کی نہایت ہی مذمت طب مین اور حدیث شریف
مین آئی ہے یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ کافر بہت کہاتا ہے اور مسلمان کم جیسا کہ ان حدیثون سے ثابت ہے
عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيْرًا فَأَسْلَمَ
فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

فقال إنّ المؤمن يأكل في معًا واحدٍ والكافر يأكل في سبعة أمعاء
رواه البخاري وروى مسلم عن أبي موسى وابن عمر المسند منه
فقط وفي أخرى له عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلّى الله
عليه وآله وسلّم ضافه ضيفٌ وهو كافرٌ فأمر له رسول الله صلّى الله
عليه وآله وسلّم بشاةٍ فحلبت فشرب حلابها ثمّ أخرى فشربه ثمّ
أخرى فشربه حتّى شرب حلاب سبع شياهٍ ثمّ إنّه أصبح فأسلم فأمر
له رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم بشاةٍ فحلبت فشرب حلابها
ثمّ أمر بأخرى فلم يستتمّها فقال رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم
المؤمن يشرب في معًا واحدٍ والكافر يشرب في سبعة أمعاءٍ يعني روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کھانا بہت کھاتا تھا پس وہ
مسلمان ہوا تو کم کھانے لگا پس ذکر گیا اسکا سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فرمایا آپ نے تحقیق مومن کھاتا ہے ایک آنت مین اور کافر کھاتا ہے
سات آنتون مین نقل کی یہ بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابو موسی
اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچھ کہ اسناد کیا گیا ہے اس
حدیث سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے إنّ المؤمن الخ یعنی مسلم کی روایت مین قصہ
مذکور نہین ہوا کہ ایک شخص کہاتا تہا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہی کا ذکر کیا گیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان ایک
مہمان آیا اور وہ کافر تھا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اوسکے لیے ایک بکری کے دودہ دوہنے کا پس وہ دوہی گئی اور پیا اوس
شخص نے دودہ اوسکا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور
بکری کے دودہ دُوہنے کو فرمایا سو اوسکا دودہ بھی اوسنے پی لیا پھر اور ایک بکری کے
دودہ کے ساتھہ ایسا ہی معاملہ ہوا یہان تک کہ اوس شخص نے اسی طرح سات
بکریون کا دودہ پیا پھر مقرر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اوسکے لیے ایک بکری کے دودہ دوہنے کا پھر وہ
دوہی گئی پس پیا اوس شخص نے دودہ اوسکا پھر دوسری بکری کے دوہنے کا
حکم دیا تب وہ شخص سارا دودہ اوسکا نہ پی سکا پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک آنت مین اور کافر پیتا ہے سات
آنتون مین وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ
یَکْفِی الْاَرْبَعَۃَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَۃِ یَکْفِی الثَّمَانِیَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی روایت
ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کھانا ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا

کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا کفایت کرتا ہے آٹھہ کو نقل کی یہ مسلم نے ان
حدیثون سے معلوم ہوا کہ مسلمان بہ نسبت کافر کے کہانا کم کہاتا ہے پس کم
کہانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہسے طبیبون اور بزرگون نے بہی کم کہانے کو
پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت کہانے والون کی مذمت وہجو کی ہے پس
مناسب ہے کہ ابتدا ہی سے بچے کو عادت کم کہانے کی ڈالدین تاکہ وہ ہمیشہ کم خوراک رہے

فصل اس امر کے بیان مین کہ کہلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکہے

مان باپ کو چاہیے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتین ایسی ہوشیار
سلیقہ شعار بچے پر مقرر کرین کہ ہر وقت اوسکا خیال رکہین اور مونہہ ہاتہہ
وغیرہ دہلاتی رہین اور کپڑے بہی جلد جلد بدل دیا کرین کہ بچہ صاف ستہرا
اور طبیعت بہی اوسکی سبک رہے اور کوئی اوس سے نفرت نکرے رکہنے والے
کو چاہیے کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دہیان
رکہے اور موسم کے مناسب بچے کو لباس پہناوے یعنی ہوا اور سردی
کے وقت گرم کپڑا مثل الخالق ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت کہرا
اور ہلکا لباس اور یہ بہی لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ
کہیل کود مین مصروف ہو تو نہایت اوسکا دہیان رکہے اور اوسکو بہت
دوڑنے کودنے ندے اور بلند مکان پر لیجا کر نہ کہلاوے تاکہ گرنے پڑنے
سے محفوظ رہے شریفون کے بچون کے ساتہہ کہلاوے رذیلون کمینون کی

اولادوں کے ساتھ کھیلنے نہ دے اور کھیلتے وقت اوسکے نزدیک بہت مجمع
بھی نہونے دے گلیون اور سڑکون پہ نہ کھلاوے گھر ہی مین کھلاوے
بازار وغیرہ مین بھی اوسکو لیے نہ پھرے بلا سبب خود کہین جاے تو بچے کو
اوسکے مان باپ پاس چھوڑ جاوے پھر آکر اپنے بچے کے پاس موجود ہوجاوے
اور اوسکی ہر بات اور حرکات کو دیکھتا رہے جو حرکت اوسکی بیہودہ دیکھے اوس سے
روکدے نہ کرنے دے اور جو بات اوسکی اچھی دیکھے اوسپر شاباشی دے کہ
بچے کا دل خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکھکے ہمیشہ اچھی باتین اور نیک
افعال کرتا رہے غرضکہ بچے کو ہر وقت اوسکے موقع پر آداب اور قاعدے
اوٹھنے بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے چھینکنے کھانسنے گفتگو وغیرہ
کے بتاتا اور سمجھاتا رہے یعنی جب بچہ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگے تو
کھانے سے پہلے بچے کو ہاتھ دھونا سکھاوے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنا
اور دہنے ہاتھ سے چھوٹا نوالہ کھانے کی عادت ڈالے اور جبتک اچھی طرح
سے ایک لقمہ نہ چبالے دوسرا نوالہ نہ کھانے دے اور کھانے مین بہت
باتین نکرنے دے اور ادھر اودھر بھی نہ دیکھنے دے اپنے آگے سے کھانیکی
عادت ڈالے برتن کی ہر طرف سے نہ کھانے دے اور نوالہ اس طرح سے
بنواوے کہ چانول وغیرہ نہ پھیلین اور بچے کا مونھہ ہاتھ بھی نہ بھرے اور کوئی
ایسی بات کہ جسکے دیکھنے سے لوگون کو نفرت ہو نکرنے دے بعد کھانے کے

بچے کا مونہہ ہاتھہ کہلی وغیرہ سے خوب صاف کرکے دہلا دیا کرے اور کہانا
اوس کے وقت پر کہلاوے بار بار کہانے کی عادت نہ ڈالے یعنی جو وقت
اوسکے کہانے کا معین ہوا اوسی وقت کہلاوے اور یہہ بھی لازم ہے کہ
بغیر مانگے زبردستی یا نیند سے جگاکر اوسکو نہ کہلاوے اسی طرح اگر بچہ
بہوکا سو رہا ہو اور آدہی پچہلی رات کو اوٹہکر کہانا مانگے تو اوس وقت بہی
ہرگز نہ دے اور بہلا دے غرضکہ جو چیز بچے کو کہلاوے وقت پر اور تہوڑی
سی کہلاوے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ کہلاوے اور اگر ایسی چیز کے
کہانے پر ضد کرے تو اوس کی ماں سے اطلاع کردے بغیر اجازت
اوسکی ماں وغیرہ کے کوئی چیز نہ کہلاوے اور بچے کو ہرجگہہ کہانے کی بہی
خو نہ ڈالے کہ جہاں چاہے جاکر کہالیوے اپنے ہی گہر کہانے کی عادت
ڈالے اگر نانی دادی خالہ پہوپی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گہر کہالیوے
تو مضائقہ نہیں اگر کسی غیر کے گہر جاوے اور وہ اوسکو کوئی چیز کہانے
پینے کی دیوے تو رکہنے والے کو چاہیے کہ اوسکو اپنے گہر لاکر اوسکے بزرگ
کے روبرو رکہدیوے بالا بالا بچے کو نہ کہلاوے اور یہہ بہی لازم ہے کہ
بچے کو سواے اوسکے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کے اور کسی سے
مانگنے کی عادت نہ ڈالے اسی طرح بیچے سے بہی کوئی چیز کسیکو بغیر اجازت
اوسکے ماں باپ یا کسی بزرگ کے نہ دلواوے اور نہ آپ لیوے اور اوسکو کسی

جگہہ بغیر اجازت ماں باپ کے نہ لیجاوے اگرچہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو
جہاں اونکا حکم ہو وہاں لیجاوے اور کوئی چیز کہانے پینے کی بہی بازار
سے خرید کر نہ کہلاوے اتفاقاً اگر کچہہ خرید کرلاوے تو اوسکے بزرگ کے
روبرو رکہدیوے آپ خود نہ کہلاوے کیونکہ اس طرح کے کہلانے سے بچہ
چٹورا ہو جاتا ہے اور رکہنی والی کو یہ بہی چاہیے کہ جب بچہ بولنے بات کرنے
لگے تو اوسکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرے اور اوسکے سب حرکات و سکنات
پر اچہی طرح سے خیال اور دہیان رکہے جو حرکت اوسکی خراب شرع شریف
یا شرفا کی وضع خواہ عرف کے خلاف دیکہے فوراً اوس سے روکدے اور
جو نہ مانے تو پہر اوس کو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور جو پہر بہی نہ مانے
تو اوسکے بزرگ کو اطلاع اور خبر کردے اور جب کوئی بات بچے کی اچہی
دیکہے تو اوسکو آفرین اور شاباشی دے اور اوسکے بزرگ کو بہی اطلاع
کردے تاکہ وہ بہی اوسکی اچہی باتون پر خوش ہوکر اوسکو آفرین و پیار کرے
تاکہ بچے کا دل خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکہکے ہمیشہ اچہی باتین اور
نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت اور لائق ہو جاوے اور یہہ بہی چاہیے
کہ بچے کو خوشامد کرنیوالون سے علیحدہ رکہے اور کسیکو اوسکی خوشامد نکرنے دے
اور حتی المقدور اوسکو نالائق لڑکون کی صحبت سے بچاوے اور بوڑہون مین
کہیلنے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے کو اچہے آداب اور

قات ہے سکہاتا اور بری باتون سے روکتا ہے یعنی جب بچہ باتین
کرنے لگے تو اوسکو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا ہے جیسے چھینکنے کے
وقت الحمد للہ کہنا اور کہانسنے کے وقت مونہہ پہ ہاتہہ رکہنا یا مونہہ پہیر کر
کہانسنا بتاوے اور جمائی کے وقت مونہہ پہ ہاتہہ رکہنا سکہاوے اور عادت
سلام اور مزاج پرسی کی بہی ڈالے تاکہ جب کسیکے پاس جاوے اور بیٹہے تو
اوسکو سلام کرے اور مزاج پوچہے کہ دعا پاوے گالی بکنے اور کوسنے لعنت
کرنے اور جہوٹ بولنے غیبت کرنے اور قسم کہانے وغیرہ سے روکتا ہے اور
بہت باتین بہی بچے کو نکرنے دے اور دوسرے کی بات مین بہی اوسکو
دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ او پیار بہی نکرے کیونکہ بچہ اس سے خراب
اور ابتر ہوجاتا ہے پہر آئندہ کو تربیت اوسکی مشکل و دشوار ہوجاتی ہے ؁

فصل بچون کے لباس وغیرہ کے بیان مین

مان باپ کو لازم ہے کہ بچون کو بہت باریک کپڑے نہ پہناوین کہ اس سے
سردی کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اسلیے کہ سردی اونکو جلد اثر کرتی
ہے اور طرح طرحکی بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ بچے کے
سر اور سینے کو اکثر گرم کپڑے سے ڈہکا رکہین خصوصًا جاڑے اور برسات
مین کنٹوپ یا نیمہ آستین یا انگرکہا وغیرہ ضرور پہنائے رہین تاکہ ظاہر
کی سردی کے ضرر سے محفوظ رہے جبکہ چہوٹے بچون کے کپڑے اکثر دودہ وغیرہ

ڈالنے سے جلد میلے کچیلے ہوجاتے ہین اور اونمین بدبو آنے لگتی ہے کہ
جس سے لینے اور رکھنے والون کو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اوسکی طبیعت
بھی بسبب کثافت کے سست رہتی ہے بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور
دُبلا ہوجاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ جب اوسکے کپڑے میلے دیکھین
تو مونہہ ہاتہہ پانون دہلا کر بدل دیا کرین اور تنگ کپڑے بہی نہ پہنایا کرین
کیونکہ اس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے اور سوا اسکے جلد پہٹ جاتے
ہین اور بہت گوٹا کناری کے بہی نہ پہنا دین عید بقرعید شادی مہمانی
وغیرہ مین ایسے کپڑے پہنانیکا مضائقہ نہین لیکن گہر مین اکثر بچے کو سادہ
ہی لباس پہنا دین تاکہ اوسکے بدن مین نہ چبہے اور دہلنے مین بہی حرج
اور دقت نہو اور یہہ بہی خیال رکہنا ضرور ہے کہ خلاف شرع نہو یعنی لڑکو
نرا ریشمی کپڑا اور رنگون مین سرخ شہاب یعنی کسم اور زرد زعفران کا نہ
پہنا دین اسلیے کہ شرع شریف مین ایسا لباس مرد کو پہننا حرام اور منع ہے
اور پہنانیوالا اسکا گنہگار پس ایسے خلاف شرع کپڑے پہنانے مین کیا حاصل کہ آپ
گنہگار ہون اور بچے کو لڑکپن کے سبب سے کچہہ حظ بہی نہو سواے نافرمانی
خدا اور رسول کے کچہہ حاصل نہین بلکہ محض گناہ مین گرفتار ہوکر مواخذے
مین پڑنا ہے اس زمانے مین تو کیسے کیسے عمدہ شرعی کپڑے سن اور سوت
کے آتے ہین کہ ریشمی کو بہی شرماتے ہین انمین سے جو پسند ہون لڑکے کو

پہناوین اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی ممانعت نہین ہے
اوسکو ہر طرح کا کپڑا جو ساتر ہو پہننا درست ہے ریشمی ہو یا سوتی کسم کا
رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہننا نچاہیے مثلا لڑکی کے
پگڑی نہ باندہین انگرکھا یا ایسا پائجامہ کہ جس سے ٹخنا کہلا رہے نہ پہناوین
ایسا ہی لڑکے کو زنانہ لباس جیسے اوڑہنی یا چوڑیدار پائجامہ وغیرہ کہ
جس سے مشابہت عورتون کے ساتھہ ہوتی ہو نہ پہناوین اس لیے کہ مرد
کو عورت کی مشابہت سے اور عورت کو مرد کی مشابہت سے حدیث شریف
مین نہی آئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگون کو ملعون
فرمایا ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ
بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے مردونکو
عورتون کے ساتھہ اور عورتون مشابہت کرنے والیون کو ساتھہ مردون کے
پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کو بات چیت لباس وغیرہ مین ایک دوسرے کی
مشابہت نکرنی چاہیے سو مرد کے لیے ٹخنے سے نیچا پائجامہ پہننے مین ایک تو
عورتون کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف
مین اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ

سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ما اسفل
من الکعبین من الازار ففی النار یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے جو چیز ٹخنون سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ مین ہے اس سے
معلوم ہوا کہ کچھ پائجامے کی خصوصیت نہین ہے بلکہ انگرکھا کرتہ چغا جبہ وغیرہ
جو ٹخنے سے نیچے ہوا اوسکا بھی یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونے کا کوئی زیور پہناوین
کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے یہان تک کہ ملمع کا بھی حکم نہین ہے
البتہ چاندی اور جواہر موتی وغیرہ مرد کو پہننا درست ہے لیکن اسکا پہنانا
بھی لڑکے کو کچھ ضرور نہین ایسا ہی اگر جی چاہے تو ایک آدھ کنٹھا موتی کا گلے
مین باندھ دین ورنہ خیر سوائے اسکے بچون کو بہت سا زیور پہنانے مین
کئی نقصان ہین ایک یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہین کرسکتے
کھیل کود مین بیہوشی کے سبب سے ہر ایک چیز گر جاتی ہے کہ جسکا اتا پتا
بھی نہین لگتا مفت مین نقصان ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ
مین کھیلتے ہین اونکو اکثر بدمعاش دم دلاسے سے گلی کوچے مین لیجا کر
جان سے مار ڈالتے ہین اور تمام زیور وغیرہ اوتار لیتے ہین پس اسمین جان
اور مال دونو کا نقصان ہے تیسرے بہت بناؤ سے امردین بیاہے بالغ
لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اسواسطے لازم ہے کہ بچون کو
بہت زیب و زینت سے رکھین اسقدر کافی ہے کہ آٹھوین روز اونکو نہلا کر

صاف ستھرے کپڑے پہنا دیا کریں اور جب لڑکی کے سر پر بال ہوں تو
خشک ہونے کے بعد اوس کے سر میں تیل ڈالدیں پھر کنگھی کر کے پٹی زیور
باندھ دیا کریں اور دو ایک زیور کان گلے ہاتھ پاؤں میں پہنا دیں زیادہ
نہ پہناویں اور ہر روز مونھہ ہاتھ بچوں کا دھلا دیا کریں منجن اور مسواک کی بھی
عادت ڈالیں کہ اس سے مونھہ کی بدبو جو کھانے پینے سے ہو جاتی جاتی رہے
علاوہ اسکے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بھی صاف اور چمکدار
اور مضبوط رہتے ہیں سواے اسکے مسواک کرنا اللہ تعالی کی خوشنودی کا
باعث ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مسواک سبب ہے مونھہ کی پاکی کا
اور سبب ہے اللہ کی رضامندی کا اسکے سوا اور بہت حدیثوں میں مسواک
کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کریں تاکہ
اونکو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے صاف ستھرے رہنے والوں کو
اللہ تعالی بھی دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

فصل بچوں کو گفتگو وغیرہ سکھانا نیک طریقے میں

ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اوسکو شروع ہی سے

عمدہ عمدہ باتین اور اچہے اچہے قاعدے اخلاق وآداب تعظیم وتکریم کے
سکہاوین اور خوش خلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کرین ہرگز
سخت زبانی سے کلام نکرنے دین نرمی سے سب کام بنتے ہین سختی سے سب
امور بگڑتے ہین حدیث شریف مین نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ
مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے جو کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے اور جب اوسکی
زبان اچہی طرح کہل جاوے تو اوسکو ننانوے نام یعنی اسماء حسنی اور
چہل حدیث اور منکر نکیر کے سوال وجواب سکہاوین اور چہوٹی چہوٹی
دعائین ضروری کہانے پینے سونے وغیرہ کی بہی بچے کو یاد کراوین اور
اسی طرح اور بہی آداب اوٹہنے بیٹہنے سونے راہ چلنے کہانسنے چہینکنے
جمائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکہاتے رہین جیسے اپنے
چہینکنے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[۹۱] کہنا اور جو کوئی چہینک کے بعد الحمد للہ کہے تو
اوسکے جواب مین یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ[۹۲] کہنا اور اسکے جواب مین یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ[۹۳] وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ
کہنا سکہاوین جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ
فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلْیَقُلْ اَخُوْہُ اَوْ صَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ

فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب چھینکے
ایک تم میں کا تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے بہائی مسلمان اوسکا
یا فرمایا یار اوسکا یرحمک اللہ پس جبکہ کہے اوسکو یرحمک اللہ تو اوسکو
چاہیے کہ کہے ہدایت کرے تم کو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا
تمہارا احوال اور جمائی لیتے وقت منہہ پر ہاتھہ رکھنا سکھا دین جیسا کہ
مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ
فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فِيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ یعنی بتحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبکہ جمائی لے ایک تمہارا تو چاہیے کہ اپنا
ہاتھہ موںہہ پر رکہے اس لیے کہ شیطان داخل ہوتا ہے اور کہانسے کے وقت
موںہہ پہیر کر یا موںہہ پر ہاتھہ رکہکر کہانسنا سکہا دین اور ملاقات کے وقت
سلام اور مصافحہ کرنا اور مزاج پوچھنا بتا دین تاکہ جب بچہ کسی سے ملے تو
اوس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور مزاج پوچہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اصحاب کی یہ عادت تہی کہ جب ملتے تو پہلے سلام پہر مصافحہ
کرتے تہے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ وَقَالَ
هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام

پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ یعنی قتادہ کہتے ہین مینے انس سے کہا کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مصافحہ تہا کہا ہان اور جب بچے کو کسی محفل مین لیجانیکا اتفاق ہو تو اوسکو چپ بیٹہنے کی تاکید کرین بہت بات نکرنے وین اوی سے کوئی بات کرے تو اوسکو معقول جواب دے نہین تو خاموش بیٹہا رہے چپ رہنے مین سب برائیون سے نجات ہے جیسا کہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص چپ رہا یعنی بری بات سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤن سے اسکے سوا اور بہت حدیثین خاموشی کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین چنانچہ اسی باب کی ایک حدیث آئندہ مذکور ہوگی اور بچے کو کسیکی بات مین بہی نہ بولنے دینا جیسے اکثر بچون کی عادت ہوتی ہے کہ ہر ایک کی بات کاٹکر بیچ مین خود بول اوٹہتے ہین اور دخل در معقولات دیکے بے سمجھے بوڑہون کے مطلب کو فوت کر دیتے ہین ایسی حرکت سے بچون کو روکنا ضرور ہے گالی دینے اور لعنت کرنے جہوٹ بولنے سے بہی ہمیشہ ڈانٹتے رہین اسلیے کہ یہ سب باتین

کینون کی ہین شرافیون کی نہین ہین اور شرما ہی گناہ مین داخل ہین بخاری
و مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برا کہنا مسلمان کا فسق ہے اور اوسکو
مار ڈالنا کفر ہے مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِیْنَ
لَا یَکُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ابوالدرداء کہتے ہین سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کر فرماتے تھے بیشک بہت لعنت
کرنے والے گواہی دینے والے اور شفاعت کرنے والے نہونگے اور جھوٹ
بولنا ایسی بری بات ہے کہ جس سے فرشتے میل بھر بھاگ جاتے ہین جیسا کہ
ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ
نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بندہ
جھوٹ بولتا ہے تو دور ہو جاتے ہین اوس سے فرشتے یعنی محافظت کرنیوالے
کوس بھر بسبب بدبو اوس چیز کے جسکو بندہ لایا یعنی جھوٹ اسکے سوا اور حدیثوں سے
معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت و جھوٹ پر پیدا نہین کیا جاتا بعض مین یون
ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جھوٹا نہین ہوتا پس ان سب سے معلوم ہوا

کہ جہوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید رکہین کہ جہوٹ
نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بہی قسم کہانے سے ممانعت کرتے رہین
کیونکہ اگر بچہ ہر وقت قسم کہاتا رہیگا تو بغیر خیال سچ اور جہوٹ کی قسم کہا بیٹہیگا
اور جہوٹ پر قسم کہانیکا نہایت ہی گناہ ہے سواے اسکے ہر وقت قسم
کہانے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے اور قرآن شریف مین بہی بار بار
قسم کہانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے وَلَا تَجْعَلُوا
اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ یعنی مت ٹہیراؤ اللہ کو نشانہ قسمون کا اور اللہ پاک
کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کہانے دین کیونکہ غیر اللہ کی قسم کہانا شرک
مین داخل ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ
فَقَدْ اَشْرَكَ یعنی ابن عمرؓ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سنا کہ فرماتے تہے جسنے قسم کہائی سوا اللہ کے اوسنے شرک کیا اور شرک سے
ایمان جاتا رہتا ہے کہ بغیر توبہ کے پہر امید بخشش کی نہین پس مان باپ کو
لازم ہے کہ بچون کو ہر ایک بری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہین تاکہ وہ
کسی برے کلام کے عادی نہو جاوین کہ پہر چہوٹنا اوسکا مشکل ہو بلکہ جہانتک
ہوسکے خاموش رہنے کی عادت ڈالین بہت بکواس نہ کرنے دین اسلیے کہ
چپ رہنے مین دونو جہان کے فائدے ہین دنیا مین تو ہر طرح کی آفتون سے

بچیگا اور آخرت مین جنت ملیگی جیسا کہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ
تَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لِحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنی فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص ضامن ہو میرے لیے
اوس چیز کا جو اوسکی دونو داڑہون کے بیچ مین ہے یعنی زبان اور اوس
چیز کا جو اوسکے دونو پانون کے درمیان مین ہے یعنی شرمگاہ تو مین
ضامن ہون اوسکے لیے بہشت کا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکھے
اپنی زبان کو اون گناہون سے جو اوس سے متعلق ہین اور شرمگاہ کو اون
گناہون سے جو خاص اوس سے متعلق ہین تو وہ انشاء اللہ تعالی ضرور بہشتی
ہوگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے وعدہ
جنت کے ضامن ہونیکا فرمایا ہے جو کہ بچپن مین تعلیم بہت جلد اثر کرتی
ہے اسلیے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو ویسا
منقش ہو سکتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جھکتی ہے سوکھی
ٹوٹ جاتی ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ ابتدا ہی سے اپنی
اولاد کو اچھی باتین اور عمدہ خصلتین سکھاتے رہین اور برے کامون کی
برائی اور مذمت کرتے اور اوسکی سزا سے ڈراتے رہین تاکہ بچے کے دل
مین بد کامون کی برائی اور اونکی سزا کا ڈر بیٹھ جاوے پھر ہمیشہ برے

کاموں سے بچتا رہے بچہ سمجھکر درگذر نکرین اس لیے کہ ایسی ناز برداری
آخر کو باعث بگاڑ کا ہوتی ہے تعلیم اور تربیت بچون کے ماں باپ پر
واجب ہے اسکا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ بچہ خراب نہونے پاوے
کیونکہ اوسکی ابتری مین ماں باپ اور بچے دونون کا نقصان اور دارین
کی خرابی ہے یعنی دنیا مین اولاد کی ابتری سے ماں باپ بدنام ہوتے ہین
اور بچے کو بھی اوسکی بد اطواری اور بیہودگی سے ہر طرح کی تکلیف اور ذلت
پہونچتی ہے کہ جس سے ماں باپ کو بھی صدمہ اور رنج ہوتا ہے اور آخرت
مین بھی دونون سے پوچھہ ہوگی اولاد اپنی بداعمالی کے باعث سے مواخذہ
مین گرفتار ہوگی اور ماں باپ اپنی بے تعلیمی کی وجہ سے اسلیے کہ بچے کی
تعلیم اور تربیت کا حق ماں باپ ہی پر ہے پس اونکو چاہیے کہ اپنی اولاد
کو ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کرتے ہین اور اوسکی تربیت کا ہر وقت دھیان
اور خیال رکھین تاکہ اولاد اور ماں باپ دونون کو ثواب دارین حاصل ہو
اور مواخذۂ آخروی سے نجات پاوین الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

باب ششم

فصل بچون کی بیماریوں اور علاج کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو بچون کو بیماریاں بہت ہوتے ہین جیسے آنکھہ دکھنا
پیٹ پھولنا دانت اور چیچک نکلنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہین اور اکثر

اونکے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اسلیے کہ دوا کرنا سنت ہے پس تھوڑا سا
حال اونکی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہ لکھا جاتا ہے تاکہ اوسکے
موافق عمل کرین پس جب بچے کے مسوڑے پھولے معلوم ہون اور اپنے ہاتھ
کو یا اور کسی چیز کو مونھہ مین لیکر دبانے لگے تو لٹھی یا ہاتھی دانت کی چسنی بناکر
بچے کو دین کہ وہ اوسکو دبایا کرے تاکہ رال مونھہ کی بہجاوے اور شہد مین سہاگہ
بھنا ہوا ملاکے بچے کے مسوڑہون مین دو ایک بار روز مین ملا کرین اور اوسکے
تالو مین چنبیلی یا تلی کے تیل سے مالش کیا کرین کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے
ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہین اور تکلیف کم ہوتی ہے اور جب
بچے کا پیٹ پھولا نظر آوے تو بیسن مین نمک ملا کے گرم گرم سہتا سہتا اوسکے
پیٹ پر ملین کہ نفخ ریاحی کو بہت مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی
کمی سے نفخ ہوتا ہو تو چوبے کی ہنگنی ایلوے مین ملی ہوئی گرم کرکے اوسکے
پیٹ پر ضماد کرین یہ واسطے دفع قبض اور ادرار بول کے بہت مفید ہوتا ہے
اور اگر صابون کا شافہ کرین تو یہ بھی رفع قبض کے لیے بہت فائدہ کرتا ہے
اور اگر آنکھین دکھنے لگین تو یہ لیپ لگانا بہت مفید ہے آنبا ہلدی گیرو کے
اوسمین تھوڑی سی پھٹکری اور افیون ملاکر کنکنا کنکنا بچے کی آنکھو پر لگا دین
اور یہ دوا بھی آنکھہ مین لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفیدا جسے پھول
کہتے ہین کسیرے کے یہان سے منگا کر کانسے کے برتن مین رکھکے لیمبے کی

چنیرسے خوب گہسین اور دو چار چہوٹی الایچیان اور دوا ایک پتنے نیب کے بہی پیسکر اوسمین ملا دین اور تینون چیزرون کو اوسی کانسے کی برتن مین تانبے کی چنیر سے خوب گہسین جب خوب حل ہوجاوین تو اون کو کسی سنگین کپڑے مین چہان لین پہر کورا کاجل اون دواؤنسے کچہہ زیادہ ملا کر آنکہہ دکہنے سے تین روز کے بعد آنکہون مین بہرین جس روز سے دکہنا شروع ہوں اوسی روز نہ لگاوین بلکہ کوئی دوا بغیر گذرنے تین روز کے کبہی نہ لگاوین ترکیب اس دوا کے آنکہہ مین بہرنے کی یہ ہے کہ آنکہہ آنے سے چوتہے روز جب بچہ رات کو سو رہے تو کوئی آدمی ہوشیار اوسکی آنکہون کو اس طرح سے کہولے کہ دونو پپوٹے باہر نکل آوین پہر ان پپوٹون پر ایک چٹکی اس دوا کے چہڑک کے اون دونون پپوٹون کو ملا دے اور اپنی ہتیلی سے آنکہون کو آہستہ سے مل دے پہر بچے سے آنکہون کی کہول منہ بند کراوے تاکہ گرم گرم پانی بہجاوے اور یہ بہی مفید ہے کہ جب آنکہہ دکہنے آوے تو دوا ایک رومال ہلدی مین رنگ لین اور اوسی رومال سے بچے کی جو آنکہہ دکہتی ہو اوسے پونچہین اور نیب کی دہونی دینا بہی آنکہہ دکہنے مین بہت مفید ہے اگر ورم زیادہ ہو تو نیب اور جہاؤ دونو ملا کر دہونی دین اور دن مین دو تین بار دیا کرین اور انہین دونو چیزون کو پانی مین جوش دیکر اوس پانی سے دکہتی ہوئی آنکہہ کو دہویا کرین یا سونف کے عرق سے

دہووین نرسے سارسے یا ٹھنڈے پانی سے نہ دہونا چاہیے اور دکہتی
آنکہہ کو ہوا اور روشنی سے بچانا چاہیے کہانے مین نمکین چیزون سے پرہیز
ہو اور ترش اشیا کے استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضرور ہے اور جب
بچے کو بخار آنے لگے تو تین روز تک کچہہ دوا کہانے پینے کی نہ دیوین کیونکہ
چیچک مین بہی اول بخار آتا ہے اور اوسمین دوا کرنا مضر ہے اس واسطے
مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک انتظار کرین اگر اوسمین کچہہ آثار چیچک کے
معلوم ہون تو پہر ہرگز کسی طرح کی دوا کہانے پینے کی نکرین اللہ کے بہروسے
پر چہوڑ دین در حکیم وغیرہ کی راے سے علاج کرین علامتین چیچک کی یہ
ہین کہ اکثر غفلت کے ساتہہ تپ بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت ہذیان اور ترقی
ناک بہت بہتی ہے چہینکین بہی آتی ہین اور بچہ اس بخار مین اکثر چونک پڑتا ہے
ہتیلیون مین سونگنے سے بسا بند معلوم ہوتی ہے اور بعضونکی حالت اس
بخار مین مرگی والے کی سی ہو جاتی ہے پہر جب سے دانے نظر آوین تو
اول اوسکی آنکہہ اور جگر دل اور معدے پر جسے عوام کوڑی کہتے ہین تہوڑا
سا سیاہو الگا دین تا کہ سرمہ ان جگہون کے مواد کو تحلیل کر دے پہر چیچک
ان مواضع مین چیچک نہ نکلے اور یہ اعضاے رئیسہ و شریفہ اوس کی تکلیف
سے محفوظ رہین غذا مین کہچڑی مسور کہلا دین کہ یہ مادے کو جلد کی طرف
نکال دیتی ہے پہر دانے خوب ابہر آوینگے اور نمک کی چیزین کم دین کہ

اس سے دانون مین کہجلی پڑجاتی ہے تہواسے بہی احتیاط رکہین سرد
اور ترش چیزین ہرگز نہ کہلاوین کہ اس سے دانون کے بیٹہہ جانے کا خوف
ہے روشنی سے بہی دور رکہین تاکہ اوسکی گرمی سے جو رطوبت جلد کے
نیچے ہے زیادہ تحلیل ہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چیچک کے
نمایان رہینگے زائل ہونونگے طبیب یہ بہی کہتے ہین کہ چیچک والے کے
پاس حائض عورت نہ آوے اور اوس کے قریب کسی چیز کا بگہار بہی نہ لگاوینا
کیونکہ اوسکی بہاپ سے زخم چیچک کا خراب ہوجاتا ہے بلکہ اوسکے نزدیک
نیب کی ٹہنی کا رکہنا اور اوسکی ہوا دینا اچہا ہے غرضکہ چیچک والے کو جب
تک یہ معلوم ہو تا صحت سوا ے احتیاط ظاہری کے جو اوپر لکہی گئی کوئی اور
دوا کہانے پینے کی نہ دین مگر جس کی چیچک مین کچہہ نقصان معلوم ہو یعنی دانے
اوبہرے ہوسے نہون یا دانون مین گڑہا پڑگیا ہو خواہ اون پر سیاہی آگئی ہو
یا پورا مادہ چیچک کا نہ اوبہرا ہو اوس وقت حکیم کی راے سے علاج کرنا ضرور
ہے چند دوا ئین چیچک کے اوبہار کی جو سننے مین آئی ہین لکہی جاتی ہین
ولایتی انجیر یا ورق طلا شہد مین ملا کر کہلانا دریائی ناریل خواہ اُڈراج گسکر
پلانا خار دار چوہے کے کانٹون کی دہونی دینا یہ سب دوائین مفید ہین اور
چیچک کم نکلنے کے لیے ہر سال جب تک کہ نہ نکلے اوسکی فصل سے پہلی گدّی اور
ریڑہ پر جونکین لگانا مفید ہے اونٹنی اور گہوڑی اور گدہی کا دودہ پلانا بہی

چیچک کے کم نکلنے مین فائدہ بخشتا ہے مگر گدہا مردار ہے اوسکا دودہ نہ
پلاوین گہوڑا اونٹ حلال ہے آمین کسی قسم کا نقصان نہین ہے پانچ سات
دانے بن بہندے موتی کے بچے کو نگلانا بہی مفید ہین لیکن ان سب چیزونکا
ایک بار کہلانا کافی ہے ہر سال ضرور نہین مگر جونکین ہر سال لگانا چاہیین
ان سب تدبیرون سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہندی مین ٹیکا لگانا کہتے
ہین اور اوسکو انگریزون نے ایجاد کیا ہے دفع چیچک کے لیے بہت مفید
ہے بارہا تجربے مین آیا ہے کہ جسکے ٹیکا لگا یا گیا اکثر اوس کے چیچک نہین نکلی
اگر نکلی بہی تو بہت کم نکلی اور زور بہی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے
بچون کی جانون پر رحم کرکے ضرور ضرور اون کے ٹیکا لگا دیا کرین تاکہ وہ
چیچک کی تکلیف سے بچین اور ٹیکا لگانے وقت بچے کو کچہہ تکلیف نہین ہوتی
تیسرے روز البتہ کچہہ بخار ہو آتا ہے اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان
ہوچکے وہ سب آمین بہی نمودار ہوتے ہین لیکن چیچک کی تکلیف سے آمین
تکلیف کم ہوتی ہے اور جتنے دنون مین بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے اتنے ہی
روز آمین بہی گذرتے ہین اسکی احتیاط بہی اسی کے موافق جس تفصیل سے
لکہی گئی کرنی چاہیے صرف کہڑی مسور نہین کہلائی جاتی ہے مگر جب تک
بچہ دو مہینے کا نہو اوسکے ٹیکا نہ لگانے دین اور اس ٹیکے کا اثر سات برس
تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے بچے کو ٹیکا لگایا جاوے تو سات برس

تک پہر دوسرے کی حاجت نہین ہوتی اور یہ عمل سکیے کا بڑی ہی چیچک کو جو بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہین ہیا تک تمام ہوا حال اُن امراض کا جو سب بچون کو ہوتے ہین اور کوئی اُنسے نہین بچتا

فصل اول امراض اور ادویات کے بیان ہین جو بعض بچون کو ہوتے ہین

جاننا چاہیے کہ اکثر امراض ایسے ہین کہ وہ سب بچون کو نہین ہوتے بعض کو ہوتے ہین جیسے اُمّ الصبیان یا پسلی کا مرض جسکو بادلون کی بیماری بھی کہتے ہین یا سوکھے کا مرض کہ جس سے بچہ دبلا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری کہ اسمین بچے کے جبڑے بند ہوجاتے ہین اور دودھ نہین پی سکتا اکثر ان امراض مین بچے کا بچنا مشکل ہوجاتا ہے جو کہ یہ سب مرض اکثر مان اور انّا کی بے احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہین اس واسطے شرح اُنکی احتیاط اور ادویات کی لکھنی ضرور ہوئی اب جاننا چاہیے کہ اُمّ الصبیان کا مرض اکثر حمل مین سرد اور ترش چیزین اور ہرن کا گوشت کہانے سے ہوجاتا ہے علاج اسکا بہت مشکل ہے اگرچہ طب کی کتابون مین لکھا ہے کہ پیاز سونگھانا اور اوسکا عرق تالو اور ہتیلیون مین ملنا اور نکچھکنی سونگھانا اور سور کے پر گھوڑے کے پر اسپند ہاری ان سب کو ملا کے دھونی دینا بہت مفید ہے اور لال کا خون بھی تالو پر ملتے ہین اور کہنل بھی سونگھاتے ہین اور یہ بھی دیکھا ہے

کہ اس مرض والے کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی میں بٹھاویں
مین یعنی جتنے بار اس مرض کا دورا ہوا تنے ہی بار مریض کو ایسے گرم
پانی مین بٹھانا چاہیے کہ دیگ کا پانی بہت ٹھنڈا نہ ہو گیا ہو کہنے سے
کچھ زیادہ تیز دوسرے دورے مین مریض کو اسمین بٹھاوین اور جب دورا
موقوف ہوا سکو دیگ سے نکال لین مگر ان ترکیبون سے اوسی وقت
فائدہ ہوجاتا ہے ہمیشہ کے لیے مرض کا استیصال نہین ہوتا اس مرض
والے کی بہت احتیاط رکھین آگ اور پانی اور بلندی پر چڑھنے سے بچاوینا
اور بہت روشنی بھی اس مرض والے کے قریب نہ رکھین اسلیے کہ اکثر ان
چیزون سے اس مرض کا دورا ہوتا ہے گھاوٹ اور ابر اور سردی مین دودھ
پلانے والی کے سرد اور قابض چیزین اور چکنائی کہا لینے سے بچے کو
اور بادلون کی بیماری ہوجاتی ہے یہ مرض بھی سخت ہے علاج اسکا اکثر
گرم اور دست آور دواؤن سے ہوتا ہے جب تک اس مرض مین دست
مندون بچے کی طبیعت صاف نہین ہوتی ہے اس مرض کا علاج بہت
ہی جلد کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ بیماری طول نہین پکڑتی دو چار ہی پہر مین
بچے کا کام تمام ہوجاتا ہے اگر بہت ہی طول ہوا تو دو تین روز سے زیادہ
نہین گذرتے اگر تین روز سے زیادہ اس مرض مین دیر ہوجاوے تو کچھ
بچے کی زندگی کی توقع بندھ جاتی ہے اسی لیے اس مرض کا طول پکڑنا اچھا

علامت ہے اس بیماری کے لیے بہی دست آور دوا بہت مفید ہے اگرچہ
اسمین بیر بہوٹی بہی کہلاتے ہین خرگوش کا خون بہی بچے کو پلاتے ہین اور ہرن
کی ناف مین جو ایک تاگا سا نکلتا ہے اوس کو گہسکر اس مرض والے کی پسلی
پر جو ہر کی پسلی مین گڑہا پڑتا ہو ضماد کر دیتے ہین سوکہے کی بیماری کے لیے
کیکڑا کہلانا مفید ہوتا ہے اور گہونگے کا کیڑا بہی گہی مین تلکر اس مرض والے کو
کہلاتے ہین پہچان اس مرض والے کی یہ ہے کہ لوین اوسکے کان کی ایسی
سُن ہو جاتی ہین کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اوسکو کچہہ بہی محسوس نہین ہوتا کہ کیا
چیز دبائی جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے سے لگجاتا ہے یعنی جس بچے کو یہ
مرض ہو اوسکا جہوٹا کہانے یا بہاپ یا پسینا لگنے یا اس مرض والے کی ماں کا
دودہ پینے سے دوسرے بچے کو بہی یہ مرض ہو جاتا ہے اسی لیے بچے کی
اس مرض سے بہت احتیاط رکہتے ہین یہان تک کہ بڑہیان تو اس مرض والے
کی ماں کے آنچل سے بہی بچے کو بچاتے ہین کہ وہ اوسکے سر اور بدن پر نہ پڑنے
پاوے اسلیے کہ یہ مرض اکثر مہلک ہوتا ہے اور علاج اسکا بہت ہی
مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچے کی جان بچتی ہے نہین تو خیر مگر شرع شریف
مین یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے کو نہین لگتی
جیسا کہ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ یعنی فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی
ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نوء ہے اور نہ صفر ہے تو وا ایک ستارے کے غروب
و دوسرے کے طلوع کو کہتے ہیں عرب کا گمان تہا کہ مینہ اسی سبب سے برستا ہے
جیسے ہندو کہتے ہیں کہ مینہ فلانے نچھتر سے برستا ہے اور عرب کے گمان میں یہ تہا
کہ میت کی ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اوڑتا پہرتا ہے صفر کے
مہینے میں عرب کا اعتقاد تہا کہ نزول بلا و حوادث و آفات کا ہوتا ہے اسکے
سوا اور بہت اقوال ہیں سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب باتوں
کو باطل فرمادیا پس ان عقائد سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ ہرگز
ایسا اعتقاد نہ کرے تاکہ ایمان جو راس المال مومن ہے سلامت رہے جہٹکا
وہ بیماری ہے جو چھٹے چلّے کے اندر بچے کو ہوجاتی ہے اوس سے جبڑے
بند ہوجاتے ہیں اور وہ دودہ نہیں پی سکتا ہے اوسکے لیے یہ علاج بہت
مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اوس بچے کے جبڑوں پر ملیں اور رتی بہر بچے
کو کہلا بہی دیں ہینگ اور کافور بہی جبڑوں اور کنپٹیوں پر ملتے ہیں لیکن کہنا
ہے کہ پہلا علاج اس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی
کے پہونچنے سے ہوجاتی ہے آپ ہی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ بچے
بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط کریں کیونکہ بچہ مثل پہول کے ہوتا ہے
ذرا سی بے پروائی سے ہاتہ سے جاتا رہتا ہے پہر سوائے افسوس کے کچہہ

ہاتھہ نہین آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہہ لکھد یے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب سے یہ نسخے بیان کردین پہر اوس کی صلاح سے بچون کو دوا پلادین تو بہت مناسب ہے کیونکہ بچون کے مزاج تابع مزاج مان باپ کے ہوتے ہین اس لیے حکیم سے دریافت کرلینا بہت ضرور ہے

فصل بچون کی دوا کرنے کے طریقے مین

جاننا چاہیے کہ بچے کو دودہ چہوڑانے کے بعد جلد جلد مسہل ندین چہٹے مہینے دینا کافی ہے یا پنچ برس تک یہی قاعدہ جاری رکہین بعد اسکے پہر بغیر ضرورت قوی کے مسہل ندین کیونکہ بہت مسہل دینے سے معدہ ضعیف ہوجاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور معدے کی کمزوری سے غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو مسہل ندین ایسا ہی جہان تک ہوسکے فصد جونک پچہنے وغیرہ کی بہی احتیاط رکہین بے شدید حاجت کے انہین سے کسی چیز کا استعمال نکرین خصوصاً بچپن اور ضعیفی مین فصد لینا بہت ہی مضر ہے بلکہ طب کی کتابون مین تو پندرہ برس سے پہلے اور ساٹھہ برس کے بعد فصد لینے کو منع لکہا ہے مگر جونک وغیرہ کا ضرورت کے وقت چندان مضائقہ نہین لیکن اس سے بہی جہان تک ممکن ہو بچتی رہین اور بغیر ضرورت قوی کے نہ لگاوین غرضکہ خون کے نکالنے مین نہایت احتیاط کرین کیونکہ

انسان کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی قوت پر مدار زندگی کا ہے
پس اسکا خیال رکہنا بہت ضرور ہے تاکہ اعضای رئیسہ یعنی دل و دماغ اور
جگر مین ضعف نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضا کے ضعف سے اکثر ایسے
مہلک اور سخت مرض پیدا ہوتے ہین کہ علاج اونکا دشوار و مشکل ہوتا ہے
پہر امید زیست کی نہین رہتی اور اعضای رئیسہ کی قوت خون کی پیدایش
مین منحصر ہے پس جہان تک ممکن ہو خون کے نکالنے سے بہت بچین بیماری
کے وقت کسی سمجھدار ہوشیار حکیم کا علاج کرین جاہل اور عطائی کا معالجہ ہرگز
نہ کرانا چاہیے اس لیے کہ جاہل حکیم کے علاج مین سطرح کے ضرر اور نقصان
کا اندیشہ بلکہ جان تک کا خطرہ ہے اس واسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے
نقصان پہونچتا ہے تو تجربہ کار حکیم سے بہی اوسکا سنبہال مشکل ہوتا ہے
جاہل ناتجربہ کار کی دوا کرنے پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ لگا تو تیر نہین تو تکا
ہے اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملا خطرۂ ایمان
پس لازم ہے کہ جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار
طبیب کا علاج کرین ورنہ بقول بزرگون کے کہ پیش طبیب مرو پیش تجربہ کار
برو کسی بڑے تجربہ کار کی دوا کرین اگرچہ بے پڑہا ہو علاج کے زمانے
مین حکیم کے کہنے کے موافق دوا کرین اپنے راے کو دخل ندین اور پرہیز
کا ضرور بند و بست رکہین کسی طرح کی بے احتیاطی اور بدپرہیزی نہونے دین

اس لیے کہ بد پرہیزی سے دوا کا کچھ نفع ظاہر نہوگا بلکہ مرض میں زیادتی
ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے زیان کا خوف ہے پس پرہیز
کو علاج پر بھی مقدم رکھیں کیونکہ یہ بھی ایک بڑی دوا ہے کہ اکثر چھوٹی چھوٹی
بیماریاں جیسے زکام کھانسی وغیرہ نرے پرہیز ہی سے جاتے رہتے ہیں کچھ
حاجت دوا کی نہیں ہوتی پس مناسب ہے کہ ایسے مرضوں کا علاج بھی
نہ کریں اللہ ہی کے بھروسے پر چھوڑ دیں لیکن اوس مرض کی مضر چیزوں سے
ضرور پرہیز رکھیں اور بڑے مرضوں کے لیے پرہیز کرنا آدہی دوا ہے جیسا کہ
کسی شاعر نے کہا ہے شعر کہتے ہیں پرہیز آدہی ہے دوا + ہے طرف
پرہیزگاروں کے خدا + اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پھر حکیم کی رائے کے
موافق علاج کریں اور جو پرہیز بتاوے اوس پر عمل کریں کس واسطے کہ بدپرہیزی
سے بیماری کی زیادتی ہوتی ہے پھر کوئی دوا مرض کو نفع نہیں کرتی اگرچہ ہونا وہی
ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی وجہ سے مفت کی ندامت اور
بدنامی حاصل ہوتی ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ دیگر
شماتت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تھوڑی سی لذت کے واسطے
مخلوق کی طعنہ زنی اوٹھاوے اور اپنے اوپر نادانی اور حماقت کا دہبا لگاوے

فصل اون عملوں کے بیان میں کہ جنکا کرنا شرعاً منع ہے اور اون عملیات کی تفصیل میں جنکا کرنا جائز ہے

جاننا چاہیے کہ اکثر امور جو شریعت سے ناواقف عورتین اپنی اولاد کے واسطے آشدے
تعویذ جھاڑ پھونک مخالف شرع بہت کیا کرتی ہین اور ایسے واہیات ملون مین
جو شرع مانع ہین اور اون مین غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال و ایمان
ضائع اور تباہ کرتی ہین جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی آہنی چھیک نکلنے
کے لیے بچون کے گلے مین ڈالنا یا کسی بیماری سے اچھے ہونے کے لیے
شاہ عبد الحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا انجار مین فقیرون سے تنکا لیکر
بچون کے گلے مین باندھنا یا نظر دور ہونے کے لیے مرچین وغیرہ بچے کے
سر سے اوتار کر چولہے مین جلانا یا آنکھہ دکھنے مین اچھوت جھاڑنا غرضکہ ایسے
ایسے واہی تباہی عمل اور ٹوٹکے اکثر اپنی حماقت سے کیا کرتی ہین جس مین دین و دنیا
کا کچھ فائدہ نہین بلکہ دونو جہان کا نقصان ہے بھلا غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک
ناڑے کی آنٹی بچے کے گلے مین ڈالدی یا سات مرچین اور راستے سے
پانون کے نیچے کی خاک لیکر اوسپر جھاڑو کے تنکے رکھکے بچے پر سے اوتار دیے
یا پان کی رتی مین روئی لپیٹ کر گھی مین ڈبو کے آگ سے جلا کر اوسکی
بوندین تھالی بھر پانی مین ٹپکا دین تو اوس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہیگا یا تین
تیلیان زخم یا پھوڑے پر سے اوتار کر راہ مین پھینک دین اور خدا و رسول ور
چاند چاندنی کو اوس زخمی کا نام لیکر سونپ دین اور کسی شخص کو اوسپر گواہ اور
شاہد کرلین پس وہ گواہی یا وہ تیلیان پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کر دیگی یا

چاندچاندنی اوس زخمی کو ہلاک نہونے دینگے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
موت سے کسیکو بچا لینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کیے ہوے
مدت تیرہ سو برس کی گذری آپ کو کیا معلوم کہ میری ست مین سے کون بیمار
ہے کون مجھکو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون مرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی جلانے
اور مارنے مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی مین بھی کچھہ اختیار
نہ تھا ورنہ آپ کے صاحبزادے اور تین صاحبزادیان آپکے سامنے کیون
وفات پاتین پس ایسے عملیات سے کہ جنمین کچھہ فائدہ نہو بلکہ اور ایمان کا
نقصان ہو بچنا ضرور ہے ہان وہ اعمال کرنے چاہیین جنمین کچھ ئی خلاف شرع بات نہو اور بہتر سے
بہتر وہ ہین جو حدیث شریف سے ثابت ہین اسلیے کہ وہ خاص رسول خدا کے سکھاے ہوے ہین جو
خیر و برکت انمین ہوگی وہ اور اعمال مین ہرگز نہ ہوگی اس واسطے کہ خود آپ نے دوا و دعا
کرنیکا حکم دیا ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے اسامہ بن شریک
سے روایت کیا ہے قَالَ قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَنَتَدَاوٰی قَالَ نَعَمْ یَا
عِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَآءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَآءً غَیْرَ دَآءٍ وَّاحِدٍ
اَلْھَرَمُ یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا
کرین آپ نے فرمایا ہان اے اللہ کے بندو دوا کرو اس لیے کہ نہین رکھی
اللہ نے کوئی بیماری مگر مقرر کی اوسکے واسطے شفا سوا ایک بیماری کے
کہ وہ بڑھاپا ہے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعاء یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک دعا نفع کرتی ہے اوس چیز سے جو اوتری اور اوس چیز سے جو نہین اوتری پس لازم کرو اپنے اوپر اے اللہ کے بندو دعا کو ان دونو حدیثون سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کرنیکا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائین اور دعائین اپنے امت مرحومہ کو تعلیم فرمائین چنانچہ حدیث کی کتابون مین موجود ہین اور اکثر کتابون کا اردو زبان مین ترجمہ بھی ہوگیا ہے ہر شخص اردو خوان اونمین سے دیکھکر عمل کر سکتا ہے اسلئے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور علماے ربانیین نے اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہے اس فصل مین لکھے جاتے ہین عمل حفظ اطفال کا جو شفاء العلیل مین لکھا ہے یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ تحصنت بحصن الف الف لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس تعویذ کو لکھکر بچے کے گلے مین ڈالدین انشاء اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیڑے کے کاٹنے اور نظر گذر سے محفوظ رہیگا چیچک کا عمل یہ ہے جب بچے کو آثار چیچک کے معلوم ہون تو کوئی شخص قرآن پڑھا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکھکر سورۂ رحمن

پڑہنا شروع کرے جب فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پر پہونچے تو اوس ڈورے پر دم کرکے ایک گرہ دے اور جتنی بار یہ آیت آوے اوتنی ہی گرہیں اوس تاگے مین لگاوے پہر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگا بچے کے گلے مین باندہ دے حق تعالی اپنے فضل سے اوس مریض کو اس بیماری سے صحت دیگا دوسرا عمل چیچک کا یہ ہے کہ جب چیچک کی فصل آوے تو کسی دن سورۂ البقر ایک بار بچے کو پوری سنوا دین اس طریقے سے کہ پڑہنے والا اور بچہ دونون نہار منہہ ہون اور جو شخص زیادہ کہاتا ہو اوسکو کہانا کہلانے کے لیے بٹہاکر اڑبائی[1] پاؤ چانول کا خشکا مع شکر اور دہی در بقدر رغبت گہی کے اوس کے سامنے رکہدین جب سورت پڑہنا شروع ہو تو وہ شخص کہانا شروع کرے اور پڑہنے والا اس طرح سے پڑہے کہ الفاظ اوسکے اچہی طرح سمجہہ مین آوین اور بچے کو سننے کے واسطے اوس کے پاس بٹہاوین پہر سورت کے ختم ہونے کے بعد بچے پر دم کردے انشاء اللہ تعالی اس عمل سے اوس برس چیچک نہ نکلے گی اگر نکلی بہی تو سہل اور آسان نکلیگی کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا نظر کا پہلا عمل اگر نظر لگانا اور نظر لگانیوالا معلوم ہو تو اوسکا مونہہ اور دونون ہاتہہ پانو اور شرمگاہ دہلوا دین اور اوس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چہڑکدین انشاء اللہ تعالی اوسی دم وہ اچہا ہو جاویگا دوسرا عمل نظر کا جب نظر لگانیوالا معلوم ہو تو نظر لگاتے وقت یا جس وقت خود اوسکا ذکر کرے اوس شخص کا نام لیکر یہ کہین انشاء اللہ

[1] ملہ نشاستہ جسکو [illegible]

اثر نظر کا جاتا رہیگا اور یہ عمل سحر کے واسطے بھی مفید ہے یعنی اگر جادو کر معلوم
ہو تو اسی طرح اوسکا بھی نام لیکر پکارین اسد چاہے تو سحر کا اثر جاتا رہیگا آسیب
عمل نظر کا یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہہ ہو اور نظر لگانے والا معلوم نہو تو نیا
کہ ایک پاک تاگا تین ہاتھ ناپ کر نظر زدہ کے پاس کہدین اگر وہ بچہ ہو تو
اوس کی کھلائی وغیرہ کو دیدین تاکہ وہ اوس دھاگے کو بچے کے پاس رہنے دے
پھر کوئی شخص بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ اور سورۂ فاتحہ کو تین تین بار پڑھکر
ایک بار یہ عزیمت پڑہے جب لفظ فلان ابن فلانہ پر پہونچے تو بجاے اسکے
نظر زدہ اور اوسکی ماں کا نام لے پھر سب عمل پورا کرکے نظر زدہ پر دم کرے
اور اوس تاگے کو دوسری بار ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ یا کم ہو جاے تو
جانے کہ اس کو نظر لگی ہے اوس وقت اس عمل کو پھر تین بار پڑھکر نظر زدہ پر دم
کرے انشاء اسد تعالی نظر کا اثر دور ہو جاویگا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم
کرین کہ نظر نہین لگی پھر اس عمل کو دوبارا پڑہنا ضرور نہین عزیمت یہ ہے عزمت
علیک ایتہا العین التی فی فلان بن فلانۃ او فلانۃ بنت فلانۃ بعزیمۃ اللہ وسورۃ عظمۃ
وحکمۃ اللہ بما جری بہ القلم من عند اللہ الی خیر خلق اللہ محمد بن عبد اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزمت علیک ایتہا العین التی فی فلان بن
فلانۃ بحق آشراهیا اشراهیا آدونایا اصباؤت آل شدای عزمت علیک
ایتہا العین فی فلان بن فلانۃ بحق شمہت تمہت ا تمت یا قطاع [illegible]

لا یقوی علیہا ارض ولا سماء اخرجی یا نفس السوء من فلان بن فلانۃ
کما اخرج یوسف من المضیق وجعل لموسی فی البحر طریقا ولا فانت
بریئۃ من اللہ تعالی واللہ تعالی بریء منک اخرجی یا نفس السوء من
فلان بن فلانۃ یا الف الف قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد
ولم یکن لہ کفوا احد اخرجی یا نفس السوء یا الف الف لا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم وننزل من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین
لو انزلنا ہذا القران علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ
فاللہ خیر حافظا وہو ارحم الراحمین حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ
وسلم سحر زدہ اور مریض مایوس العلاج کا عمل یعنی جسپر جادو کا اثر ہوا ہو
اوس بیمار کے لیے کہ اچھا ہوتا ہو حکیم اوس کے علاج سے عاجز ہو گئے ہون
چینی کے سفید برتن مین یہ اسم لکھین پھر پانی سے دہو کر چالیس روز تک
پلاوین اسم یہ ہے یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یا حی
اس اسم کے بعد اگر سورۂ فاتحہ بھی لکھدین تو بہتر ہے انشاء اللہ تعالی جلد
فائدہ حاصل ہوگا دفع تپ کا عمل جسکو تپ آتی ہو اوسپر ہر روز عصر کی نماز
کے بعد سورۂ مجادلہ تین بار پڑھکر دم کر دیا کرین انشاء اللہ تعالی صحت ہو جاویگی
یہ آیتین قرآن شریف کی جنکو آیات شفا کہتے ہین ہر مرض کے واسطے

عمل برائے سحر زدہ و مریض مایوس العلاج

دفع تپ

سفید ہوتی ہین یعنی جس مرض کے واسطے چاہے اون آیتون کو ایک چینی
کے سفید برتن مین لکھکر مریض کو پلاوین انشاء اللہ تعالی صحت پاویگا اور وہ
آیتین یہ ہین وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ
مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ
مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ قُلْ هُوَ
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ پس یہی چھہ آیتین ہین جو ہر مرض کی دوا ہین
جب آدمی بیمار ہو تو انکو لکھوا کر ہر روز پلیا کرے پانی مین چاہے یا عرق مین
یعنی اگر حکیم پانی نہ بتاوین تو عرق مین ان آیات کے برتن کو دہو کر پیلے
اللہ چاہے تو صحت پاوے

باب ہفتم

فصل منت او نذر وغیرہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بہلائی کے لیے انبیا اولیا صلحا کی
نذرین اور منتین مانتے ہین سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی
ہو یا طالح کسی طرح کی منت مراد مانگنا یا اوس کی نذر و نیاز کرنا اور اوسے
مدد چاہنا یا کرنے مین نفع اور نہ کرنے مین ضرر سمجھنا محض شرک ہے برائی بہلائی
کا مالک خدا کے سوا کوئی نہین ہے لَا نَافِعَ وَلَا ضَارَّ اِلَّا هُوَ یہی مراد ہے
اور انبیا علیہم السلام کا اپنی امتون کو یہی ارشاد ہے جہال عوام مین انواع و اقسام

کی نذرین ومنتین مشہور ومتعارف ہین اون سب کا اس جگہہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہین اس لیے بطور مثال کے بعض پر کفایت کیجاتی ہے جیسے کوئی محرم مین فقیری پہنا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی منہدی روشن کرکے اونکے نام کی بدہی پہناتا ہے کوئی سرور سلطان کی چہری کے نیچے اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھہ لگاتا ہے اور اونکے نام کا روزہ رکہکر اوسی چہری کے پاس شربت کا بھرا پیالہ رکہتا ہے پھر پڑہائی سے اونکی سوہیلی گوا کر اوس پیالے مین پھول ڈالکر اوسی شربت سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اوسی چہری کے پاس بچے کو بٹھاکر پیڑا اونکے نام کا پہناتا ہے کوئی بچون کی بیماری کے وقت ولیون کا سدرا مانتا ہے کہ جب یہ اچھا ہوگا تو ہم ٹوکرا سر پر رکہکے عورتون کا غول لیکر ننگے پانون نبیون اور ولیون پیرون اور شہیدون کے نام لیکر گھر گھر بہیک مانگین گے اور اوس بہیک سے ان سب بزرگون کی نیاز کرینگے کوئی سفر کے وقت اپنے عزیز کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باندہتا ہے اور اوس مسافر کو امام ضامن کی ضمانت مین سونپتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے مولی مشکل کشا علی کی منت کا دونا اوٹھاتا یا اون کا روزہ رکہتا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گائے ذبح کرتا ہے سو یہ سب باتین خلاف شرع اور کہلا ہوا شرک اور بے اصل محض ہین ان سب کامون سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے پھر دنیا مین ذلت قبر مین عذاب

قیامت میں مشرکون کا ساتھہ جنت سے محروم دوزخ کا گندا ہوگا قرآن مجید
اور حدیث شریف سے خوب ثابت و تحقیق ہے کہ شرک کی بخشش نہ ہوگی
اس لیے کہ شرک اکبر کبائر ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہون اون کی بخشش
کی امید ہے مگر شرک بال برابر بھی معاف نہوگا شرک کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے
کی صفات کو مخلوق مین سمجھنا یا اوس کی تعظیم اور عبادت مین دوسرے کو شریک
کرنا یا بندون کو اپنے نفع وضرر کا مالک و مددگار جاننا یہ سب شرک مین داخل
ہے پس ہر ایک کو لازم ہے کہ جو کچھہ مانگے اپنے مالک ہی سے مانگے کونسا کام
ہے جو خدا سے نہین ہوتا اور مخلوق اوسکو کرسکتی ہے ذرا سوچو تو کہ جس کام
اور مصیبت کے لیے تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب انبیا اور تکلیفین خود اولیا و انبیا پر
گذر چکی ہین مثلاً بیمار رہنا اولاد نہونا اولاد کا مرجانا محتاجی کا ہونا لڑائی مین
شکست پانا اور وہ اون تکلیفون کو دفع نہ کرسکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور
کرین گے پھر خدا کو چھوڑکر اورون کے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو
بھولنا اور اوس کی اطاعت سے باہر ہونا کون عقلمندی ہے اوسی مالک سے
کیون نہین مانگتے کہ جسکے نبی و ولی سب محتاج ہین نظم

خدا نے بتایا کلام کے اندر	مرے محتاج ہین پیر و پیمبر
نہین طاقت سوا میرے کسی مین	کہ کام آوے تمہاری بیکسی مین
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا	بھلا اوس سے مدد کا مانگنا کیا

پس خدا کے سوا کسی سے کچھہ نہ مانگے اوسی کی بندگی کرے اوسی سے مراد چاہے اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتون مین دخل ندے یعنی جب کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالی ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت کو برلا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالی ہی کی عبادت کی منت مانے مثلا یون کہے کہ اگر میری حاجت برآئیگی تو اللہ کے واسطے اتنے روزے رکھونگا یا اس قدر نماز پڑہونگا یا اتنے مسکین کھلاؤنگا یا اتنے ننگون کو کپڑے پہناؤنگا یا کوئی مسجد بناؤنگا یا اتنا روپیہ خیرات کرونگا یا اتنے محتاجون کو حج کراؤنگا یا خود حج کرونگا پس ایسی منتین سوا خدا کے اور کسی مخلوق کی نمانے اسلیے کہ

وہ مالک ہے سب اوسکے آگے نلچار
نہین ہے کوئی اوسکے گھر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہین ہوتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیا سے
خبر قرآن مین ہے یہہ محقق
نہ بخشیگا خدا مشرک کو مطلق
خدا سے اور بزرگون سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
معاذ اللہ جسے اوس نے نہ بخشا
مقرر وہ جہنم مین پڑےگا
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو
تو پھر تم منتین کیون مانتے ہو
تمہین یہ طور بد کس نے سکھایا
محمد نے کہان ہے یہ بتایا

بھلا بتاؤ تو کونسی حدیث مین مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم آیا ہے کہ جس کی پیروی تم کرتے ہو اور موحدون کو بزرگون کا منکر بتاتے ہو تم خود تو شیطان

کی پیروی کرتے ہو اور ہم کو دشمن بزرگون کا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن
یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہو اسلیے کہ جو امر قرآن مجید اور حدیث شریف
سے ثابت نہو اور کوئی اپنے دل سے ایجاد کر لے وہی راہ شیطان ملعون
کی ہے اوسی سے انسان دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کا غصہ اوسپر
نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے نبیون کو اسی واسطے بہیجا ہے کہ وہ اوسکی
رضامندی کی راہ لوگون کو بتاوین اور کتابین بہی اسی واسطے نبیون پر نازل
کی ہین کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہووے پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید
مین نہو اوس سے انسان کو بچنا ضرور ہے اپنی عقل کو دین کے کام مین دخل دینا
نچاہیے اس لیے کہ دین کی باتون مین نری عقل سے کام نہین چل سکتا
عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا مین اتنے نبی اور اسقدر کتابین کیون
بہیجی جاتین اور اونکے ماننے مین جنت کا وعدہ اور نماننے پر دوزخ کی وعید
کیون ہوتی اور جو مشرک نری اپنی راے سے خالق کو مخلوق کی برابر سمجہتے ہین
اور اوس کی صفات قدیم مین بندون کو شریک کرتے ہین بلکہ اکثر باتون مین
مخلوق کو اوسپر فضیلت دیتے ہین یہ محض خلاف عقل ہے بہلا غور کرو کہ جب دنیا
مین کوئی غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چہوڑکر دوسرے شخص کو اپنا مالک
سمجہتا اور اوس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اوس وقت اوس کے
مالک کو اوسپر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع کرنا ناگوار گذرتا

اگرچہ وہ شخص جسکی طرف اوس غلام نے رجوع کی ہے مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیوں
نہو پس اوس مالک حقیقی اور خالق برتر کو کہ جسکے مخلوقات پر کرورہا احسان
ہین دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غیظ او غضب نہ آویگا اور کیا کیا
سزا دیگا پس لازم ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرو اور شیطان کی راہ چھوڑو نظم

ہے شیطان دشمنِ اولادِ آدم | سکھاتا ہے وہی راہِ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا | کسیکو ہے وہ قبرون پہ جھکاتا
غرض اللہ سے دونون کو روکا | بھلا کر راہ جا خندق مین جھونکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل
کرو کہ نجات دارین کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد
مانگتے ہین کیا اونکی سب منتین پوری ہی ہوتی ہین یا کوئی عزیز و قریب اونکا
نہین مرتا یا بیمار نہین ہوتا یا کوئی ایذا اور صدمہ دنیا کا اونکو نہین پہونچتا بلکہ
جو حال موحدون کا ہوتا ہے وہی مشرکون کا صرف اتنا فرق ہے کہ جب
کوئی مراد مشرک کی پوری نہین ہوتی تو اوسکا دین و دنیا دونو تباہ و برباد ہو جاتے
ہین بخلاف موحد کے کہ اگر اوسکی مراد پوری نہوئی تو اوسکو فقط دنیا کی ایذا او
مصیبت ہوتی ہے آخرت کی خرابی او ر بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالی
کے فضل و کرم سے اوسکی منت پوری ہوگئی تو اوسکو دنیا مین آرزو پوری
ہونے کی خوشی حاصل ہوتی ہے اور آخرت مین اپنے اعمال نیک کی جزا پاویگا

بخلاف مشرکون کے کہ اگر اونکی کوئی مراد انبیا اولیا کی نذر ماننے سے
اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی تو اونکو فقط دنیا ہی کی نعمت نصیب ہوتی
ہے آخرت کے ثواب سے محروم بلکہ عذاب ابدی مین گرفتار رہینگے سمجھنے کی
تو یہ بات ہے کہ انسان وہ کام کرے کہ جسمین دارین کا فائدہ حاصل ہو اور
جو دنیا کا نفع نہو تو آخرت کو تو ہاتھ سے نہ دے بلکہ لازم یہی ہے کہ انسان ہر کام
مین آخرت کے فائدے کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گہر ہمیشہ کا ہے وہانکی سزا و جزا
کو زوال نہین اور نہ اوس جگہہ کے عذاب سے کبھی نجات بخلاف دنیا کے کہ
یہان کی تکلیف اور ایذا چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھ بہی اوسکا خیال بہی نہین رہتا
اور نہ کچھ اوسکا صدمہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی بہی یاد نہین رہتی
اور نہ یہان کی خوشی کی کوئی لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو
مقدم رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہمنے محبت ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان
بھائی بہنون کو سمجھا دیا اب اونہین اختیار ہے چاہین مانین یا نہ مانین شعر
ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو جو اب آگے یا ہو تم مانو نہ مانو ۔ وما علینا الا البلاغ

فصل کن چھیدن کے طریقے اور اوسکے پرہیز اور علاج کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ تاوا حاوہ
مین واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے کہ لڑکیون کے کان چھیدنے مین کچھ
مضائقہ نہین ہے اسلیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف مین

لوگ اپنی لڑکیون کے کان چھیدا کرتے تھے آپ نے کسیکو منع نہین فرمایا اس سے
معلوم ہوا کہ کان چھیدنا مباح ہے مگر پتے وغیرہ کے لیے سارے کانون کا
چھدوانا کہین سے ثابت نہین ہوتا ہان کان کی لوین چھیدنے کی اصل
ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے
بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لوین چھدوادی تھین مگر ناک چھیدنے
کی کچھ اصل نہین ہے لیکن چونکہ عورتون کو زینت اور آرائش کا حکم ہے اور
سونے چاندی کا زیور پہننا اون کے لیے درست رکھا گیا ہے اسی لیے علما
نے سارے کان کا چھیدنا بھی جائز رکھا ہے اور ناک چھیدنے کو مکروہ کہا ہے
اس واسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لیے ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت
عرب و عجم مین یہ رسم نہین ہے اگرچہ حرام مطلق نہین ہے کہ اوس کے چھیدنیکو
گناہ کبیرہ کہا جاسے مگر افضل یہ ہے کہ ناک نہ چھدواوین صرف کان چھیدنے
پر اکتفا کرین اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چھیدین اسلیے کہ اوسکے کان چھیدنا
حرام محض ہے کیونکہ ایک تو عورتون کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور یہ
حرام ہے دوسرے مرد کو زیور پہننا جائز نہین ہے ناحق تکلیف دینے تغییر خلق اللہ کرنیسے
گیا حاصل زنانہ کنچھیدن وغیرہ کا یہ ہے کہ جب بہار کا موسم آوے تو چیاگن کے
مہینے مین لڑکی کے ناک کان چھیدین اور اناہیری کا بھی خیال رکھین
چاندنی کے دنون مین کنچھیدن وغیرہ نہ کرین طریقہ ناک کان چھیدنیکا یہ ہے

کہ جب لڑکی چار پانچ برس کی ہو تو پہلے اوسکی لوین جبت کی بالی سے
چہیدین اس لیے کہ سوئی سے چہیدنے مین ڈورا کہینچنے کے سبب سے
کانون کو بہت ایذا اور ضرر پہونچتا ہے اور ناک کان دنون تک ٹپک رہتے
ہین اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے ساتھہ یکبارگی ناک نہ چہیدین کہ آئین
بہی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بہی ایک ہی بار نہ چہیدین بلکہ ایک
سال لوین چہیدین تو دوسرے سال بالے تیسرے سال پتے تو چوتہے برس
ناک غرضکہ نو برس کی عمر تک ناک کان چہیدنے سے فارغ ہوجاوین زیادہ دیر
نکرین کیونکہ بڑی عمر مین ناک کان سخت ہوجاتے ہین پہر چہیدنا مشکل ہوتا ہے
اور بہت چہوٹی عمر مین بہی نہ چہیدین کیونکہ بچپن مین گوشت نرم ہونے کی وجہ سے
اکثر چہنی جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چہیدین جب نتہنا بڑا ہوجاوے
کہ اونگلی اوسکے اندر جاسکے اور لڑکی اپنے ہاتہہ سے اوسکو صاف بہی کرسکے
پرہیز ناک کان چہیدنے مین یہ ہے کہ جب لڑکی کے ناک کان چہیدے جاوین
تو سردی اور ہوا کا بچاو رکہین ترش اور بادی چیزین نہ دیوین بونی اور سور
بہی نہ کہلاوین اور نمکین چیزین بہی کم دین بکری یا مرغ کی شوربا کہلانے کا
مضائقہ نہین شیرینی اور گہی جتنا چاہین کہلا دین اسکا کچہہ پرہیز نہین علاج یہ ہے
کہ چہیدنے سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک کان کو تین روز تک
برابر اس طرح سے سینکین کہ ایک تنکے مین روئی لپیٹ کر اوسکو تیل مین بہگو کے

پہر اوسکو چراغ کی بتی کی لو پر گرم کرکے کنکنا کنکنا ناک کان کے سوراخون پر
رکہین اسی طرح آدہ یا پون گہنٹہ اون سوراخون کو سینک دیا کرین اور جب
کنچہیدن پر چہہ روز گذر جائین تو گرمی کے وقت نیم کے پانی سے اونکو دہو دیا کرین
جو کچہہ مواد بالی مین لگا ہوا اوسکو خوب صاف کرکے اوسی بالی کو پہیر دیا کرین
جب تک سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچہے نہو جاوین تب تک اسیطرح
دہوتے اور صاف کرتے رہین اگر ورم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتھہ جہاؤ کو
بھی جوش دیکر اوسکے پانی سے کان ناک دہویا کرین اور اسی کی دہونی بھی
دیدیا کرین اور جو کان ناک زیادہ پک جاوین اور معلوم ہو کہ یہ زیادتی گرمی سے
ہوئی ہے تو ٹہنڈے پانی سے اونکو صاف کیا کرین نیم اور جہاؤ سے نہ دہوئین
جب تک ناک کان کے سوراخ اچہی طرح سے خشک اور صاف نہ ہو جاوین
تب تک اونمین دوسری بالی نہ پہناوین جس سے کان ناک چہید سکے گئے ہین
اوسی کو رہنے دین اور جب سوراخ بالکل اچہے ہو جاوین تو اون بالیون کو اوتار کر
چاندی کی بالیان پہنا دین سونے کی نہ پہناوین جب دو ایک مہینے چاندی کی
بالیان پہنے کو گذر جائین تو اللہ جو مقدور دے سونا موتی جواہر وغیرہ پہنا دین
کنچہیدن کی تقریب مین کہانا اور شیرینی تقسیم کرنا کو کسی کتاب سے تو ثابت نہین ہوتا ہے
لیکن شرع شریف مین آتنا ضرور آیا ہے کہ جب کسی کو کچہہ نعمت دین یا دنیا کی
حاصل ہو تو نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی لڑکی کے نہانے کے

تنکرانے مین ہو یعنی ترتیب دوست آشنا کو کہانا کپڑا شیرینی زفیرہ تقسیم کرے اور
کچہہ مال اللہ تعالی کی نذر کا نکالکر اپنے مقدور کے موافق اس تنکرانے مین
فقیرون اور محتاجون کو دے تو اسکا مضائقہ نہین لیکن اس رسم کو فرض اور واجب
نہ سمجہے کہ خواہ مخواہ قرض لیکر یا بہیک مانگ کر ادا کرے

فصل مکتب اور نشرہ کی رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ ہندوستان مین جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار مہینے
چار دن کا ہو تب اوسے پڑہنے بٹہاتے ہین اور اوسکی خوشی مین بہت سا روپیہ
خرچ کرتے ہین اور اس بسم اللہ کی رسم کو بمنزلہ واجب اور فرض کے جانتے ہین
اور اس حساب یعنی چار برس چار مہینے چار دن سے زیادہ مدت بڑہانیکو
ترک اولی سمجہتے ہین سو اسکی کسی کتاب حدیث اور فقہ سے کچہہ اصل ثابت
نہین حدیث شریف سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب کی اولاد مین جب
کوئی بچہ باتین کرنے لگتا تہا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو یہ کلمہ سکہاتے
یعنی أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ اور سورۂ بنی اسرائیل
کی پچہلی آیت یعنی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا جیسا کہ حصن حصین وغیرہ کتب احادیث
مین لکہا ہے تعلیم فرماتے تہے اور موافق حدیث کے فقہا نے بہی یہی حکم دیا ہے کہ جب
بچہ بولنے اور باتین کرنے لگے تو اوسکو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور سورہ

بنی اسرائیل کی پچھلی آیت سکہانا اور یاد کرانا چاہیے پس اس سے معلوم ہوا
کہ جب بچہ خوب باتیں کرنے لگے اور زبان اوسکی صاف ہوجاوے تو اوسکو
کلمہ توحید اور پچھلی آیت سورہ بنی اسرائیل کی یاد کراوین پہر اسکے بعد
اوسکو اور سورتین اور دعائین اور آداب نماز کے سکہاوین تاکہ نماز پڑہنے
کی اوسکو عادت ہوجاوے اس لیے کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑہنے کا
حکم کرنا چاہیے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند مین اور حاکم نے اپنی
مستدرک مین ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ
بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ
وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ وَاِذَا زَوَّجَ اَحَدُکُمْ خَادِمَہٗ عَبْدَہٗ اَوْ اَجِیْرَہٗ فَلَا
یَنْظُرْ اِلٰی مَا دُوْنَ السُّرَّۃِ وَفَوْقَ الرُّکْبَۃِ یعنی حکم کرو تم اپنی اولاد کو نماز کا اور وہ
سات برس کی عمر کے ہون اور مارو تم اونکو نماز پڑہنے پر اور وہ دس برس کے
ہون اور اونکے بچہونے جدا کرو اور جب نکاح کردے ایک تم مین کا اپنے
خادم غلام یا نوکر کا تو نہ دیکہے اوسکی ناف کے نیچے اور گہٹنے کے اوپر پس لازم
ہے کہ سب کامون سے پہلے اونکو نماز ہی سکہاوین کیونکہ سب سے اول
اسی سے کام پڑتا ہے جب نماز سیکہہ جاوین تو اونکو قرآن مجید پڑہانا شروع کرینا
جب سورہ بقر ختم ہوجاوے تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اوسکے ختم
کی خوشی کرین اور اوسکے شکرانے مین محتاجون اور مسکینون اور اپنے عزیز و اقارب

دوست آشناؤن کو کھانا کھلاوین یا جوڑے وغیرہ تقسیم کرین تو چنانچہ جو بہت
خوشی بسم اللہ مین کرنی منظور ہو وہ اسی تقریب مین کرین اس لیے کہ تفسیر
فتح العزیز مین لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقر تمام
کی تھی تو اوسکے تشکرانے مین ایک اونٹ ذبح فرما کر اپنے دوستون اور یارون کو
کھلایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت دینی کے خوشی کرنا اور عزیز اقارب
دوست آشناؤن وغیرہ مین شیرینی یا کھانا وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر
بجاے بسم اللہ کے سورۂ بقر کی ختم پر خوشی کرین تا کہ ایک صحابی جلیل و
عظیم الشان کے فعل کے موافق ہو جاوے تو بہتر ہے اور کلام اللہ شریف
کے ختم کے بعد جو لڑکے کی تقریب کے نام سے خوراک اور تقسیم ہوڑے اور
شیرینی وغیرہ کی کرتے ہین سو یہ بھی اسی دلیل سے جائز و مستحسن معلوم ہوتا ہے
اور تحصیل علم حدیث شریف او تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ ہونے
کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوست آشناؤن مین تقسیم کرنا بھی اسی
قبیل سے سمجھا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول نعمتِ دینی کے ادای بعد تشکرانے کی
نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز و مستحسن ہے لیکن اس خوشی کے اظہار مین
اسقدر خیال رکھنا ضرور ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع ہونے پاوے اکثر ہندوستان
مین بہت سی خرافات رسمین رائج ہین جیسے ڈھول پر صندل کے چھاپے لگانا
اور اوسپر نارا باندھنا اور اللہ میان کا رتجگا کرنا اور راہ مین گلگلے لٹکانا اور رکیے پالو کے

آٹے کے لڈو بنانا اور اوسی آٹے کے کھم بنا کے اوسپر پہولون کے ہار ڈالنا
اور کورے کھڑون مین دودہ شربت بہر کے اونکو ہار پہنانا اور اونپر سہرے
باندہنا پہر صبح کے وقت مسجد کے مُلّا کو بُلا کے اسد میان کی سلامتی پڑہوانا
اور بی بی کا کونڈا خشکے اور دہی شکر میوے سے تیار کر کے بڑی احتیاط سے
یہان تک کہ مردون کی چہاون بہی اوسپر نہ پڑے کونڈا کہانے والی عورتون کو
کہلانا اور جسکا نشرہ ہو اوسکے سر پر سہرا باندہنا ایک یہی رسم ہے کہ بچے کی
بہن بہاوجی وغیرہ اوسکے لیے مہندیان لاتی ہین اوسمین انواع واقسام کی
واہیات رسمین کرتی ہین یعنی جوڑے کے ساتہہ ایک چوکی لکڑی کی پنی سے
منڈہی ہوئی یا چاندی سونے کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنواکے اوسپر
چہوٹے گدیلے تکیے بچہاتی ہین اور ایک طشت مین دس پندرہ سیر مہندی گوندہکر
چوکی سی بنا کے اوسپر پنی منڈہکے چار بتّیان موم یا کافور کی اوسمین نصب
کر کے روشن کرتی ہین ملیدے اور لڈوون کے خوان بہر کے روشنی باغ بہاری
آتش بازی باجے وغیرہ سے کاغذی مہندی کے ساتہہ ڈومنیون کو اپنے
گہر سے گاتی ہوئی بچے کے گہر لاتی ہین پہر اوسکو چوکی پر بٹہا کے کپڑے اور
پہولون کا زیور پہنا کے سہرا تقیش اور پہولون وغیرہ کا اوسکے سر پر باندہکے
پہر اوسکے چارون ہاتہہ پانون مین مہندی لگا کر سات نوالے ملیدے کے
اوسکو کہلاتی ہین اور ڈومنیان مہندیان وغیرہ گایا کرتی ہین پہر اپنے مہندی

لگانیکا نیگ لڑکا لڑکی لیتی ہین جوڑے وغیرہ کالانا اور اپنے ان باپ یا بزرگونسے
کچھ لینا اسکا تو کچھ مضائقہ نہین مگر ایسی ایسی رسمین واہیات خرافات کرنا
خالی گناہ سے نہین بلکہ بعض رسمون مین تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی انکے کرنیسے
کافر و مشرک ہوجاتا ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ایسی رسمون سے بچے کہ جنکے
کرنے سے ایمان مین نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے ہان نعمت کے شکرانے
مین عزیز اقارب محتاجون مسکینون دوست آشناؤن کو کہانا کہلانا جوڑے
وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے اوس کا قبول کرنا جائز ہے

فصل ماہ مبارک مین روزہ رکہانیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جیسے نماز سن بلوغ سے فرض ہوجاتی ہے ویسے ہی رمضان کے
روزے بھی بالغ ہوتے ہی فرض ہوجاتے ہین مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر
سے بچون کو عادت ڈالنے کے لیے نماز کی تاکید اور تنبیہ کا حکم ہے اسی طرح
ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچہ سات آٹھ یا دس گیارہ برس کا ہو تو اوسکو
رمضان شریف کے مہینے مین دو چار روزے رکہواوین تاکہ بلوغ سے پہلے
اوسکو عادت روزہ رکہنے کی پڑ جاوے پہر جب بچے کو پہلا روزہ رکہواوین تو
اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشناؤن محتاج مسکینون کو
اپنے گہر بلا کر اونکے روزے افطار کرا کے کہانا کہلائین کیونکہ روزہ افطار
کرانے کا حدیث شریف مین نہایت اجر آیا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان

مین زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْجَھَّزَ غَازِیًا فَلَہٗ مِثْلُ
اَجْرِہٖ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص افطار کراوے کسی روزہ دار کا روزہ یا سامان کر دے کسی غازی کا
پس اوسکے لیے ثواب ہے مانند ثواب روزہ دار اور جہاد کرنے والے کے
یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی
اس افطار کرانے والے اور جہاد کا سامان درست کر دینے والے کو بھی ہوتا ہے
اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ مین روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے اور
یہ مہینا ایسا مبارک ہے کہ آمین جو نیک کام نفلی کیے جاوین اونکا ثواب فرض
کی برابر ہوتا ہے اور جو فرض ادا کیے جاوین اونکا اجر برابر ستر فرض کے ہے
جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین سلمان فارسی سے روایت کیا ہے
قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ
شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُّبَارَکٌ شَھْرٌ
فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَّقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا
مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَ
مَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ
شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُّزَادُ فِیْہِ

رزقُ المؤمنِ من فطّر فیہ صائماً کان لہ مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ
من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینتقص من اجرہ شیءٌ قلنا یا
رسول اللہ لیس کلنا یجد ما یفطر بہ الصائم فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یعطی اللہ ھذا الثواب من فطّر صائماً علی مذقۃ لبن
او تمرۃ او شربۃ من ماء ومن اشبع صائماً سقاہ اللہ من حوضی شربۃ
لا یظمأ حتی یدخل الجنۃ وھو شھر اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ وآخرہ
عتقٌ من النار ومن خفف عن مملوکہ فیہ غفر اللہ لہ واعتقہ من النار

یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا خطبہ پڑہا ہمپر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے پچہلے دن مین یعنی خطبہ جمعے یا وعظ کا پس
فرمایا اے لوگو تحقیق سایہ ڈالا تمپر بزرگی والے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینا
رمضان کا یہ مہینا ہے بابرکت ایسا مہینا ہے کہ اسمین ایک رات یعنی لیلۃ القدر
بہتر ہے ہزار مہینون سے ایسا مہینا کہ اللہ تعالی نے اوسکے روزون کو فرض
اور رات کے کہڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیکی ڈہونڈہے اللہ سے
اوس مہینے مین کسی اچہی خصلت کے ساتہہ یعنی نفلی عبادتون سے ہوگا مانند
اوس شخص کے کہ ادا کیا اوسنے کسی فرض کو رمضان کے سوا این یعنی نفل کا
ایسا ثواب ہوگا جیسے فرض کا اور دنون مین اور جسنے ادا کیا کوئی فرض
رمضان شریف مین یعنی بدنی یا مالی ہوگا مانند اوسکے کہ ادا کیا اوسنے ستر فرض

غیر رمضان مین اور وہ مہینا صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے اور مہینا غمخواری کا ہے اور ایسا مہینا ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اسمین رزق مومن کا یعنی رزق حسی اور معنوی اور جس مومن نے غنی ہو خواہ فقیر افطار کرایا رمضان مین کسی روزہ دار کو یعنی حلال روزی سے ہوگا اوسکے گناہونکے لیے بخشش کا سبب اور اوسکی ذات کی آزادی کا باعث آگ سے اور ہوگا اوسکے واسطے ثواب مانند ثواب روزہ دار کے بغیر اسکے کہ کچھہ کم ہو اوسکے ثواب سے کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ کے سب ہم مین کے اسقدر نہین پاتے کہ افطار کراوین اوس سے کسی روزہ دار کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیتا ہے اللہ تعالی یہ ثواب اوس شخص کو کہ افطار کراوے روزہ دار کو لسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھہ اور جو شخص پیٹ بھر کھلاوے روزہ دار کو پلاویگا اوسکو اللہ میرے حوض یعنی حوض کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا نہوگا یعنی اوسکے بعد یہان تک کہ داخل ہوگا بہشت مین اور وہ ایسا مہینا ہے کہ شروع اوسکا رحمت ہے اور بیچ اوسکا بخشش اور آخر اوسکا آزادی ہے آگ سے یعنی یہ تینون چیزین مومنون ہی کے لیے ہوتی ہین نہ کافرون کے لیے اور جو شخص ہلکا کرتا ہے بوجھہ اپنے لونڈی غلام سے رمضان کے مہینے مین بخشتا ہے اللہ تعالی گناہ اوسکے اور آزاد کرتا ہے اوسکو آگ سے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اس مہینے مین

کھلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر ہر سال نہو سکے تو جب اپنی اولاد وغیرہ
کو روزہ رکھواوے تو ضرور ہی اپنے مقدور کے موافق سو پچاس آدمیوں کو
بلاکر اونکا روزہ افطار کراکے کھانا کھلاوے سیر سے نہ دیکھے اگرچہ بسم اللہ
نشرہ کنچیدن وغیرہ کی تقریبوں میں دعوت کرنا جائز ہے کچھ منع نہیں لیکن
سوائے عقیقے اور ولیمے کی دعوت کے کہ وہ حکم سنت میں ہیں اور کسی تقریب
میں کھانا کھلانا اس تقریب سے افضل نہیں ہے پس جہانتک ہو سکے
روزہ کشائی کی تقریب میں ضرور اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب
دوست آشنا فقرا و مساکین کو کھانا کھلاوے کہ ثواب دارین پاوے

باب ہشتم

فصل اول اولاد کے ساتھ والدین کے برتاؤ میں

جاننا چاہیے کہ جو طریقہ بچوں کے کھلانے پلانے کا باب پنجم کی پہلی فصل میں
لکھا گیا ہے اوسی کے موافق ماں باپ خود بھی اپنی اولاد کا کھانا پینا مقرر
رکھیں اور ہمیشہ اوس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی آناؤں
کھلائی وغیرہ کو کرتے رہیں تاکہ وہ اوسکو معمول کے مطابق انداز سے کھلاتا
پلاتا کرے بے احتیاطی نہونے دے بیماری میں نہایت احتیاط رکھے بلکہ جبتک
بچہ تندرست نہو جب تک اوسکا کھانا پینا اور دوا وغیرہ ماں باپ اپنے
سامنے یا کسی اپنے بزرگ ہی کے روبرو رکھیں اسلیے کہ ہر ایک کو اپنے

امور مین تمیز و سابقہ نہین ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے دست و انداز مین کمی بیشی کر دیتے ہین کہ جس سے فائدے کے بدلے نقصان ہو جاتا ہے اسکے سوا بعضے لوگ نادانی اور حماقت کے پردے مین مکاری سے ایسے موقع پر اپنا کام کر جاتے ہین پھر نادان بنکے دوستی جتاتے ہین اور بعضے نادان دوستون سے بھی بسبب بیوقوفی کے ایسا واقع ہو جاتا ہے اسی لیے بزرگون نے کہا ہے ؎ دشمن دانا کہ غم جان بود * بہتر از ان دوست کہ نادان بود

پس چاہیے کہ ہرگز ایسے لوگون پر دوا وغیرہ مین اعتماد نکرین گھر بھر مین ایک آدمی کا خوف اور دباؤ بچے پر رکھنا ضرور ہے باپ ہو یا مان بھائی ہو یا اور کوئی تاکہ بچہ اوس سے ڈرتا رہے اور شوخی و شرارت نکرنے پاوے تعلیم مین بھی جہان تک ممکن ہو دہیمی نرمی فہمائش تنبیہ سے تعلیم کرین اور جہان تک ہو سکے مار پیٹ نہ کرین اگر اس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک دو بار اوسکو دہشت اور خوف دلانے کے واسطے ایسا مارین کہ ہمیشہ کو اوس مار کا خوف اوسکے دل مین بیٹھہ جاے تاکہ آئندہ کو آنکھہ بدلنے سے سمجھہ جاوے اور اوسی کے ڈر سے بری باتون کو چھوڑ دے بار بار مارنے کی حاجت نہو ہر بار کی مار پیٹ سے بچہ بیحیا اور ڈھیٹھہ ہو جاتا ہے پھر تنبیہ وغیرہ کو خیال مین نہین لاتا اور نہ کوئی تعلیم اور تربیت اوسپر اثر کرتی ہے اور جب کوئی بزرگ یا اتالیق خواہ اوستاد وغیرہ بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو اوس وقت اوسکو خاموش رہنے کی عادت ڈالین

کسی طرح کا اچھا برا جواب نہ دینے دین اسلیے کہ سوال جواب سے بچہ گستاخ
ہوجاتا ہے پھر کسی بزرگ کا کچھ لحاظ ادب اوسکو نہین رہتا ہمیشہ اپنے بزرگو
سخت تیز جواب دیا کرتا ہے کہ جس سے وہ زندگی بھر رنج و ملال مین مبتلا
رہتے ہین اسلیے کہ بچپن مین تو بچے کا سخت جواب دینا ناگوار نہین گذرتا جوانی
مین نہایت برا معلوم ہوتا ہے آ ۔ ریہی چاہیے کہ بچے کو خوشامدیون کی صحبت
سے بچا دین اور لڑکپن ہی سے اونکے قریب مین نہ بیٹھنے دین نہین تو ابھی سے
خوشامد طلب ہو کے بڑھاپے تک خوشامد پسند رہیگا اور خوشامدیون کو دوست
عزیز رکھیگا جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان و مال کا ہوگا اس لیے
کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع سے عیبون پر اوسکو مطلع ہونے دینگے بلکہ
اونکی اتنی تعریف اور ثنا کرینگے کہ وہ اون عیب کو ہنر سمجھیگا پھر وہ اوسکی طبیعت
مین خوب جگہ پکڑ کے ہٹ گیر اوسکے دل سے دور نہوگا اور بڑی بلا خوشامد کی
یہ ہے کہ اوس سے تکبر پیدا ہوجاتا ہے آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند ہوشیار
سمجھنے لگتا ہے پھر وہ کسیکی پند و نصیحت نہین مانتا پس اسی سبب سے نالائق ہوجاتا
ہے اور بزرگون کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے رنج و غم مین مبتلا کرتا ہے اور
خود دنیا کی رسوائی اور بدنامی اوٹھاتا ہے خوشامدیون کو اپنا مال دیکر خود تباہ اور
محتاج ہوجاتا ہے خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہو کے اپنی آخرت کو بھی تباہ
برباد کرتا ہے غرضکہ خوشامد والون کی صحبت سے دین و دنیا دونوکی بربادی ہے

اور یہی چاہیے کہ بچے کو اوس سے زیادہ عمر والے کے ساتھہ کھیلنے دین
جیسے اپنا بچہ پانچ برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لیے کہ جتنا بڑا ہوگا اوتنی
ہی اوسکی سمجھہ بھی زیادہ ہوگی اور اچھی باتین سکھاویگا اور کم سن اور برابر والے
کے ساتھہ ہرگز نہ کھیلنے دین غرضکہ بچے کی تعلیم و تربیت مین حتی الامکان
بہت کتشش و کوشش کرین اگر ممکن ہو تو دو ایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت
کے موافق مقرر کرین کیونکہ اوسکی تعلیم مین نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہر وقت
کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی ماں سے نہین ہوسکتی اس واسطے چار پانچ برس
کے سن تک اوسکے پاس دو ایک کھلائی کا رکھنا بہت ضرور ہے اسلیے کہ
چھوٹے بچے کی خدمت عورتون ہی سے خوب ہوتی ہے اور جب بچہ چھہ سات
برس کا ہو جاوے اگر لڑکی ہے تو اوسکے نزدیک شریف صالح معمر یا جیسا
دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتین مقرر کرین اور اگر لڑکا ہے تو اوسکے لیے
اسی صفت کے مرد مقرر کرین تاکہ بچپن ہی سے بچے کو اچھی صحبت میسر ہو
حاصل یہ ہے کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت مین رکھین کیونکہ بری
صحبت سے اکثر شریف زادے بھی خراب و تباہ ہوجاتے ہین مثل مشہور ہے
تخم تاثیر صحبت کا اثر اور خوش خلقی اور مروت بلکہ ہر نیک بات کی بچے کو
اچھی طرح تعلیم کرنا ماں باپ کو بہت ضرور ہے پس چاہیے کہ اوسمین کسی طرح کا
تغافل اور بے پروائی نہ کرین اور بچے کو بہت ناز و نعم سے نہ پالین کیونکہ بچپن کا

لاز آخر کو بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ مین خوب سعی اور کوشش کرتے
رہین تاکہ آپ اور اولاد دونون بغت کونین کی پاوین

فصل اتالیقی کی شرطون کے بیان مین

والدین کو چاہیے کہ جب بچہ کچھ سن تمیز کو پہونچے تو اپنے مقدور کے موافق
کوئی اتالیق مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اوسکی
تعلیم کے لیے معین کرین اور اوسکو اس بات کی تاکید رکھین کہ ہر وقت وہ
بچے کے ہمراہ رہے تاکہ اوسکے سب افعال اور حرکات اور سکنات پر خیال
رکھکے اپنے موقع پر اوسکو شاباشی دیتا اور تنبیہ وغیرہ کرتا رہے بدوضع
شہدون لچّون کمینون کو اوسکے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم
درویش وضع دینداروں کی صحبت مین بٹھاوے تاکہ بچہ ابتدا ہی سے
اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اوسکا نیک صحبت مین گذرے ہر گھڑی اوسکے
کان مین بری باتون اور معیوب کامون کی برائی پڑتی رہے اس لیے کہ
جب اچھے لوگون کی صحبت مین بیٹھیگا تو ہمیشہ چوری دغا بازی شراب خواری
قمار بازی دروغگوئی حسد تکبر غصہ طمع ظلم حرامکاری قتل وغیرہ کی مذمت
اور سزا وغیرہ سے واقف ہو کر اوس سے بچتا رہیگا اور اتالیق کو یہی چاہیے
کہ اوسکو اچھی عادتین سکہاتا رہے مثلاً بہت رونے چلانے اور ضد وغیرہ کرنے
دے ہمیشہ اوسکو خوش مزاج خوشخو رکھے بہت ہنسنے بکنے قہقہہ لگانے بہت پہرنے

دوسرے شوخی شرارت وغیرہ کرنے سے روکتا منع کرتا رہے اور یہ بہی چاہیے کہ
بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل مین آنے جانے اوٹھنے بیٹھنے کا بتاتا رہے
اکثر اوسپر یہ تاکید رکہے کہ مجالس وغیرہ مین اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے
پاس قرینے سے خاموش بیٹہا رہے بہت باتین اور شوخی شرارت وغیرہ نکرے
قاعدے اور تمیز سے جیسا جسکے نزدیک بیٹہنے کا موقع اور قرینہ ہو اوسی قاعدے
اور قرینے سے بیٹہے اور اسکا بہی خیال رکہے کہ اوسکے مزاج مین بخل نہ آنے
پاوے اسی طرح فضول خرچی بہی نکرنے دے موقع محل پر خرچ کرنے سے
مانع نہو بلکہ اکثر اوسی کے ہاتھہ سے کہانے پینے کی چیزین بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن
ہی سے اوسکی طبیعت مین سخاوت جم جاے اور اوسکی بہلائی دل مین بیٹہہ جاے
لیکن جو چیز تقسیم کراوے اوسکے ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے
اپنے اختیار سے نہ دلواوے ہمیشہ بچے کو ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت
اور فرمانبرداری کی نصیحت اور تعلیم کرتا رہے تاکہ اوسکو تابعداری کرنے کی
عادت پڑجاوے پہر کوئی کام ماں باپ کے خلاف مرضی نکرے اور ماں باپ کو
یہ بہی چاہیے کہ اتالیق کو ضرورت کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بہی
اجازت دیدین تاکہ اسکے ڈر سے بچہ ابتر و خراب ہونے نپاوے اسلیے کہ وہ تو
اپنے بچپن کی وجہ سے ہر طرح کے افعال و حرکات کرتا رہتا ہے جب تک کوئی
اوسکو اچہے کامون کی بہلائی بری باتون کی برائی نہ جتاویگا تب تک وہ کیا

سمجھیگا کہ کون کام اچھا ہے اور کون برا اور ہر وقت بچہ پیار سے نہین سمجھتا
پس بعض وقت جھڑکی وغیرہ کی بھی حاجت پڑتی ہے اور مان باپ ہر وقت
اوسکے نزدیک موجود نہین رہتے کہ وہ اوسکی بیہودہ حرکتوں پر ڈانٹتے اور
گھرکتے رہین تاکہ بچہ اوسی وقت اوس حرکت کی برائی سمجھکے اوسکو چھوڑ دے
اس واسطے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضرور ہے اسلیے
کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہین جب کوئی بیہودہ حرکت کرتے یا
بیموقع کھیلتے دیکھین گے تو اوسکو جھڑکی سے فوراً روکین گے اور بچہ بھی وہی وقت
سمجھجاویگا اور ڈرکر بیہودہ حرکتون کو چھوڑ دیگا اور اچھی خصلتین سیکھیگا آجکل
اکثر ہندوستان کے امیر زہون بے سامان اپنی اولاد کو امیرزادہ سمجھکے کسی نوکر
وغیرہ کو تعلیم نہین کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڑا بوڑھا نوکر خیرخواہ اونکے بچے کو بھلائی
کی راہ سے نصیحت کی بات کہے یا کسی بری حرکت سے اوسکو روکے تو اولٹا
اوسکو ڈانٹ دیتے ہین کہ تو نوکر ہے کے اپنی اوقات بھولگیا جو ہمارے بچے کو نصیحت
اور تعلیم کرتا ہے خبردار پھر کبھی کچھ نہ کہنا اور اولاد کو یہ سکھاتے ہین کہ تم نوکر سے نہ ڈرو
اور اوسکی نصیحت نہ سنو پس وہ نوکر ناشدہ اونکے بچے سے کوئی بات نصیحت کی نہین
کہتے بلکہ جو کچھ بچہ کہتا یا کرتا ہے ویسا ہی آپ بھی کہنے کرنے لگتے ہین اور ہر بات
مین بری ہو یا بھلی اوسی کی خوشی کو مقدم کرتے ہین پس دیکھو کہ اونکی اولاد
ابتدا ہی سے کیسی خراب و ابتر ہو جاتی ہے اور زندگی بھر اپنی امیری کے خیال

مین متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بری حرکتون سے بزرگون کا نام ڈبوتے
دارین کی تباہی اور بربادی کرتی ہے ذراسا بھی غور نہین کرتے کہ اگلے بڑے بڑے
بادشاہ اپنے شاہزادون کی تعلیم کے لیے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت
عمدہ اتالیق مقرر کرتے اور کیا کیا اختیار تنبیہ اور تعلیم کے اونکو دیتے تھے
کہ وہ شاہزادون کو تادیبا مار بھی لیتے تھے اور اکثر اپنی خدمت بھی اون سے
لیتے تھے تاکہ ہر امر مین اونکو دخل ہو جاوے بہر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی
وجہ سے وہ شہزادے کیسے لئیق عادل خدا ترس نامور ہوے بخلاف آج کل کے
امیرزادون کے کہ کیا کیا رسوائیان اور بدنامیان اونکی نہین ہوتین اور یہ سب
فضیحتیان لاڈ اور بے تعلیمی کی وجہ سے ہوتی ہین پس مان باپ کو لازم ہے
کہ اپنی اولاد پر رحم کرین اور اپنے بچون کی تعلیم اور تربیت مین جان و مال سے
نہایت کوشش کرین تاکہ بچہ اور آپ دونو خوبی اور نجات دارین کی پاوین —

فصل آداب سکھانے کے بیان مین

مان باپ اور اتالیق وغیرہ کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے تھوڑے تھوڑے آداب اور
طریقے ہر امر کے بتاتے سکھاتے رہین جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت
ڈالین اسلیے کہ سلام کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے
وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا یعنی اور جب تمکو دعا دیوے
کوئی تو تم بھی دعا دو اوس سے بہتر یا وہی کہو اولٹ کر اور حدیث شریف مین

بھی سلام کرنیکا حکم فرمایا ہے اور اوسکی فضیلت بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسلم نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی
شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہوگے تم بہشت میں
یہانتک کہ ایمان لاؤ اور نہ ایمان لاؤگے یہانتک کہ آپس میں محبت رکھو
کیا خبردار کروں میں تم کو ایسے کام پر کہ جب تم اوسکو کرو تو آپس میں دوست
ہو جاؤ پھیلاؤ تم سلام کو آپس میں اور ترمذی نے اس حدیث کے اول میں لفظ وَالَّذِیْ
نَفْسِیْ بِیَدِہٖ کا بھی زیادہ کیا ہے یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ میں ہے اور بعد اسکے پھر یہی مضمون بیان فرمایا علاوہ اسکے اور حدیثوں سے
بھی سلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ترمذی و ابوداود نے عمران بن حصین
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
آلِہٖ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ
فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ
فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور
السلام علیکم کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا

آپ نے فرمایا کہ اوسکے لیے دس نیکیاں ہین پہر دوسرا آدمی آیا پس کہا اوسنے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پہر
وہ بیٹھگیا آپ نے فرمایا کہ اسکے واسطے بیس بہلائیاں ہین پہر اور آدمی نے
آکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا آپ نے اوسکے سلام کا جواب دیا پہر وہ بیٹھگیا
پس آپ نے فرمایا اسکے لیئے تیس نیکیاں ہین ایسے ہی سلام مین ابتدا کرنے کی بہی
بہت فضیلت ہے چنانچہ احمد و ترمذی وابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَلرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّھُمَا یَبْدَءُ
بِالسَّلَامِ فَقَالَ اَوْلٰھُمَا بِاللّٰہِ یعنی عرض کیا گیا یا رسول اللہ دو آدمی ملاقات کرتے
ہین اونمین سے کونسا سلام مین ابتدا کرے آپ نے فرمایا جو اونمین سے زیادہ
قریب ہے اللہ کے ساتہہ ادب سلام کرنیکا یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو بات
کرنے سے پہلے سلام کرے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ یعنی سلام پہلے کلام
کے ہے اور سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹہے اور کہڑے کو اور
چہوٹا بڑے کو اور تہوڑے لوگ بہتون کو جیسا کہ بخاری ومسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ
الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کرے سوار پیدل یا چلنے والے پر

چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر ترمذی کی ایک روایت مین اتنی زیادتی
بہی وارد ہوئی ہے وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ یعنی چھوٹا سلام کرے بڑے کو
اور یہی آیا ہے وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ یعنی سلام کرے گذرنے والا
بیٹھے کو اور چلنے والا کہڑے کو اور چونکہ سلام مین ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے
اسلیے جو عمر مین بڑا یا رتبے مین اعلی درجے کا ہو اوسکو چاہیے کہ سلام مین تقدیم
کرے دیکہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اسکے کہ سارے عالم سے
افضل و برتر تہے عورتون اور لڑکون کو خود ہی پہلے سلام کرتے تہے امام احمد
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
مَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتون پر گذرے
پس آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے سیار سے روایت کیا قَالَ كُنْتُ أَمْشِي
مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ عَلَى
صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنَسٌ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ
یعنی سیار کہتے ہین کہ مین ثابت بنانی کے ساتھ چلا جاتا تہا اونکا گذر لڑکون پر ہوا اونہون نے
اونکو سلام کیا اور کہا کہ مین انس کے ساتھ تہا وہ لڑکون پر گذرے اونہون نے اونکو
سلام کیا اور کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تہا آپ کا گذر لڑکون پر
ہوا آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے پس اس سے معلوم
ہوا کہ سلام مین سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے مین کسی طرح کا نقصان

نہین بلکہ بہت سے فائدے ہین اول یہ ہے کہ خدا و رسول کی اطاعت ہوتی ہے
دوسرے اجر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب دینے والے دونوکو
دعا ملتی ہے چوتھے سلام کرنا باہم محبت پیدا کرتا اور دشمنی کو دلون سے نکالتا ہے
غرضکہ بچون کو سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی بہتر ہے اسی طرح سلام کے بعد
مصافحہ اور مزاج پرسی وغیرہ کے قاعدے بہی سکہا وین تاکہ کسی سے ملاقات
کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بہی کیا کرین اس لیے کہ مصافحہ کرنے سے
مغفرت ہوتی ہے گناہ جہڑتے ہین جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے براء بن عازب
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا
مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا یعنی نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین دو مسلمان کہ ملاقات کرین اور مصافحہ کرین
یعنی آپس مین مگر بخشش کیجاتی ہے اون دونوں کے لیے پہلے جدا ہونے سے اور
ابوداؤد کی ایک روایت مین یون آیا ہے اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا
اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا یعنی جب کہ دو مسلمان ملین اور مصافحہ کرین اور اللہ تعالی
کی حمد کرین اور اللہ سے بخشش چاہین تو بخشش کیجاتی ہے اون دونوں کے واسطے
اسی طرح اوٹہنے بیٹہنے جاگنے سونے بات کرنے چپ رہنے محفل مین جانے آنے
چہینکنے کہانسنے راہ چلنے وغیرہ کے طریقے اور ضابطے بہی بتاتے رہین جس سے
اوٹہتے بیٹہتے سیکو دہ کالات وغیرہ سارے اور کسی بڑے بوڑہے کی طرف پیٹہہ کرکے

یا پاؤن پہیلاکے یا کسی کے منہہ کی اوٹ کرکے محفل وغیرہ کے بیچ مین نہ بیٹھے یا جب
محفل وغیرہ مین جانے کہ اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹھے حسن کی برابر بیٹھے
درمیان مین بھی نہ بیٹھے اور دعوت وغیرہ مین کھانا کھانے مین جلدی نکرے یعنی سب سے
پہلے خود نہ کھانے لگے اپنی جگہ پر صبر سکونت سے چپکا بیٹھا رہے جب محفل مین
سب کے آگے کھانا چن جاوے اور گھر والا بھی اجازت کھانے کی دے اور کوئی
امیر یا بزرگ شخص اوس محفل کا کھانا شروع کرے اوسوقت آپ بھی کھاوے جب
سب محفل والے کھا چکین اوسوقت آپ بھی اونکے ہمراہ دسترخوان سے اوٹھے سب سے
پہلے یا بعد نہ اوٹھے ایسا نکرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹھے رہیں اور آپ جلدی سے
کھا کر اوٹھ جاوے یا تمام مجلس والے اوٹھ جاوین اور آپ بیٹھا کھایا کرے اور یہ بھی
چاہیے کہ دعوت وغیرہ مین اپنا حصہ دسترخوان سے اوٹھا کر پوٹ باندھکے گھر نہ
بھیجے وہین بیٹھکے جو جی چاہے اور جتنا پیٹ مین سماے کھالے اور کسی دوسرے کو
بغیر اذن کے اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اگر اتفاقاً کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر اذن کے
ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان کے اوسکو کھانے وغیرہ مین شریک
نکرے اور خود بھی کبھی دعوت وغیرہ مین بغیر اذن کے نجاوے اور چلنے مین دوڑتا
اکڑتا نہ چلے نیچی نگاہ سے راہ دیکھکر سیدھے راستے پر چلے آسمان کو دیکھتا ٹیڑھی راہ
نہ چلے اور گفتگو مین شیرین زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکھے کسی سے تو تڑاق کی گفتگو
نکرے اور جب نیند آوے تو اپنے بچھونے کی جگہہ پر سووے ادھر اودھر نہ پڑ رہے

اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ مین رات کو رہنے کا اتفاق ہوا اور نیند کا وقت آجاوے
تو بیچ محفل مین نہ سووے کنارے جا کے آرام کرے اور آداب سونے کے یہ ہین کہ
قبلے کی طرف پانون نکرے داہنی کروٹ سووے اوندہا اور چت سینے پر دونون
ہاتھ دہر کے نہ سووے اور سونے سے پہلے اگر آیۃ الکرسی و سبحان اللہ الحمد للہ تنتیس ۳۳
تنتیس ۳۳ بار اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑہکے اپنے اوپر دم
کرے تو بفضلہ تعالی شیطان کے شر سے اوس رات محفوظ رہیگا چھینکنے اور کہانسنے
کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس نہو تو منہ پہیر کر چھینکے اور کہانسے ورنہ ناک اور منہ پر
رومال وغیرہ رکہہ لیا کرے اور جمائی لیتے وقت مونہ پر ہاتھ رکھ لیوے بہاڑ سا مونہہ
نہ کہولدے غرضکہ محفل مین کوئی ایسی حرکت نکرے کہ جس سے لوگون کو نفرت آوے
اور اوس کی بے تمیزی اور بد تہذیبی ثابت ہو اور ہنسنے کے وقت قہقہہ مار کے نہ ہنسے
جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گہر مین ہنسین تو دروازے کے باہر تک آواز
جاتی ہے ایسی ہنسی شرعًا و عرفًا مذموم ہے ہان اگر کوئی بات ہنسی کی پیش آوے تو
مسکرا دینا کافی ہے دیکہو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہنستے نہین تہے صرف تبسم فرماتے
تھے جیسا کہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت ما رایت
رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ
لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے نبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خوب ہنستے ہوے نہین دیکہا یہانتک کہ مین اونکا کوا دیکہون

جو کہ تالو مین ہوتا ہے سواے اسکے نہین کہ وہ مسکراتے تھے اور اسکے سوا
زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے نور ایمان مین خلل پڑجاتا ہے آدمی بے وقار
ہوجاتا ہے اوسکا رعب نہین رہتا اور کسی جگہہ کے حالات اور بات چیت کا
ذکر دوسری جگہہ نکرے اسلیے کہ ایک جگہہ کی بات دوسری جگہہ کہنے سے
آدمی بے اعتبار ہوجاتا ہے پھر لوگ اوسکو ہلکا سمجھکے اوسکے سامنے کوئی بات
نہین کہتے پس چاہیے کہ جو بات جہان سنی وہین تک رکھی اور جگہہ نہ پہونچاوے
سوا تین باتون کے کہ اونکا پہونچا دینا درست ہے جیسا کہ ابو داؤد نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلٰثَۃَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ
فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مجلسین امانت کے ساتھ ہین یعنی جو بات مجلس مین سنی
اوسکو کہین نقل نکرین اور سخن چینی نہ کرین مگر تین مجلسین اور تین باتین
کہ اگر اون کو مجلس مین سنے تو اونکا نقل کرنا اور غیر کو پہونچا دینا واجب
ہے وہ یہ ہین خونریزی حرام یا کوئی زنا کا ارادہ رکھتا ہو کہ یہ بھی
حرام ہے یا ناحق مال چھیننے کا قصد رکھتا ہو **فائدہ** یعنی اگر کسی
سے یہ بات سنے کہ فلان شخص کے مارڈالنے کا یا فلان عورت سے
زنا کرنے کا یا از راہ ظلم فلان کے مال لیلینے کا ارادہ رکھتا ہے تو

کہ یہ باتین اون لوگون کو پہونچادے تاکہ وہ احتیاط کرین اپنا حفظ کرین اور یہ بھی چاہیے کہ کسی کو پیٹھہ پیچھے برا نہ کہے تہمت نہ لگائے کوسنے لعنت کرنے کی عادت نہ ڈالے بات چیت مین گالی گلوچ فحش الفاظ نہ بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان کافر فاسق فاجر نہ کہے ان سب باتون سے حدیث شریف مین منع فرمایا ہے انپر سخت وعید وارد ہوئی ہے غرضکہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم ہو ہرگز نہ بولے ماں باپ اور اتالیق کو چاہیے کہ جن قاعدون اور آداب کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچون کو سکھاتے رہین تاکہ وہ شرع شریف کے آداب اور شرفا کے قاعدون کے ساتھہ مؤدب ہو کے دارین کی آبرو حاصل کرین اور ماں باپ بھی بچون کی تعلیم کے حق سے سبکدوش ہون اسلیے کہ والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا اور اونکو علم مجلس وغیرہ سکھانا اور اونکے اخلاق درست کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر ادب سکھانا آدمی کا اپنے بیٹے کو ایک صاع صدقے سے بہتر ہے اور یہ بھی ترمذی نے روایت کیا کہ ایوب بن موسی اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِّنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ یعنی نہیں

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ بہتر ہو ادب حسن سے اگر اولاد کی تہذیب مین کسی طرح کا قصور و بے پروائی کرینگے تو دنیا مین احمق اور بے شعور مشہور ہونگے اور آخرت مین بازپرس کے شکنجے مین کھنچینگے پس جہان تک ہوسکے اونکی حسن تعلیم مین غفلت نکرین اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح کرتے رہین تاکہ آپ اور اولاد دونون دنیا و آخرت کی خوبیان پاوین فقط

فصل خوش اخلاقی کے بیان مین

مان باپ کو چاہیے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتون اور نیک خصلتون کی تعلیم کرین اسی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضرور ہے اسلیے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی عمدہ بات اور دین محمدی کی ایک نہایت عمدہ شاخ ہے حدیث کی کتابون مین خوش اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدیون کو اسکی نہایت تاکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے خوش اخلاق تھے چنانچہ اللہ تعالے نے قرآن شریف مین آپکی خوش خلقی کی ثنا اور صفت فرمائی ہے سورہ ن کے اول رکوع مین یہ ارشاد فرمایا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی بیشک ای محمد تو بڑے عمدہ خلق پر ہے اور ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈر اللہ سے جہان کہین

تو ہو اور برائی کے پیچھے نیکی کر کہ دہ اوسکو مٹا دیگی اور معاملہ کر لوگوں سے خلق حسن
کے ساتھہ اور یہی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ
عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ
خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز زیادہ بھاری مومن کی میزان میں قیامت کے
دن خلق حسن سے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بیحیا سے
اور انکی دوسری روایت میں ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ
حُسْنِ الْخُلُقِ لَیَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ یعنی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں کہ سنا میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں ہے
کوئی چیز کہ رکھی جاوے میزان میں جو بھاری زیادہ حسن خلق سے اور بیشک حسن خلق والا
روزے نماز والے کے درجہ کو پہونچیگا پس ہر مسلمان دیانتدار کو لازم ہے کہ اپنی اولاد
کو خوش اخلاق ہونے کی تعلیم کرتا رہے اور حتی المقدور اوسکو کج خلق اور بدمزاج ہونے
اور اوسپر تاکید رکھے کہ جب کسی سے ملاقات کرے تو نرم زبانی سے پیش آوے اور
جو جس مرتبے اور توقیر کا ہو اوسکی ویسی ہی تکریم و تعظیم کرے بزرگ سے بزرگ
کے لائق جیسے ماں باپ اوستاد عزیز اقارب وغیرہ اور خرد سے خرد کے موافق
برتاؤ رکھے اور اپنے بزرگوں اور اقارب اور رفقا کی توقیر اور مرتبہ اور عزت کے

سوا سے اور ملاقات کے قاعدے اور الفت کے طریقے بتاوے اور جب اوس برتاؤ
مین کسی طرح کا فرق پاوے تو اوسی وقت اوسکو تنبیہ کردے تاکہ ہمیشہ اوسکے مرتبے
کا خیال اوسکے دہیان رکہے اور اوسکی تعظیم اور خاطرداری اوسکے رتبے کے
موافق کرتا رہے اور سوا انکے اور لوگون سے بہی نرم زبانی اور خوش گفتاری
سے پیش آوے اور کسی سے بدزبانی کرنے سے باز رہے ابوداود نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ
اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
اوتار دو تم آدمیون کو اونکے مرتبے مین یعنی جو جسکا مرتبہ معین ہے اوسکو اوسکا [illegible]
شریف و اہل عزت کا جو مرتبہ ہے اونکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو ذلیل و وضیع
کے ساتھ اوسکے موافق معاملہ رکہو دونوکو ایک لکڑی نہ ہانکو دیکہو حفظ مراتب
اس آیت شریف سے بہی سمجہا جاتا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اس سے معلوم
ہوا کہ بعض کا درجہ بعض سے بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکہنا ضرور ہے ایسیہی
تواضع و خاطرداری کے طریقے بہی بچے کو بتانے ضرور ہین یعنی جب کوئی معزز
آدمی اپنے گہر آوے تو چاہیے کہ اوسکی عطر پان وغیرہ سے خاطرداری کرے اگر
کہانیکا وقت ہو تو اوسکو کہانا وغیرہ بہی کہلاوے اور جو کوئی سائل ہو تو اپنے
مقدور کے موافق اوسکی خدمت کرے اور اگر کوئی کسی کام کو کہے تو اوسکی بات
غور سے سنے اگر ممکن ہو تو اوس کام مین اوسکی مدد کرے اور اوسکے مطلب کو بر لاوے

اور جوا مر نہو سکتا ہو تو اوسکا انکار اوسکا نرمی سے کردیوے اور اسطرح سے جواب دے کہ
اوسکے دل کو ناگوار نہ گذرے اور لازم ہے کہ محفل مین اشارونسے یا کانون مین اسطرح
سے بات چیت نکرے کہ دوسرونکو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف مین اس امر
سے نہی آئی ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے پارۂ قد سمع اللہ مین ارشاد فرمایا ہے یَا
اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ
الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اِنَّمَا النَّجْوٰی
مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَی اللّٰهِ
فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اے ایمان والو جب کان مین بات کرو تو مت کرو بات
گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان کی اور ادب
کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکے پاس جمع ہوگے یہ جو ہے کانا پھوسی سو شیطان کا کام
ہے کہ دلگیر کرے ایمان والون کو اور وہ نہین ضرر کرنے والا اونکو کچھ بن حکم اللہ کے
اور اللہ پر چاہیے بھروسا کرین ایمان والے بخاری ومسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن مسعود رض
سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثًا
فَلَا یَتَنَاجٰی اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُهٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی بغیر تیسرے کے کان مین بات نکرین
اسلیے کہ یہ اوسکو غمگین کرتا ہے اور گفتگو کے وقت کسی کے گھر کا حال نہ پوچھے لیکن
مزاج پرسی کا مضائقہ نہین بلکہ اوسکی خیر وعافیت یا اوسکے بچون خواہ کسی عزیز اقارب

کی فراست پر بسی سنز کرے تاکہ اوس شخص کا دل خوش ہو اور اوسکے ساتھ محبت
پیدا ہو اور جب کسی سے کلام کرے تو اوسکے حفظ مراتب کا ضرور خیال رکھے اور
جو اپنے سے بڑا ہو اوس سے ہنسی اور دل لگی نکرے بلکہ اوسکے سامنے ہنسی اور
مسخرے پن کی کوئی بات اوس سے بھی نکرے ہم عمرون سے ہنسنے کا مضائقہ
نہین لیکن ایسا نہ ہنسے کہ جسمین اپنی بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو
مثلا دھول دھپا گالی گلوج کی ہنسی نکرے کیونکہ ایسی ہنسی مین لڑائی تک نوبت
پہنچتی ہے مثل مشہور ہے دکھ کا گھر کھانسی لڑائی کا گھر ہانسی پس اس طرح کی ہنسی
سے بچنا ضرور ہے اگر کسیکو لباس یا زیور وغیرہ یا بات چیت نشست برخاست
مین خلاف اپنی وضع کے دیکھے کہ اوس سے کسیطرح کی بدتمیزی یا مسخرہ پن معلوم
ہوتا ہو تو اوس شخص پر محفل مین نہ ہنسے اور اوسکا مسخرہ نہ بناوے اور کسیکی بات
وغیرہ کی نقلین ہی نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل مین نادم
ہوکر رنجیدہ ہوگا اور آخر کو یہ آزردگی موجب کینہ کا ہوتی ہے اور روز بروز
دشمنی زیادہ ہوتی جاتی ہے پس ایسی باتین اور حرکتین نکرنی چاہیئین جن سے
کسیکو رنج پہونچے اور دشمنی کا باعث ہون جب کہین محفل وغیرہ مین جاوے تو
سلام کے بعد جہان کہین جگہ پاوے بیٹھ جاوے کسی کو ہٹاکر اوسکی جگہہ پر بیٹھے
اور اس طرح کا برتاو کرے کہ مجلس والے اوس سے خوش رہین اور سب اوس کی
تعریفین کرین بد مزاج اور ترش رو نبنکر اس طرح نہ بیٹھے کہ اپنا تکبر ثابت ہو

اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی تعریف بھی نکرے کہ جس سے اسکی بڑائی اور
دوسرے کی حقارت ثابت ہو اور نہ آپ بہت حقیر اور مسخرہ بنے کہ جس سے
اپنی یا اپنے بزرگون کی ذلت ہوتی ہو غرضکہ بیچ کی چال اختیار کرے کیونکہ
حدیث شریف مین خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا وارد ہوا ہے پس اس طرح کا برتاو
محفل مین چاہیے کہ جس سے اپنی اور دوسرے کی آبرو اور شان مین فرق نہ آوے
اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرے تواضع اور
مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے یگانے ہوجاوین جیساکہ سعدی علیہ الرحمہ
فرماتے مین ؎ بشیرین زبانی ولطف وخوشی ٭ توانی کہ پیلے بموے کشی ٭
پس نرمی اور شیرین زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت
عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیون نہو اسی لیے عقلمندون نے نرمی اور تواضع کو
بہت پسند کیا ہے دو نوجہان کی خوبیون کو اسکے برتاو مین بتایا ہے جیساکہ
حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎ آسائش دوگیتی تفسیر این دوحرف ست ٭
بادوستان تلطف بادشمنان مدارا ٭ اور جب کسیکے گھر مین جاوے تو اوس سے
اجازت لیکر جاوے بدون اذن کے نجاوے اور جہان مان باپ یا بزرگون کی
آمدورفت ہو وہین آپ بھی جاوے ہر ایک کے گھر آیا جایا نکرے البتہ کوئی
ایسا ہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے
اور گھرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہوگیا ہو یا اوس سے کسی طرح کی خیرخواہی

ہوئی ہو تو ایسے شخصون کے گہر جانا اور اونسے راہ و رسم رکہنے کا مضائقہ
نہین انمین سے جو لوگ اپنی شادی غمی وکہ و ردین جس طرح سے شریک
ہوتے ہون اونسے آپ بہی اوسی قاعدے سے راہ و رسم رکہے اور جو لوگ اپنے
گہرانے مین انکار رکہتے ہون یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہون یا ونکے گہر
جانے مین فہمیدہ شریف لوگ نام رکہتے ہون اور اپنے خاندان کی شان مین فرق
آتا ہو اونکے گہرون مین ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگون سے کسی طرح کی
راہ و رسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بہیجدے خود
نہ جاوے اور اسطرح کا برتاؤ دنیاداروں کے ساتہہ کرنا چاہیے عالم یا درویش کے
گہر جانے مین ان قاعدون کا برتنا ضرور نہین کیونکہ ایسے لوگون کے گہر جانے مین
کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہین بلکہ ان لوگون کے پاس جانا موجب فیض
اور برکت کا ہوتا ہے فقط

باب نہم

فصل گہر کی آرائش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکہنے کے طریقون مین

ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچے لکہنے پڑہنے سے چہٹی پاوین تو اونکو قاعدے گہر
کی صفائی اور اسباب خانہ داری کے رکہنے اوٹہانے کی بہی بتاتے رہین تاکہ وہ
گہر کو صاف اور ستہرا رکہین کوڑے کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گہر کو میلا کچیلا نکرین اگر
بچہ کوئی چیز اس قسم کی گہر مین ڈالے کہ جس سے گہر میلا ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے اوسکو

درست اور تخت کرتے دینا کہ ایسی بات سے بچے تو بات دیتا کہ وہ فرش اور چیز
کو نو بیت کپڑے سے میلا کرتے اور بہرے جوتے پانوں سے فرش پر نہ پہرتے
اور جو دانتنے سے نہانے تو جو جگہ اوسنے خراب کی ہو وہ داوہی سے صاف در
ستہرے کرا دین تاکہ ننت کے ڈر سے پہر گہر کو خراب اور میلا کرتے خرشنہ کہرکے
صاف اور ستہرا رکہنے کی تعلیم ضرور سے آپنی اولاد کو کرتے رہیں کیونکہ آمین کہی تامد
رہین اور اس تو صفائی کی وجہ سے ہوا گہر کی لطیف اور صاف رہتی ہے پہر کوئی
فاسد بیماری پیدا نہیں ہوتی دوسرے دیکھنے میں ستہرا گہر اچہا معلوم ہوتا ہے
اور اچہے گہر میں گہر والوں اور مہمان ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت سب
کی خوش و خرم رہتی ہے اور جا بجا صاحب خانہ کے سلیقے اور شعور کی تعریفیں ہوتی ہیں
تیسرے خاوند کے نزدیک بہی بی بی کی خوش سلیقگی اور تمیز ثابت ہوتی ہے
اور اس سبب سے وہ بی بی کو زیادہ چاہتا اور عزیز رکہتا ہے سواے اسکے
حدیث شریف میں بہی گہر کے میلے کچیلے رکہنے کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد
ہوا ہے کہ تم اپنے گہر کو مثل یہود کے میلا کچیلا نہ رکہو یہود کی عادت تہی کہ دن بہر اپنے
گہر کا کوڑا کچرا گہر یا اوسکے دروازے پر جمع رکہتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس طرح سے گہر کے رکہنے کو منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صالح بن ابی حسان
سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ
يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اَرَاهُ

قَالَ أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيهِ
عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَنْظِفُوا
أَفْنِيَتَكُمْ یعنی صالح کہتے ہین مین نے سعید بن مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تہے بیشک
اللہ تعالی پاک ہے دوست رکہتا ہے پاک کو اور نہایت ستہرا ہے دوست رکہتا ہے
ستہرائی کو کرم کرنیوالا ہے دوست رکہتا ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکہتا ہے
بخشش کو پس صاف رکہو راوی کہتا ہے مین گمان کرتا ہون کہ ابن مسیب نے کہا
اپنے صحنون کو اور مشابہت نہ کرو یہودیون کی کہ وہ گہرون کے صحن کوڑے کرکٹ
سے ناپاک و خراب کرتے ہین راوی کہتا ہے کہ مینے ابن مسیب کا قول مہاجر بن مسمار
تابعی کے آگے ذکر کیا اونہون نے کہا مجہے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ
سعد بن ابی وقاص صحابی سے حدیث کی اونہون نے مثل قول سعید بن مسیب
کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا
ستہرے رکہو صحن اپنے گہرون کے یعنی اونکی روایت مین لفظ أَفْنِيَتَكُمْ صریح مذکور
ہے گمان راوی مین کسی طرح کا دخل نہین پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گہر کو
کوڑے کرکٹ سے صاف اور ستہرا رکہے اور اپنی اولاد کو بہی گہر کی صفائی کی تعلیم
کرتا رہے خصوصًا لڑکیون کو تو ضرور گہر کے سامان اور چیزون وغیرہ کے رکہنے
اور اوٹہانے کا سلیقہ اور تمیز سکہاتا رہے تاکہ ہر چیز گہر کی بیش بہا ہو یا کم قیمت سب
اپنے موقع اور ٹہکانے سے رکہی ہوئی اچہی اور خوشنما معلوم ہو اسلیے کہ مٹی کے

ٹھیک ہے ہی کیوں نہوں وہ بھی صاف ستھرے اپنے قرینے سے رکھے ہوئے
اچھے معلوم ہوتے ہیں اور سونے چاندی کی چیزیں بیموقع رکھی ہوئی بری معلوم
ہوتی ہیں اور گھر کی آرائش سے بھی یہی مراد ہے کہ ہر چیز ڈہلی منجی صاف
کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جاے غریب آدمی بیش قیمت چیزیں
کہاں سے لاویگا جس سے گھر کو آراستہ کریگا اور گھر بھی ہمیشہ لپا پتا کیچڑ پانی وغیرہ
سے صاف ستھرا رہے اور ہر چیز ادنی اعلی کے رکھنے اوٹھانے کے طریقے بھی
بتاتا رہے اور اوسکو ہوشیاری اور حفاظت سے رکھوادے تباہ اور برباد نہونے دے
ایسا نکرے کہ بیجا بیجا چیزیں پڑی رہیں اور پڑے پڑے آخر کو خراب اور
میلی یا شکستہ ہوجاویں اور یہ بھی چاہیے کہ پہننے کے کپڑے وغیرہ رکھنے کا
سلیقہ اور تمیز بھی سکھادے تاکہ اچھی طرح سے صاف ستھرے تہ کیے ہوے گٹھڑی
مین باندہکر صندوق پٹاری وغیرہ میں رکھے گودڑ کی طرح سے نہ ڈالدے کیونکہ
اس طرح ڈال دینے سے کپڑا بے آب اور میلا ہوجاتا ہے اور رنگ وغیرہ بھی خراب
ہوجاتا ہے اور کیسا ہی اچھا اور عمدہ نیا کپڑا ہو وہ پرانا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو
یہ بات ہے کہ پرانے کپڑے کو بھی ایسی خوبی اور احتیاط سے رکھے کہ نیا معلوم ہو
اور سال میں دو ایک بار کپڑوں اور سامان وغیرہ کو بھی کہ جنمیں اندیشہ گلنے اور
کیڑے لگنے کا ہو دھوپ دیدیا کرے خصوصاً بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی چیزوں کو
دھوپ دینا چاہیے تاکہ برساتی بو اور سیل دور ہوجاوے اونی اور ریشمی اور رنگین

کپڑون کو برساتی ہوا سے بھی بچا رہے ریشمی اور اونی کپڑے سے برکت کو
یہ طریقہ ہے کہ اونکی تہون مین نیم کی پتی اور کافور وغیرہ جسے کیڑا نہ لگتا ہو رکھدینے
تاکہ خرابی سے محفوظ رہے غرضکہ ماں باپ کو سب طرح کا تمیز اور سلیقہ خانہ داری
کا اپنی اولاد خاصکر لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضرور ہے اسلیے کہ امور خانہ داری سکے
عورت ہی سے متعلق ہوتے ہین مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہین
اونکو اتنی فرصت کہان کہ گھر کے کامونکا بندوبست کرین علاوہ اسکے جو عورت
پھوہڑ ہوتی ہے وہ خاوند کی نظر مین بھی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اوسکے گھر
مین کسی طرح کی خیر و برکت بھی نہین ہوتی فی الحقیقت پھوہڑپن ایسی بُری چیز
ہے کہ جسکے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہوکے اپنی بے تمیزی کی وجہ
سے ہر طرح کی تکلیف و رانداوٹھاتا ہے اور اپنی گھر کی چیزون کو برباد و تباہ
کرکے حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتھ کا لعل گنگا کے در در مانگے بھیک کا
مصداق بنجاتا ہے خدانخواست اگر میان بھی پھوہڑ ملے تو پھر اندھا پیسے کتے کھائین
کا مضمون سمجھنا چاہیے البتہ میان بی بی مین سے ایک بھی اگر سگھڑ ہوتا ہے تو
گھر کا انتظام بنا رہتا ہے ورنہ اوس گھر کا خدا حافظ سلیقے والا تو تھوڑی سی معاش
مین چین سے بسر کرسکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش مین بھی مشکل سے گذارہ
کرتا ہے ماں باپ بھی اونکی ایذا کی وجہ سے زندگی بھر رنج مین گرفتار رہتے ہین
اسی لیے ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو گھرداری اور لباس و قابلیت کے عمدہ

طریقے سکہاوین تاکہ وہ غریبی اور امیری مین اچہی طرح سے گذران کرین اور
کسی کے محتاج اور قرضدار نہون ورنہ پہوہڑپن سے عمر بہر سوا جہینکنے اور
رونے کے اور کچہہ حاصل نہوگا اکثر لوگ متوسط المعاش اپنے پہوہڑپن اور
بے لیاقتی سے دنیا مین ایذا اور تکلیف اوٹہاتے ہین اور جنکو تمیز اور سلیقہ
خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ تہوڑی سی معاش مین آرام سے بسر کر لیتے
ہین اور وقت پر کسیکے محتاج اور دست نگر نہین ہوتے اور اپنے مان باپ کو
بھی ہمیشہ دعائین دیا کرتی ہین کہ باعث اونکی ترقی درجات کا ہوتا ہے۔

فصل جسم کی صفائی اور آرائش کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جیسے انسان کو گہر کا صاف اور ستہرا رکہنا لازم ہے اسی طرح اپنے
جسم کی صفائی اور آرائش کرنا بہی ضرور ہے کیونکہ جو فائدے گہر کی صفائی مین
ہین اکثر اوسی قسم کے منافع جسم کے پاک صاف رکہنے مین بہی سمجہنا چاہیے پس
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ آٹہوین روز جمعے کے دن ضرور نہایا کرے کیونکہ یہہ دن
مسلمانون کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لیے اس روز مین نہانا سنت ہے مرد کو
چاہیے کہ نہانے سے پہلے خط بنوائے اور ہاتہہ پانون کے ناخن ترشوائے اگر
ضرورت ہو تو ہر جگہہ کو بہی پاک صاف کرلے پہر تمام بدن کا میل کچیل کہیسے وغیرہ
سے ملکر دور کرے اور سر کے بالون کو اول اسبغول وغیرہ کی کہلی یا ریٹہے کے پانی
خواہ مٹی وغیرہ سے خوب ملکر صاف کرلے پہر صابن سے دہو دے بعد اسکے

کوئی خوشبودار چیز تمام بدن پر ملکر دھو ڈالے اور بدست کرکے اول وضو کرے پھر
نہانے کی جگہہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کرکے پانون نہ دھووے
پہلے لوٹے غسل کے ڈال لے پھر کھیس وغیرہ اوڑھکر وہانسے علیحدہ ہوکے پانون
دھووے پھر اپنے سر کے بال اور تمام بدن کو کسی چادر لنگی رومال وغیرہ سے خشک
کرکے اپنے مقدور کے موافق اچھے نفیس صاف ستھرے کپڑے جو شرع شریف کے
بھی خلاف نہون پہنے اور سر کے بالون مین خشک ہوجانے کے بعد خوشبودار تیل
ڈالے اور کنگھی سے سلجھا کر اونکو درست کرلے کپڑون مین خوشبو اور آنکھون مین
سرمہ بھی لگاوے کہ یہ سنت ہے اسی طرح عورتون کو لازم ہے کہ وہ بھی ہر جمعے کو
نہالیا کرین اور جو ترکیب نہانے کی مردون کے واسطے لکھی گئی ہے وہی طریقہ
عورتون کے نہانے کا ہے صرف مردون کو خط بنوانے کی ضرورت ہوتی ہے عورتونکو
اسکی کچھہ حاجت نہین اور جب نہانے سے فارغ ہو تو کپڑے پہنکر اپنے بالون کو
کہلا رکھے تاکہ وہ اچھی طرح سے خشک ہوجاوین اس بال سوکھنے کے زمانے مین اگر
مہندی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتھہ پانون مین لگا کر کہلے بال بیٹھی رہے جب
مہندی کا رنگ رچ جاوے تو اوسکو چھوڑا کر ہاتھہ پانون پر عطر یا خوشبودار تیل ملدے
پھر ایک گھنٹے کے بعد اونکو دھو ڈالے اور جب بال بالکل خشک ہوجاوین تو اونمین تیل
ڈالکر کنگھی سے درست و برابر کرکے چوٹی باندھ لے کیونکہ سب طرح کے سر باندھنے سے
سیدھی چوٹی باندھ لینا بہت آسان ہے اور آئین صفداری اور خوبصورتی بھی بہت

معلوم ہوتی ہے بقول میرحسن کے سولہ سنگار زنین کو سب سے وہ ہے اوتار ۲۰
یہ کہتے ہین چوٹی کا اوسکو سنگار ۲۰ اور زیادہ تکلف سر کے باندہنے مین نکرے جیساکہ
آج کل ہندوستان کے شہرون مین رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کرکے تالو پہ
ایک چوٹی باندہی جاتی ہے اور اوسپر ایک یا آدہے تہان کا لمبا چوڑا روئی بہرا ہوا
موباف لپیٹا جاتا ہے اور اوسکے اندر نواڑ لپیٹتے تو ہمنے بچشم خود دیکہا ہے اور موٹاپے
کے سبب سے اومین پیچ سے زیادہ نہین آتے اور چوٹی مین ایک کہڑکی سی رہتی ہے
اور وہ کہڑکی نہایت ہی بدزیب اور بری معلوم ہوتی ہے اور سوا اسکے زیادہ
بوجہ پڑنے سے بالون کی جڑین بہی کمزور ہوجاتی ہین اور آخر کو بال جہڑ کر تمام سر کی
جلد نظر آنے لگتی ہے اور پیشانی بہی نہایت بدوضع اور بری ہوجاتی ہے اور سونے
مین بہی ایسی بڑی چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ اسطرح
کی چوٹی نہ گوندہا جاوے تاکہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہین اور ببری نکالنے
مین بہی کچہہ خوبصورتی اور وضعداری نہین بلکہ چہرہ اور بدنما ہوجاتا ہے کیونکہ اگر
ببری نکالکر اور اوسکو موڑکر چہوڑدیا جاوے تو تہوڑی دیر مین تمام بال موہنہ پر بکہرجاتے
ہین اور پریشانی کی سی حالت معلوم ہوتی ہے پٹیان جمانے مین بہی بجز بالوں کے چہپانے
کے کوئی خوبی اور خوشنمائی نہین بلکہ خیال کرو تو دو پیر کوسے کے ماتہے پر چپے ہوئے
معلوم ہوتے ہین اور اگر ببری اور زلف نکالکر اونکو کاٹا جاوے تو سوائے ضائع کرنے
بالونکے اور کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری کا فائدہ نہین اور آلیا جوڑا بہی

نہ باندہے جیسے ہندوستانی عورتین باندہتی ہین کہ بعضی تو سنج سی تالو پر ٹہونک لیتے
ہین اور بعضے جوڑے کو کان کی طرف جہکا کر ایک بہوڑا سا گردن پر ڈال لیتے
ہین اور اسمین بہی کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری نہین نکلتی سیدہا
سادہ صاف ستہری وضع بنانا چاہیے بناو سنگار مین بہت تکلف نکرے جو خلقت
اللہ تعالی نے بنائی ہے اوسی کو قائم رکہے کسی طرح کا تغیر تبدل نکرے جیسے اگر کسیکے
بال چہوٹے ہون تو اوروں کے لیکر اپنے سر کے بالون مین جوڑ کے دُمدار کرکے
جیسے لنبا نکرے اور دانتون کو ریت کر چہوٹے اور باریک اور تیز بہی نکرے اور اپنے
بدن کو خوبصورتی کے واسطے نیل وغیرہ سے بہی نہ گدواوے اور زخم دو مرے رنگ
بدن کو دے اور مردانی وضع بہی نہ بناوے کیونکہ ان سب پر حدیث شریف مین
لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ
مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثون کو مردونمین سے اور لعنت کی ان
عورتون کو کہ مشابہ ہوتی ہین ساتہہ مردون کے اور فرمایا کہ نکالدو مخنثون کو اپنے
گہرون سے اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مرد و عورت حرکات و سکنات یا شباہت
وغیرہ مین ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے بخاری و مسلم نے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ

الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے اوس عورت کو جو کہ ملاوے اپنے بال
ساتھ بال اور عورت کے یعنی لنبا کرنیکے لیے اور لعنت کی اوس عورت کو
کہ ملواوے اپنے بالون کے ساتھ اور کے بال اور لعنت کی گودنے والے اور
گودوانے والے کو بخاری ومسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات
للحسن المغیرات خلق اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لعنت ... ینا اسقدر
گودنے والیون اور گدوانے والیون کو اور اون عورتون کو ... ے نبا سے جاوین تو
بال چنواتی ہین اور اون عورتون کو جو کہ اپنے ... بن سکتے ہین کہ کم سے کم پانچ
چھوٹے اور باریک اور تیز کرتے ہین حسن کے ... ے کہ تو ہیلے پائجامے مین ستر خوب
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ یہ سب کام ... ہے کہ ایسے پائجامے مین ایک تو یہ برائی
وہ گناہ کبیرہ مین داخل ہے پس کیا ... ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے
کسی طرح کی خوبصورتی اور وضع ... وہان اوسکی ایسی تنگ اور چپوئی لگائی جاتی ہے
اور خراب کرے اور تمام وا ... معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ پانچے اوٹھا کر
اسکے اور کوئی کام دین او ... کھل جاتی ہین اور نہ اچھنے سے بھی ایسے پانچے
لیے بہت سی باتون کو ختم ... بیر نظر آجاتی ہین اور ہر دوسنے مین تو چار ہون تک
گناہ بے لذت مین مبتلا ... بن کھل جاتی ہین سر اور سینا اور چھاتیان تو ہمیشہ
ی رہتی ہین پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر بالکل نہ ہو

ستھرائی اور طہارت کے ساتھہ بناؤ کر لینا نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی ہر
آٹھوین دن کا نہا لینا ہر روز منجن وغیرہ سے دانت صاف کر لینا بالون کا
کنگھی سے درست اور برابر کر لینا ہاتھہ پانون کو دھول گرد سے ستھرا اور
پاک رکھنا جو تھے یا آٹھوین ن صاف اور ستھرے کپڑون کا بدل لینا صفائی اور
ستھرائی کے لیے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے کپڑے اور تکلف کے
ہار سنگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بھی سیدھی سادی صفائی اور بناؤ
لیے لنبا نکہ رکھوانا نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونون مین ہر طرح کا
بدن کو خوبصورتی کے ساتھ آرام نصیب ہو فقط

وضع لباس کے بیان مین

بدن گو وے اور مردانی
لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابر اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ جسمین بہت
قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دسی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف
من النساء وقال اخرجوھم من بیوتکم پڑا کہ جس سے رنگت یا قطع جسم کی
کر لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں و ستان کی عورتون نے اختیار
عورتون کو کہ مشابہ ہوتی ہین ساتھہ مردون کے اور باریک جالی لاہی وغیرہ
گھرون سے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت سے بھی اونچی رہتی ہے اور
وغیرہ مین ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے ر آگیا بھی ایسی چھوٹی
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ سے بغل تک کھلی رہتی ہے

اور کشمیریوں مین سے چھاتیان صاف نظر آتی ہین اور دوپٹا بھی ایسا باریک
کہ جس سے بدن نظر آوے پانچ ہاتھ کا لنبا اور گز بھر کا چوڑا طرہ یہ ہے
کہ وہ بھی ایسا چھنا ہوا کہ اگر سر ڈھکے تو کوڑے کھلجاوین اور کوڑے چھپاوے
تو سر ننگا رہے اور پاجامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس مین طیار ہوتا ہے
اور چلنے پھرنے مین زمین پر لٹکتا ہوا رہ دیتا خاک دھول اوڑاتا شیطان
کی سی دم پیچھے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے پاجامے مین کسقدر
اسراف ہوتا ہے اگر اس پندرہ گز اطلس مین تنگ پاجامے بنائے جاوین تو
پانچ پاجامے پانچ رنگ کے اوسی قیمت مین بن سکتے ہین کہ کم سے کم پانچ
مہینے تک پہنے جاوین اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈھیلے پاجامے مین ستر خوب
ہوتا ہے تو یہ گمان غلط ہے اس لیے کہ ایسے پاجامے مین ایک تو یہ خرابی
ہے کہ رانون تک گھیر کا اور تنگ ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے
اور پیڑو کی نظر آتی ہے اور رومالی اوسکی ایسی تنگ اور پیوندی لگائی جاتی ہے
کہ پوری ہیئت شرمگاہ کی معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ پائنچے اوٹھا کر
چلنے مین اکثر رانین تک کھل جاتی ہین اور بے اٹھائے بھی پیچھے پائنچے
اوڑتے ہین کہ رانین وغیرہ نظر آجاتی ہین اور دوسرے مین تو چڑھے ہون تک
پائنچے چڑھ کر ساری ٹانگین کھل جاتی ہین سر اور پیٹ اور چھاتیان تو ہمیشہ
ہوا خوری کے لیے کھلی رہتی ہین پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر بالکل نہو

اور اسراف بھی خوب ہو شرع مانع ہے کیونکہ لباس تو خاص ستر چھپانے اور
بدن کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے نہ بے پردگی کے واسطے اور ایسے پہناوے
مین سواے بیحیائی اور بدوضعی اور شہدپن کے کچھ حاصل نہین اور ایسے ہی
لباس والیون کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے جیساکہ
مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ
صلى الله عليه وآله وسلم صنفان من اهل النار لم ارهما قوم معهم سياط
كاذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات
مائلات رؤسهن كاسنمة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها
ان ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہ ہین دوزخیون سے کہ نہین
دیکھا مینے اونکو یعنی بلکہ نہ دیکھونگا ایک اونمین سے وہ ہین کہ اونکے پاس
کوڑے ہونگے مانند دمون گاؤن کے مارینگے یعنی ناحق اونسے لوگونکو مار شہے
اور دوسری قسم وہ عورتین ہین کہ ظاہر مین کپڑے پہنے ہوے ہین اور حقیقت
مین ننگی ہین جھکانے والیان مردون کو اپنی طرف جھکنے والیان مردونکی
طرف سر اونکے مانند کوہان شتران بختی کے ہلتے ہوے داخل نہین ہونگی وے
بہشت مین اور نہین پاوینگے بو اوسکی حال آنکہ بو جنت کی پائی جاتی ہے اتنی اور
اتنی مسافت سے یعنی بہت دور سے مثلا سو برس کی راہ سے مراد مردون سے

پیوبار ہین اور عورتون سے جو فحش مین گرفتار اور وہ عورتین جو ایسا باریک لباس
پہنتی ہین کہ جس سے سارا بدن ننگا نظر آتا ہے یا کچھ کھلا اور کچھ چھپا جیسا کہ
آج کل ہندوستان کی عورتین پہنتی ہین سو یہ لباس حقیقت مین فاحشہ عورتونکا
ہے اس سے سواے رغبت دلانے مردون کے اور کچھ فائدہ نہین بڑی شرم
کی بات ہے کہ اشراف ہوکے اپنی وضع فاحشہ عورتون کی سی بناوین اور
بد وضع عورتون کی چال ڈھال اختیار کرین اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایسا لباس
پہنکر باہر نہین پھرتے اپنے گھر مین بیٹھے رہتے ہین تو یہ بات قابل التفات کے
نہین کیونکہ آخر وہ اس لباس کو پہنکر اپنے باپ بھائی چچا ماموں سسر وغیرہ
کے تو سامنے ہوتی ہین پس کیا انسے چھاتیان پیٹ پیڑو وغیرہ چھپانا منع
نہین بلکہ انسے تو نہایت حیا و شرم کرنا چاہیے نہ یہ کہ انکے سامنے ایسی بیحیا-
ہو جاوین کہ بالکل چھاتیان وغیرہ کھولے پھرین اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ
محرم ہین انسے چندان پردے کی ضرورت نہین ہے تو بھلا بتاؤ تو دیور جیٹھ
نندوئی وغیرہ کے سامنے کیون ایسا ہی لباس پہنے ہوے بے تکلف چلتی
پھرتی ہین اور کسی طرح کا حجاب و شرم نہین کرتین یہ کون سے محرم ہین کہ جنسے
پردہ کیسا ستر بھی نہین چھپایا جاتا ہے اور شرع شریف مین تو عورت کا سارا
بدن بلکہ سر کے بال تک سواے ہتھیلی اور چہرے کے سب ستر مین داخل ہے
اور ستر کو بغیر ضرورت قوی کے سواے خاوند کے اور سب محرمون کو دکھانا منع

لباس ایسا پہننا چاہیے کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی بھی
حفاظت رہے اور اسراف سے خالی اور شرع شریف کے خلاف بھی نہو
جیسے کہ ہمارے یہان کی پوشاک کرتی دیکھو تو پوری آستینون کی اینی بھی
اور گھیردار ہوتی ہے کہ زمین تک اچھی طرح سے چھپ جاتی ہین اور دوپٹا ایسا
لنبا چوڑا ہوتا ہے کہ سر سے گھٹنے تک سارا بدن چھپ جاتا ہے اور پائجامہ
بھی اس قدر تنگ نہین ہوتا ہے کہ اوس سے نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض
کچھ بے ستری کا بھی خیال کیا جاوے تو کرتی اور دوپٹے کی لنبائی اور چوڑائی
ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چھپ جاتا ہے اسی طرح مردون کو بھی چاہیے
کہ ایسا لباس پہنین جو خوب ساتر ہو بہت باریک اور جسمین اسراف اور مخالفت
شرع ہو ہرگز نہ پہنین بہتر تو یہ ہے کہ ہر مسلمان دیندار کو چاہیے کہ ایسی وضع
اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف دونون مین پسندیدہ ہو مثل
مشہور ہے کہ کھاوے من بھاتا اور پہنے جگ بھاتا ماں باپ کو چاہیے کہ ایسا
لباس اپنی اولاد کو پہناوین اور خود بھی نہ پہنین بلکہ جو لڑکیاں اور عورتیں ایسا لباس
پہنتی ہون اونکی صحبت سے بھی اپنی لڑکیون کو بچاوین کیونکہ مثل مشہور ہے کہ
خربوزے کو دیکھ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ اپنے بچون کو
لباس یہود نصاریٰ ہنود وغیرہ کی وضع کا نہ پہناوین کیونکہ شرع شریف مین
سواے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنانی اور اوسکے ساتھ

مشابہت اُن فرقون سے اور اُن سے اوروں کی کوہ ابتہی پیدا امرکسم اور زعفران کا رنگا ہوا ہی ہرگز نہ پہناوین کیونکہ ایسا لباس ہی مردون کو پہننا شرعاً ممنوع ہے ہان عورتون کو۔ بے رنگ اور سرخ رنگ کا لباس جو اونکے حق مین خلاف شرع نہو درست ہے شہاب کا رنگا ہوا یا زعفران کا یا الف یا نیم کا ہو یا سوت وغیرہ کا ہو اس لیے کہ یہ سب لباس زینت اور آرائش کے واسطے ہین اور زینت و آرائش اللہ تعالی نے عورتون ہی کے لیے مقرر فرمائی ہے مگر کنواری لڑکیون کو ایسا لباس کہ جسمین کوئی وضع معشوقانہ اور ادائے محبوبانہ نکلتی ہو ہرگز نہ پہناوین اور لڑکون کو بھی ایسی پوشاک سے بچاوین کیونکہ ایسے لباس کا پہنانا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب وضعون اور لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بھی بچنا ضرور ہے دیکھو قرآن شریف مین فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا یعنی بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنے گھر والون کو دوزخ کی آگ سے پس ایسی وضع بنانا اور اس طرح کا لباس پہننا یا پہنانا جو سبب خرابی دارین اور مخالف شرع شریف اور وضع شرفا کے ہو ہرگز نہ چاہیے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف ہوتا ہے ایسے لباس اور بناؤ سے سوائے شہدپن اور بیحیائی کے کوئی وضع شرفا کی نہین نکلتی پس غور کی جگہہ ہے کہ شریفون کی عورتین اپنی وضع مثل فاحشہ اور بدکار عورتون کے بناوین اور بےحیا عورتون کے لباس اور طریقے کو

اختیار کرین اور مرد بھی اونکی ایسی وضع اور لباس کو پسند کرین اور قسم اپنے آپ کو شریف کہین تباؤ یہ کونسی شرافت ہے اگر انصاف ہے کیونکہ تو شرافت نیک افعال اور اتباع شریعت اور تقوے کا نام ہے اس واسطے کہ شریف اور رذیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہین کوئی نشان اور تمغا شرافت کا کسیکے چہرے پر نہین ہے کہ جس سے شریف اور کمین پہچانا جاوے شرافت تو اچھے طریقون اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے شریف اور کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے پہچانا جاتا ہے اور اُسی وجہ سے دنیا مین آبرو اور عزت پاتا ہے اور آخرت مین بھی اچھے اور نیک افعال کام آئینگے ذات کسی کی نہین پوچھی جائیگی ہندی مثل ہے کہ ذات پات پوچھے ناکوئے ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھا طریقہ اور اچھی وضع جو شرع اور عرف مین پسندیدہ ہو اختیار کرے اور اپنی اولاد اور قرابتی اونکو بھی ہمیشہ اچھی باتون اور عمدہ طریقون کی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت دارین کی حاصل

فصل چاندی سونے وغیرہ کے زیور اور اونکے برتنون کے برتاو کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ سونے کا زیور یا جڑاؤ جسمین سونے کا میل ہو مرد ہرگز نہ پہنا کرے اور ماں باپ بھی اپنے لڑکون کو ایسا زیور نہ پہناوین کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اوسکا ملمع کیا ہو لیکن چاندی کا

پہننا محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے جائز ہے مگر فقہا کے نزدیک
اسمین بھی اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین سوے ماشے
چاندی سے زیادہ پہننا مرد کو درست نہین اور جواہر کا زیور اول تو بغیر سونے
اور چاندی کے بن نہین سکتا دوسرے مردون کو عورتون کی طرح زیور سے
آراستہ رہنا اچھا نہین معلوم ہوتا علاوہ اسکے زیور پہننے مین عورتون
کے ساتھہ مشابہت ہوتی ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع
بنانا شارع کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو
مرد عورت کی قطع اور جو عورت مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے
کی وضع کے ساتھہ مشابہ کرے ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیسا کہ
ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ
الرَّجُلِ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے اوس شخص کو کہ پہنے پہناوہ عورت کا سا اور لعنت کی اوس عورت
کو کہ پہنے پہناوا مرد کا سا سوا اسکے مردون کو زیور کا پہننا بدزیب بھی
معلوم ہوتا ہے ہان دو ایک کنٹھے موتی وغیرہ کے اگر باندہ لیے جاوین یا دو ایک
انگوٹھیان چاندی کی چھنگلیا خواہ اوسکے پاس والی اونگلی مین پہنے جاوین تو
کچھہ مضائقہ نہین لیکن بیچ اور کلمے کی اونگلی مین انگوٹھی چھلا مرد کو پہننا جائز

نہین اسی طرح اگر کبھی سب پیچ چاندی مین جڑا ہوا یا کمربند اور پٹلہ چاندی
کے قاب اور پیچ پرتلہ کا باندھا یا جاوے تو حنفیین کے نزدیک مباح
ہے اور یہ پہننا بھی نہ معلوم ہوگا حقیقت مین مردون کا زیور تو علم و ہنر
بہادری اور سپہگری ہے اور ظاہر کا زیور ہتھیار ہین زیور پہننے کو گھر
کی بیبیان کیا کم ہین جو خود بنفس نفیس ہیجڑے اور زنخون کی طرح زیور
مین لدی پھندی بنیہی رہین اپنے مقدور کے موافق اپنی عورتون ہی کو
زیور کیون نہ پہنا دین کیونکہ اللہ تعالے نے زینت و آرائش عورتون ہی
کے لیے پیدا کی ہے پس جتنا چاہین اون کو زیور پہنا دین لیکن
ایسا زیور کہ جسمین آواز نکلتی ہو جیسے پازیب خلخال وغیرہ ہرگز نہ پہناوین اسلئے
کہ ایسے زیور کا پہننا عورتون کو بھی منع ہے جیسا کہ ابوداؤد نے روایت
کیا ہے عَنِ البُنَانِيِّ اَنَّ مَولَاةً لَهُم ذَهَبَت بِابنَةِ الزُّبَيرِ اِلَى عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ
وَفِي رِجلِهَا اَجرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَعَلَى
آلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيطَانٌ یعنی زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی اونکی زبیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے
پاس لیکر گئی اور اوسکے پاؤن مین گھنگرو تھے حضرت عمر نے اونکو کاٹ ڈالا اور
فرمایا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ہر جرس کے
ساتھ شیطان ہے پس ایسی قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیے باقی جیسا اوسکا

وضع کا چاہیے چاندی اور سونے کا زیور بنواکر عورتون کو پہناوین سوا اسکے تانبے پیتل کانسے وغیرہ کا نہ پہناوین کیونکہ ان چیزون کا زیور عورتونکو بھی پہننا منع ہے لیکن تانبے پیتل وغیرہ کے برتنون مین کھانا پینا درست ہے اور چاندی سونے کے ظروف کا استعمال مین لانا عورت اور مرد دونونکو حرام ہے بلکہ انکے برتن کھانے پینے کے لیے بنوانا بھی گناہ ہے شلا اگر انکے برتن بنواکر صرف مالیت کے طور پر رکھہ چھوڑے اور اونمین کھاے پیئے نہین تو بھی گناہ سے خالی نہین اسلیے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نچاہیے خاصکر وہ برتن جو کھانے پینے کے کام مین آوین جیسے رکابی کٹورا تشتری دیگچی وغیرہ کہ ان سب مین کھایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنواوین مگر محدثین کے نزدیک سوا کھانے پینے کے برتنون کے اور قسم کے چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کا برتاؤ مین رکھنا درست ہے جیسے قلمدان پاندان خاصدان عطردان چنگیر صندوق سلائی کجلوٹی سرمہ دانی چوکی پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علما اسکو بھی خالی کراہت سے نہین کہتے اور خلاف تقوے کے سمجھتے ہین پس میرے نزدیک بھی یہی اولی و انسب ہے کہ جہانتک ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال مین نلاوے کیونکہ جس امر مین اختلاف علما کا ہو اور بغیر اوسکے کسی طرح کا حرج بھی نہو ایسے کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اسکے ایسی چیزونکے برتاؤ مین

کئی طرح کے نقصان ہین ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری
ایسی چیزین اکثر برتاؤ مین نہین آتین صندوقون مین بند پڑی رہتی ہین
اور سوائی اوسکی سنت مین ضائع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ مین
رکھے جاوین تو ہر وقت اوسکی حفاظت اور نگہبانی کی فکر بنی رہتی ہے اسلیے
کہ ایسی چیزون کی چوری اور گم جانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز
مین سراسر نقصان ہو اور فائدہ کچھہ نہو اور مسئلے مین بھی اوسکے اختلاف
ہو اوسکا بنوا کر رکھنا کیا ضرور ہے

باب دہم
فضل علم سکھانے کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے اپنے بچون کو جاہل نرکھین علم
سکھانے مین نہایت کوشش کرین کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات
اور خرابیان دارین کی پیش آتی ہین اسلیے کہ دنیا مین تو ان پڑھ کو اول تو
نوکری ملنا مشکل ہوتا ہے دوسرے اگر بڑے جبّد وجہد سے میسر بھی ہوئی تو
دس پانچ روپے سے زیادہ کی نہین ہوتی اور اس قلیل آمدنی مین بیچ کی چال سے
بھی اوقات بسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی
نہین ہوتا خاصکر بال بچے اور کنبے والے کو تو ایک وقت کا کھانا بھی دقّت
سے نصیب ہوتا ہے پھر تکلیف کی حالتون مین علم کے نفعون اور راحتون کو سوچکر

افسوس کرنا بہی کچہہ فائدہ نہین دیتا تیسرے جو کچہہ مال و اسباب میراث یا ہبہ وغیرہ مین ملجاتا ہے وہ بہی جہالت اور نادانی کے سبب سے مفت مین برباد اور تباہ ہوتا ہے علاوہ اسکے اپنے اور ماں باپ کے نام اور آبرو مین بہی بٹہ لگتا ہے چوتہے اپنے دین و ایمان کی باتون پر بہی کچہہ اطلاع نہین ہوتی کہ جس سے انواع و اقسام کے بدعات اور کبایر بلکہ شرک مین گرفتار ہوتا ہے اور عقبے مین بہی اسی جہالت کے سبب سے بمصداق خسر الدنیا والآخرۃ طرح طرح کے عذاب اور مصیبتون مین مبتلا ہوگا سواے اسکے اولاد کے بے علم رہنے کی ماں باپ سے بہی پرسش ہوگی اسلیے کہ اونکی پرورش اور تربیت مین سعی اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچہی تربیت بغیر علم سکہانے کے حاصل نہین ہوتی اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چہہ برس کا ہووے اور اچہی طرح سے اوسکی زبان کہل جاوے اور صاف صاف باتین کرنے لگے تو اوسکو پڑہنے کے واسطے ضرور بٹہاوین اور اوستاد معمر دیندار خوش خلق پرہیزگار شفیق تعلیم کے طریقون سے واقفکار مقرر کرین تاکہ وہ بچے کو اس طریقے سے پڑہاوے کہ حرف شناسی و ہجے لگانے پر بہت جلد قادر ہوجاوے اور اس طرح دم دلاسے سے بتاوے کہ اوسکا جی بہی نہ گہبراوے اور کسی طرح کی وحشت اوسکے دل پر نہ آنے پاوے اور بلا ضرورت قوی کے مارے بہی نہین کیونکہ بار بار کی مار پیٹ سے بچہ بہونچکا ہوجاتا ہے پہر جو کچہہ اوسکو بتایا جاتا ہے

دہ مار کی دہشت سے اوسکی سمجھ مین نہین آتا بلکہ پہلے کا پڑہا ہوا بہی اوسکے دل سے اوتر جاتا ہے کیونکہ گہرکی اور مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہوجاتی ہے پہر رونے کے سوا کسی بات کا اوسکو خیال دہیان نہین رہتا اور نہ وہ تعلیم اوسکے ذہن نشین ہوتی ہے لہذا ایسا استاد بچے کی تعلیم کے لیے مقرر کرنا چاہیے کہ جہانتک ممکن ہو اوسکو نرمی اور پیار سے پڑہاوے ایسلیے پیار اور محبت کے ساتہہ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہوجاتی ہے اور بہت مار پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈہیٹ بہی ہوجاتا ہے پہر اوسکی حرکت خالی وقت سے نہین ہوتی غرضکہ اوستاد کو چاہیے کہ اوّلاً بچے کو پیار سے سمجہاوے کہ یہ باتین خلاف وضع شرفا کے ہین تم انسے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختے کا بہی اچہی طرح سے دہیان اور خیال رکہو اگر تم ایسے بیہودہ باتین اختیار کروگے اور سبق وغیرہ یاد نہ رکہوگے تو لوگ تمہین نام رکہینگے اور بیوقوف کہینگے اگر اس سے بچہ نمانے اور وہی بیہودہ حرکتین کرے اور پڑہنے مین دل نہ لگاوے تو پہر اوسکو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجہاوے تاکہ بچہ اوستاد کے خوف اور رعب سے اوس کام اور حرکت کو چہوڑ دے اور پڑہے ہوے کو خوب دہیان سے دہراتا رہے تاکہ بہولنے سے محفوظ رہے احیاناً اگر تنبیہ سے بہی نمانے اور اپنی بیہودگی اور مہمل باتون سے باز نہ آئے تو پہر اوسکو مار کے سمجہاوے اور یہ بہی چاہیے کہ یکایک بچے پر بہت محنت پڑہنے کی نہ ڈالے ابتدا

مین تو بدو گنٹے کے لیے صرف ایک گھنٹا پڑہنے کا مقرر رکہے تہوڑے دنون
کے بعد جب بچے کا دل لگجاوے تو دو گھنٹے معین کرے اسی طرح پہر تین گھنٹے
حاصل یہ کہ بچے کی طاقت اور سہار کے موافق اوس سے محنت پڑہنے کی لیا کرے
اور اوقات پڑہنے کے بہی ایسے مقرر کرے کہ جنمین مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے
اور دو تین گھنٹے کی فرصت کہیل کود کے لیے بہی دیدیا کرے کہ اس سے بچے کا
ذہن تیز ہوتا ہے اور طبیعت بہی اوسکی ہشاش بشاش رہتی ہے پہر سبق
مین جی خوب لگتا ہے اور جلد یاد کرلیتا ہے ایسا نکرے کہ سارا دن پڑہاتا رہے
ایک دم کی بہی مہلت نہ دے اس لیے کہ زیادہ محنت لینے مین کئی طرح کے نقصان
ہین ایک یہ کہ تہکن کے سبب سے بچہ پڑہنے سے جی چرانے لگتا ہے دوسرے
کثرت مشقت سے دل و دماغ ضعیف ہوکر آخر کو ذہن و حافظے مین فتور آجاتا ہے
تیسرے ضعف دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے درد سر ہوا کرتا ہے اور شل بیمارونکے
رہتا ہے پہر اوسکا جی لکہنے پڑہنے مین مطلق نہین لگتا اور سبق بالکل یاد نہین
ہوتا بلکہ پچہلا آموختہ بہی بہول جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بہر مین
دو وقت اس طور سے پڑہاوے کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ
سنکر نیا سبق پڑہاوے پہر ایک گھنٹے کی چہٹی دیدے کہ اوسمین بچہ کہانا کہالیوے
اور تہوڑا سا کہیل کود بہی لے تاکہ پڑہنے کی محنت کی تہکن کچہہ کم ہوجاوے اور
طبیعت چاق ہوکے پڑہنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پہر استاد کو

چاہیے کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کراوے اور دوپہر سے دو بجے
تک بچے کو چھٹی کھیل کود کی دیدے تاکہ آمین خوب کھیل کود کے طبیعت اسکی
شاد اور بشاش ہوجاوے پھر دو بجے سے چار بجے تک اوسکو پڑھاوے اور
اس سے زیادہ محنت پڑہنے کی بچے سے نلیوے اور یہی چاہیے کہ ہفتے مین
بار بار چھٹی بچے کو ندے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے کی شام تک چھٹی دینا
کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانون کی عید کا ہے اور سوا اسکے اوس روز
کی چھٹی مین بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سے بھی فارغ ہوجائیگا اسی طرح سال مین
دونون عید دن اور شبرات اور عشرۂ محرم کی چھٹی اس قاعدے سے دینا چاہیے
کہ عید الفطر مین دو روز کی اور عید ضحی مین چار روز کی غرض سے ایام تشریق
تک اور شبرات مین دو روز کی اور عشرۂ محرم مین صرف عاشورے کی اور اگر کوئی
تقریب بچے کے گھر مین ہو تو صرف اوسی روز کی چھٹی دینا چاہیے غرضکہ جہانتک
ممکن ہو بغیر ضرورت قوی مثل بیماری وغیرہ کے کبھی بچے کو زیادہ دنون کی
چھٹی ندے کیونکہ بہت چھٹی دینے سے بچے کا دل پڑہنے سے اوچاٹ ہوجاتا ہے
اور طبیعت کا لگاو بھی علم سے کم ہوجاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت
شدید کے کبھی سبق اور آموختہ اوسکا ناغہ ہونے دے کیونکہ ایک روز کے سبق
موقوف ہونے سے کئی روز تک اوسکا جی پڑہنے مین نہین لگتا ہے اور یہ بھی
چاہیے کہ پڑہتے وقت دوسرے بچے کو اوسکے پاس نہ آنے دے کہ اس سے بھی

بچے کا دہیان پڑہنے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور کہیل کی طرف دل مائل
ہو جاتا ہے غرضکہ جن باتون سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑہنے سے
نفرت کرے وہ باتین مکتب مین کبھی اوسکے روبرو نہونے دے اور یہ بھی چاہیے
کہ پڑہنے کے وقت بچے کے پاس آدمیون کا مجمع بھی نہونے دے صرف ایک
یا دو معمر آدمی اوسکے پاس بیٹھے رہین تاکہ جو کچھہ ضرورت اور کام ہو وہ کر دین اور
بچے کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی رکھین اور ماں باپ یا اور بزرگون کو چاہیے
کہ جب بچے کو پڑہواوین لڑکا ہو یا لڑکی تو اوسکو مرد ہی سے پڑہواوین ایسا
نکرین کہ لڑکی کے لیے عورت مقرر کرین اس واسطے کہ پڑہی ہوئی صالحہ
عورت کا ملنا بہت مشکل ہے اکثر عورتین مکّار اور چالاک ہوتی ہین پڑہانے
کے حیلے سے اکثر شریفون کی لڑکیون کو خراب کرتے ہین سوا اسکے
جتنا علم مرد کو ہوتا ہے عورت کو نہین ہوتا پس جب اپنے بچے کو اچھی طرح سے تعلیم
کرنا چاہین تو عالم ہی سے پڑہواوین تاکہ بچہ اچھی طرح سے علم سیکھے کٹھ ملا سے
ہرگز نہ پڑہواوین اسلیے کہ بزرگون نے کہا ہے نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملا خطرۂ ایمان
پس جہان تک ہو سکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑہواوین تاکہ
دونون جہان کی خوبیان نصیب ہون

فصل علم دینی سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو پڑہنے بٹھاوین تو پہلے قاعدہ بغدادی اوس قاعدے

سے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے پڑہواوین بعد اسکے قرآن شریف ہی شروع کرادین
کیونکہ وہ کلام اللہ کا اور کتاب ایمان کی ہے اوسکی برکت سے سب علم دین اور
دنیا کے جلد حاصل ہوجاتے ہین پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو
قرآن مجید کا سبق دلواوین اور تیسرے پہر کسی مسائل کی کتاب کا کرادیں تا
روزے نماز کے مسئلے بھی معلوم ہوتے رہین جب قرآن شریف ختم کر چکے تو دوسرے
کے زمانے مین ترجمہ مصنفہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ کا پڑہواوین تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجھنا اور دہیان رکہنے سے کلام مجید
کے معانی اور مطالب خوب ذہن نشین ہوکر دین اسلام کی بڑی بڑی باتون
سے آگاہی اور وقفیت حاصل ہو جاوے اور آخرت کی سزا کا خوف اور
نعمتین ملنے کی امید دل مین بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑہنے مین ایک یہ بھی
فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجھنے اور یاد رکہنے سے کلمات کلام الٰہی کے
خوب صحیح یاد ہوجاوینگے بعد اسکے عربی کے قواعد کی کتابین جیسے میزان منشعب
زُبدہ صرف میر نحو میر ماۃ عامل وغیرہ جو صرف و نحو سے متعلق ہین پڑہواوین اور
ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کرادین تاکہ قواعد عربی زبان کے ازبر
ہو جاوین پہ اسکے بعد حدیث کی کتابین پڑہنا چاہیئین تاکہ انسان اپنے دین
و ایمان سے بخوبی آگاہ ہو جاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی سنت اور طریقے کے موافق عمل کرے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح

ست درست ہوجاوین اور راہ سیر تمل کرنے سے نجات دارین اور ترقی درجات
کو انہین نصیب ہو اور حدیث شریف پڑہنے کے بعد تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابین
پڑہواوین حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل کو سب علمون پر مقدم رکہین جب
علم دین بہ وجوہ حاصل ہوجاوے تو علم دنیوی مثل جغرافیہ سیاق انشا وغیرہ کہ
جسکا ذکر فصل آئندہ مین لکہا جاویگا سکہاوین تاکہ بچہ ان علمون سے بہی واقف
ہوجاوے حاصل یہ کہ جہان تک ہوسکے بچون کے علم سکہانے مین کسی طرح
کا قصور نکرین اور لاڑ پیار کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ نہونے دین
کیونکہ جاہل رہنے سے مرد ہو یا عورت دونون کو ہر طرح کا نقصان ہے اور
ضرر مین دونون برابر ہین یعنی جو خرابیان مردون کو بے علمی سے پیش آتی ہین وہی
عورتون کو بہی بلکہ عورتین تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤن مین مبتلا ہوتی
ہین اس لیے کہ انسان کو عقل اور تمیز سلیقہ اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی
دوہی سبب سے حاصل ہوتی ہے یا تو آدمی علم پڑہے کہ اس سے پوری پوری
حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی معلوم کرکے اچہے برے افعال و اعمال کی
جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا یہ
کہ کسی عقلمند رشید اتقی پرہیزگار نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی
خدمت سے فیض یاب ہوکے زمانے کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع
واقسام کا سلیقہ و تجربہ حاصل کرے جیسا کہ مردون کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم

سفر کرنے کے ہر طرح کے لوگون سے ملکر ہزارون باتین سنتے ہین اور
ہر طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہین بخلاف عورتون کے کہ یہ بیچاریان پردے
کی وجہ سے سوا اپنے کنبے اور گھر والون کے کسی اور عقلمند ہوشیار سے
فائدہ حاصل نہین کرسکتین پہر ہوشیاری اور دانائی تمیزداری اور سلیقہ شعاری
کس طرح حاصل ہوا ور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہوکے دارین
کی بہلائیان کیونکر نصیب ہون سی لیے مان باپ کو ضرور ہے کہ لڑکیون کی تعلیم اور
علم سکہانے مین نہایت سعی اور کوشش کرین تاکہ وہ ضروریات دین و دنیا سے
واقف ہوکے اپنے ضروری کامون مین کسی دوسرے کی محتاج نرہین اور جو
بعضے نادان اور احمق خیال کرتے ہین کہ عورتین پڑہنے لکہنے سے شہدی اور
بدکار ہوجاتی ہین انکو پڑہانا لکہانا نچاہیے سو یہ گمان محض بیجا ہے اس واسطے
کہ جن عورتون نے علم حاصل کیا اور لکہنے پڑہنے مین نام پایا اکثر ایسی ہی ہوئین
خوف خدا سے باحیا اور باعصمت رہین اور دنیا مین مردون کے مثل نامور اور
مشہور ہوئین جیسے نورجہان بیگم زیب النسا بیگم ہندوستان کی بادشاہزادیون
مین دیکہو کیسی لکہی پڑہی تہین کہ آج تک انکی تصنیف کی ہوئی کتابین موجود
ہین اور انکی عفت و عصمت بہی زمانے مین مشہور و معروف ہے انکے سوا اور
ملکون مین دیکہو تو کیسی کیسی علم و قابلیت عصمت و عفت والی عورتین گذری
ہین جیسے زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون رشید کی بی بی کہ کیسی علم و فضل والی تہین

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف مین صحابہ کی بیبیان کیسی
عالم متقی دیندار تہین اور بہت سی عورتین ولی ہوئی ہین کہ جنکے حالات و
قصص کی علمانے کتابین تصنیف کی ہین اور اونمین انکے اتقاء پرہیزگاری
اور علم وغیرہ کی کیفیت بخوبی لکھی ہے اگر انصاف سے دیکھو تو بیحیائی اور بدکاری
کچھ علم وجہل پر موقوف نہین بہت سی جاہل عورتین ایسی شہدی کچی بدکار
ہوتی ہین کہ فاحشہ عورتون کو بہی طاق مین بٹھاتی ہین بلکہ میرے نزدیک تو
بیحیائی اور بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت وعفت علم سے کیونکہ
علم کی وجہ سے ہر عمل نیک وبد کی پاداش کا حال معلوم ہوجاتا ہے اور اوسکے
خوف ورجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور ہر نیک کام کی طرف
توجہ اور میل کرتا ہے پس میری راے مین تو جہانتک ممکن ہو عورتون کو ضرور
علم سکہانا چاہیے اگر زیادہ نہوسکے تو اتنا تو ضرور چاہیے کہ قرآن شریف مع
ترجمہ اور اردو کتابین مسائل اور عقائد کی چہپی ہوئی پڑہادین تاکہ وہ اپنے دین و
ایمان کے ضروری احکام مثل نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ سے واقف اور خبردار
ہوجاوین اور عقیدے بہی اونکے درست اور صحیح ہوجاوین کہ جسکے باعث کفر اور
شرک سے بچکر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہین

فصل علم دنیوی سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچون کو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جنکا بیان اچھی طرح سے

اوپر گذر چکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکھانے کے بعد دنیا کا علم بھی ضرور سکھاوین
اور اس امر کا ضرور خیال رکھین کہ بچے کو اوسکی استعداد کے موافق کتابین
پڑھاوین یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑھا ہو تو اول اوسکو الف بائے فارسی یا اردو
اور فارسی کی الف بے ہے اچھی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتھ
پڑھاوین جب حرف بخوبی پہچاننے اور ہجے بغیر بتائے لگانے لگے تو کوئی سی
کتاب اردو کی جسمین چھوٹے چھوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑھاوین اسی طرح
فارسی کی کتابین بھی ابتدا مین سہل سہل مثل کریما مقیمان آمدنامہ وغیرہ کے
پھر اس سے کچھ مشکل کتابین جیسے گلستان بوستان پڑھانا چاہیئین جب
اس سے بچے کو کچھ استعداد آ جاوے پھر اور دقیق کتابین فارسی کی جیسے
انوار سہیلی سکندر نامہ وغیرہ پڑھاوین غرضکہ جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی
جاوے ویسی ہی مشکل کتابین پڑھواتے جاوین لیاقت سے بڑہکر کوئی کتاب
نہ شروع کراوین کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑھایا جاتا ہے استعداد
اوسکی اچھی نہین ہوتی اور علم مین خام رہتا ہے اسلیے پڑھوانے مین ترتیب کا
ضرور لحاظ رکھین اور یہ بھی چاہیے کہ جو کتاب دقیق ہو اوسکا سبق صبح کے
وقت مقرر کرین اور جو سلیس اور سہل ہو اوسکا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت
وحشت کا ہوتا ہے اور بچہ صبح کی محنت کرنے سے آخر وقت تھکا ہوا ہوتا ہے
اور طبیعت بھی اوسکی خوش نہین ہوتی ہیں اوس وقت مشکل کتاب کا پڑھنا اور

سمجھنا دشوار ہوتا ہے بخلاف صبح کے کہ وہ وقت فرصت کا ہے اور بچہ بھی رات
کے آرام پا لینے سے تازہ دم ہوتا ہے پس اوس وقت مشکل کتاب کا سبق
جلد بچے کے ذہن مین آجاتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر روز تھوڑا تھوڑا آموختہ
بچے کو پڑھواتے رہین بلکہ ہر ہفتے مین جمعرات کا دن آموختے کے لیے مقرر کرنا
چاہیے تاکہ پچھلا پڑھا ہوا یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ بھی چاہیے کہ دو وقتا
پڑھنے مین ایک ہی کتاب کا سبق نہ پڑھواوین بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو
پڑھایا جاوے تو دوسری کتاب کا دوسرے وقت اسلیے کہ اس طرح کے پڑھانے
مین کئی فائدے ہین ایک یہ کہ جتنی عمر مین بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑھیگا اوتنی
ہی عمر مین اوسکو دو علم حاصل ہونگے دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گھنٹے مین سبق
یاد ہو جاتا ہے پھر اوس یاد کیے ہوے کی تکرار کرنے سے دل اکتا جاتا ہے پھر اوسمین
مطلق جی نہین لگتا تیسرے یہ کہ مختلف وقتون مین مختلف کتابون کے پڑھنے
مین جی زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب مین نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل
ہونے سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اوسکو یاد بھی جلد کر لیتا ہے سو اسطے
کہ نئے کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اوسکے کرنے مین طبیعت خوب لگتی ہے
چنانچہ مثل مشہور ہے کہ کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے پس
لازم ہے کہ مختلف علمون کی دو کتابین مختلف وقتون مین بچون کو پڑھواوین چاہیے
ایک وقت انشا کی کتاب پڑھواوین تو دوسرے وقت حساب کی اس لیے کہ

حساب کا علم پڑھوانا بھی بچے کو نہایت ضرور ہے اور اس علم سے بہت کام
پڑتا ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑھواوین کہ جو دین و دنیا کے کار آمد ہون
اور اس قسم کی کتابین کہ جنمین جھوٹی جھوٹی حکایتین اور قصے یا مضامین عشق
عاشقی کے مندرج ہون اور اون سے بچے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نظم
ہون یا نثر ہرگز نہ پڑھواوین ہان سچی حکایتون اور قصائد اور ایسے نظم کے پڑھوانیکا
کہ جسمین نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہین بلکہ اس طرح کے نظم کا پڑھوانا اچھا
ہے اسلیے کہ نظم مین اکثر جی لگتا ہے اور بہت نظم پڑھنے سے اچھے شعر کہنے کا سلیقہ
بھی آجاتا ہے اور اسکی مہارت بھی ایک جداگانہ علم ہے پس اسکا سکھا دینا
بھی بہتر ہے اور لڑکیون کو جب تک اونکی شادی نہو جاوے نظم کتابین پڑھنے
کی اجازت نہ دینا اسلیے کہ اسمین ایک قسم کے فساد اور بگاڑ کا خیال ہے مگر
ایسے نظم کو جسمین شرعی مسائل یا عقائد خواہ نصائح وغیرہ کا ذکر ہو پڑھنے کا
مضائقہ نہین لیکن اون کو زیادہ تر علم دنیوی کی کتابین نہ پڑھوانی چاہیین
ہان بعد سکھا دینے ضروری علم دین کے چند کتابین اس قسم کی پڑھا دین کہ جس
وہ خط و کتابت اور گھر کا حساب وغیرہ اردو یا فارسی زبان مین لکھ پڑھ لین تاکہ
اونکو ضرورت کے کامون مین حرج واقع نہو کیونکہ اکثر باتین عورتون کو ایسی
شرم و حیا کی پیش آتی ہین کہ اونکو سوا اپنے خاوند کے ان مین سے کسی خویش و عزیز
کسی ہمسایہ و قریب سے بھی ظاہر نہین کر سکتین اسی طرح خاوند کو بھی کبھی کبھی ایسی باتین

باتون کا اپنی بی بی سے کہنا منظور ہوتا ہے اور اتفاق سے وقت پر میان بی بی
پاس نہین ہوتے پس سواے لکھنے پڑہنے کے اور کسی طرح کام نہین نکل سکتا
ورنہ راز مخفی دوسرون پر بھی آشکارا ہو جاویگا اور عورتون کو علم حساب اور
سیاق کا سکہانا امور خانہ داری کے لیے بہت مفید ہے اس لیے کہ خاص
اون کے یا اونکے خاوند اور باپ بہائی کے مال مین جو بڑی محنت اور مشقت
سے کما کر لاتے ہین کوئی دوسرا شخص فریب دہی کی راہ سے اونکو بیوقوف بنا کر
چوری اور خیانت نہین کر سکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گھر کا حساب کتاب
لکھہ پڑہ کے سمجھہ سکتی ہین اور یہ لکھا ہوا اکثر وقتون مین خوب کام آتا ہے جیسے
بعضے مردون کی عادت ہوتی ہے کہ روپیہ پیسا جو گھر کے خرچ کے لیے دیتے
ہین اوسکا حساب بھی پوچھتے ہین اوس وقت حساب لکھا ہوا بڑے کام آتا ہے
کیونکہ مہینے دو مہینے تک پورے مصارف کا یاد رکھنا مشکل ہے اور اوس کی
بھول چوک مین مرد کو انواع اقسام کے شبہے ہوتے ہین یا دقی اونمین کا یہ ہے
کہ کہین یہ روپیہ پیسا اپنے مان باپ بہائی بہن وغیرہ میکے والون کو تو نہین دیدیا
اور ایسے بیہودہ شبہون سے آپس مین ناحق کا رنج فساد پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ
بڑہتے آخر کو منجر بافتراق و بربادی خان و مان ہوتا ہے اس واسطے مان باپ
کو لازم ہے کہ بعد سکہانے علوم دینیہ ضروریہ کے دنیا کا علم بھی بقدر حاجت
عورتون کو ضرور پڑہاوین کیونکہ لیاقت اور سمجھہ انسان کو دو ہی وجہ سے آتی ہے

ایک اونمین سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد کامل فاضل اجل کی خدمت بابرکت مین
بیٹھکے اکتساب عقل کی باتون اور ہوشیاری و سلیقہ شعاری کا کرین اور یہ طریقہ
بوجہ ضروری ہونے پردے کے ہمارے دین مین ستورات کے حق مین بالکل
مفقود ہے دوسری وجہ علم پڑہنا سوا اوسکو مردون نے لغو اور بیہودہ سمجھ رکھا ہے
پھر کونسی صورت سور تون کی حسن تربیت کی ہے جس سے وہ بیچاریان تمیزدار
اور ہوشیار ہون جیسا کہ فصل سابق مین بیان ہو چکا اور میرے نزدیک بھی
سوائے علم کے اور کوئی شکل عورتون کی تعلیم و تربیت کی نہین ہے غرضکہ
لڑکیون کو بھی علم سے محروم نہ رکھین اور ضروری ضروری علم اون کو پڑہوادین
تاکہ وہ بھی اس نعمت سے محروم نرہین اور علم حاصل کرکے نجات دارین پاوین اور
اپنے علم سے راحت اور نفع اوٹھاکر مان باپ کو دعائے خیر سے یاد کرین فقط

فصل لکھنا سکھانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچون کے لیے پڑہانے کے زمانے مین ایک گھنٹا لکھوانے کا
بھی ضرور اس طور سے مقرر کرین کہ جب وہ اپنا سبق اچھی طرح سمجھکے یاد کرلین
اور اوسکے بار بار دوہرانے سے اون کے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی
اور پریشانی کے معلوم ہون اوس وقت سبق چھڑواکے گھنٹا بھر لکھنے مین
محنت کرادین تاکہ جتنی ماندگی اور تھکن بچے کو پڑہنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ
سب جاتی رہے اور وہ لکھنا اوسکے حق مین باعث تفریح کا ہو سوا اسکے

لکھنا پڑھنا دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کی برابر ضرورت
ہوتی ہے اور بغیر لکھنا جاننے کے نرا پڑھا ہونا کچھہ کام نہیں آتا پس دونوں کو
برابر سیکھنا چاہیے طریقہ لکھانیکا یہ ہے کہ اول حروف مفردہ یعنی الف بے
تختی پر لکھواویں جب وہ حرف فی الجملہ صاف اور کرسی سے درستہ ہو جاویں
تو دوسری تقطیع یعنی بابت لکھواویں اور اوسکے ساتھہ بھی ایسا ہی معاملہ کریں
حاصل یہ کہ کل تقطیعوں کے صاف ہونے کے بعد مرکبات یعنی ابجد اور بیت
قطعات لکھواویں اسکے بعد پھر الف بے سے وصلیوں پر لکھوانا شروع کراویں جب
قطعات کی نوبت پہونچے تو اونکے ساتھہ بچے کا روزمرہ سبق بھی متوسط قلم سے
لکھواتے رہیں کیونکہ اسمیں کئی فائدے ہیں اول تو لکھنے سے سبق خوب ذہن نشین
ہو جاویگا دوسرے عبارت لکھنے سے بھی کچھہ مناسبت ہو جاویگی تیسرے
املا بھی فی الجملہ درست اور صحیح ہو جاویگا پھر جب بچے کو اس طرح کا لکھنا آجاوے
تو مطلب بتا کر مسودہ اردو عبارت کا اوس سے لکھواویں تاکہ مضمون بنانے
میں بھی کچھہ دخل ہو جاوے اسکے بعد اردو عبارت سے فارسی زبان میں مسودہ
بنانا شروع کراویں تاکہ فارسی بنانے کی بھی استعداد ہو جاوے غرضکہ اس طرح
کے لکھوانے سے املا انشا تصنیف وغیرہ کی بھی مہارت ہو جاویگی کیونکہ جتنے کام
ہیں وہ بدون سیکھے نہیں آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑھاتے رہیں اور لکھنا نہ سکھاویں
تو اوسکو لکھنا ہرگز نہ آویگا بڑے بڑے عربی اور فارسی دان ایسا بدخط لکھتے ہیں کہ

جسکا پڑہنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بداملا ہونے کے سبب سے مطلب
بہی اونکی عبارت کا مشکل سے سمجہ مین آتا ہے اور یہ بدخطی وغیرہ بے مہارتی
کی وجہ سے ہوتی ہے انشا املا کی صحت صرف پڑہنے سے نہین ہوتی بلکہ منشی گری
فن دوسرا ہے بغیر لکہنے کی مہارت کے حاصل نہین ہوتا اور ایسا ہی بات چیت کا
حال ہے کہ بدون سیکہے اچہی طرح سے نہین آتی دیکہو بعض علما کتب درسیہ بخوبی
جانتے ہین مگر گفتگو مین دو چار جملے عربی فارسی کے بہی بلا تکلف صحیح موافق محاورے
کے نہین بول سکتے اسی طرح تحریر مین بہی سمجہنا چاہیے کہ بڑی بڑی استعداد والے
ادنی طلبہ کی جو اس فن مین مہارت رکہتے ہین تحریر مین برابری نہین کرسکتے اسیسے
صاف ظاہر ہے کہ پڑہنے کا فائدہ لکہنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے پس
لڑکون کے لکہنا سکہانے مین بہت کوشش کرین مگر لڑکیون کو بہت فارسی وغیرہ
لکہوانے اور منشی گری سکہانے کی ضرورت نہین صرف اتنا لکہوانا کافی ہے کہ جس سے
وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا مان باپ بہائی بہن وغیرہ کو
لکہہ بہیجین اور اونکی مفصل کیفیت خود معلوم کرلین یا اپنے گہر کا حساب کتاب
لکہہ لین اور اپنے جملہ امور خانگی مین کسی کے لکہنے پڑہنے کی محتاج نہین اس لیے کہ
بعض وقت اپنا کوئی پوشیدہ حال سوائے عزیز قریب کے اور کسی پر اظہار کرنا
منظور نہین ہوتا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے
کہنے کی نہین ہوتی اسی طرح خاوند کو بہی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا

منظور ہوتی ہے کہ وہ ماں بہن سے نہیں کہہ سکتا اور اوس وقت اتفاق سے
میاں بی بی پاس نہیں ہوتے ایسے وقت میں لکھنے پڑھنے ہی سے کام نکلتا ہے
اور کسی دوسرے پر گھر کا راز نہیں کھلتا پس عورتوں کو اتنا سکھانا نہایت ضرور
ہے کہ وہ بیچاریاں اپنی خانہ داری کی حاجتوں کے لکھنے پڑھنے میں کسی دوسرے
کی محتاج نرہیں اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہو کر نجات دارین کی پاوین
اور اپنے بزرگوں کو دعاے خیر سے یاد کرین

باب یازدہم

فصل ریاضت کے طریقوں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لیے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات
ہے اسلیے کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت
وتوانائی نعماے الٰہی مین سے ایک بڑی نعمت ہے جیسا کہ بخاری رحمہ نے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ یعنی
تندرستی اور فراغت ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ اون میں ٹوٹا پاتے ہیں یعنی
بے محل صرف کرتے ہیں اور اونکی قدر نہیں جانتے اور اسی صحت وقوت سے
بڑے بڑے سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہیں چنانچہ جنگ میں دشمنان دین ودولت
پر فتحیابی بلکہ تمام امور عظیمہ دنیا وعقبی پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت

حاصل ہوتی ہے اور بغیر اسکے کچھ کہ بیماری نہیں ہوسکتی اسی واسطے علماے دنیا
اور حکماے حکمت آئین نے قوت حاصل کرنے کے لیے ورزش اور ریاضت
کرنیکا ایما کیا ہے اور حکیموں نے فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے
انسان کے تمام رگ پٹھوں کو درست کر دیتی ہے اور جو غذا کھائی جاتی ہے جلد ہضم
ہوکر جزو بدن ہو جاتی ہے اور محنت کے سبب سب فضول بدن کے تحلیل ہوتے
رہتے ہیں اور پارسائی بھی جو رضاے الٰہی کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے کیونکہ
ورزش کے شوقین فسق و فجور کی طرف ہرگز میل نہیں کرتے بلکہ اپنی بی بی سے
بھی کنارہ جوئی کرتے ہیں اور کثر اس شغل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں حکیموں نے
بدن کی قوت اور تیاری کے لیے طرح طرح کی ورزش کے طریقے ایجاد کیے
ہیں دو انمیں سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہیں اس جگہ بیان کیے جاتے ہیں اور
اون کی خوراک اور رسوم وغیرہ کا بھی حال کہا جاتا ہے جاننا چاہیے کہ اول انمیں کا ڈنڈ
ہیں اور یہ کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض قسم میں اوپر کے بدن کو زیادہ قوت
حاصل ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض میں نیچے کے بدن کو زیادہ نفع
پہنچتا ہے اور اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکما اور اطباے کاملین کے نزدیک
مقبول و پسندیدہ ہے یہ ہے کہ اپنے دونون ہاتھوں کو برابر صاف سطح زمین پر مقابل
ایک دوسرے کے رکھے اور اون کے درمیان تین میں یا ساڑھے تین بالشت کا
فصل چھوڑے اور دونون پانون کے بیچ میں بہ نسبت ہاتھوں کے کم فاصلہ یعنی

دو ڈہائی بالشت کا رکہے اور ہاتہہ پانون مین پانچ بالشت کا فصل رکہکے دوڑ
کرنا شروع کرے اور دوڑ کے وقت اسکی احتیاط ضرور چاہیے کہ ہاتہہ پانون
موڑے گردن سرکو کج نکرے جو عضو جس وضع پر ہو اوسکو اپنے حال اور شکل پر رہنے
دے سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کہینچے اور موہنہ بند رکہے اور سانس کو
دیر دیر مین آہستہ آہستہ نتہنون سے باہر نکالی اور موہنہ سے سانس نہ لے اور
دوڑ کے شروع کے زمانے مین بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے سے
کئی طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اگر معدہ خالی ہو تو دوڑ کرنے سے پہلے
کوئی لطیف اور مقوی چیز کہا لے کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے گلے خشک
ہو جاتے اور آنکہون مین گڑہے پڑجاتے ہین جب ورزش شروع کرے تو پہلے
روز پانچ دوڑ سے زیادہ نکرے پہر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑہاتا رہے
اور جتنا متحمل ہو اوتنی گنتی تک پہونچا دے اور قوت کے موافق ایک بار مین جسقدر
دوڑ ہو سکین اوتنے کرکے کہڑا ہو جاوے پہر اپنی سانس کو درست کرے اور بازو
کی مچہلیون کو اچہی طرح سے پہیرے اور مروڑی دے اور سینے کی مشتی کرے جب
دم راست اور گرمی بدن کی دور ہو جاوے تو پہر دوڑ کرنا شروع کرے جب دم
بہر جاوے تو پہر بدستور سابق کہڑا ہو جاوے اور دم کو راست کرکے آرام لیلے
غرضکہ اس طور سے جسقدر دوڑ کرنا منظور ہوون اوس قدر اپنے معمول کے موافق
پورے کرے اور ابتدا سے انتہا تک اونکی گنتی کا دل مین خیال رکہے اور فائدہ

ورزش کرنے مین یہ ہے کہ تمام اعضا کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے
اور دوسری قسم ورزش کی مگدر ہے اس کی دو قسمین مشہور ہین ایک رومالی
دوسرے بغلی اور یہی دو قسمین مگدر کی سب قسمون سے بہتر ہین فائدہ خاص
اس ورزش کا یہ ہے کہ اس سے ہاتھ بازو شانے گردن سینے بغل مین تیاری
اور توانائی آتی ہے اور اس ورزش مین بھی حبس دم کی رعایت ضرور ہے
اور اسکو بھی ڈنڈ کے مثل بتدریج بڑہانا چاہے یکبارگی نہ بڑہاوے رفتہ رفتہ
ہزار دو ہزار ہاتھ تک نوبت پہونچے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے
لیے برسات کی ہے اسلیے کہ موسم کی حرارت نہونے کے سبب سے تحمل ورزش
کی محنت و مشقت کا اچھی طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم مین جو رطوبت زیادہ
پیدا ہوتی ہے وہ بھی ورزش سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی مین تو
حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریاضت کے عادی ہین وہ بھی کم کر دیتے ہین
اس لیے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے سوح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے
مین سردی کی زیادتی سے پسینا جو باعث تیاری کا ہے نہین نکلتا ورزش
کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائین کھانی چاہیین جیسے عمدہ یخنی یا مرغ کا
انڈا اور گلہ بکری کا اور ورزش کرنے کے وقت بھیگے ہوے چنے چابنا نہایت
مفید ہے اور خشک میوہ بھی مثل پستہ بادام فندق چار مغز کشمش وغیرہ کے جو
مقوی اعضا اور بدن کو تیار کرے کھانا چاہیے بعد اسکے گیہون کی روٹی اور

حلوان کا گوشت موافق بھوک کے کھاوے اور ترش چیزون سے احتیاط رکھے
کیونکہ اس سے قوت کو ضعف ہوتا ہے پس ہر انسان کو چاہیے کہ جس طرح ہوسکے
قوت و توانائی حاصل کرے اسلیے کہ زور و قوت ہی پر تمام امورات دین اور
دنیا کے موقوف ہین اور سب کام طاقت ہی سے بنتے ہین اس واسطے ماں باپ
کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور کو پہونچین تو اونکو ورزش کرنے کے طریقے بھی
ضرور سکھا دین تاکہ وہ زور و قوت حاصل کر کے سب کام دین و دنیا کے نہایت
خوش اسلوبی سے درست کر لین اور ہر طرح کے آسائش و آرام اوٹھا کے والدین کو
دعاے خیر سے یاد کرین فقط

فصل شہسواری کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ گھوڑے اور اوسکی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث شریف
مین بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالی نے سورہ والعادیات مین گھوڑون کے
ساتھ قسم کھائی اور چند آیتون مین انہین کے اوصاف ذکر فرمائے ہین اور
حدیث شریف مین بھی وارد ہوئے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُمْنُ الْخَیْلِ
فِی الشُّقْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صاف سرخ رنگ کا گھوڑا
یعنی جسکو سرنگ کہتے ہین بہت مبارک ہوتا ہے اور بخاری و مسلم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اَلْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ گھوڑون کی پیشانیون مین برکت ہے اور سوا اسکے سب عقلا کا اسپر
اتفاق ہے کہ اللہ جل شانہ نے سب جانورون مین گھوڑے کو معزز و ممتاز فرمایا ہے
اور انبیا علیہم السلام اور بادشاہان ذوی الاحترام کا اسکو مرکب شہیر ایا ہے لیے
شرع شریف مین مردون کو گھوڑون پر سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑون سے بہت محبت رکھتے تھے جیسا کہ
نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ یعنی انس
رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتون کے بعد
گھوڑون سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ تھی پس مردون کو اسکی سواری کے قاعدے
سیکھنا نہایت ہی ضرور ہین اسواسطے کہ مردون کے لیے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ
کوئی سواری نہین ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہین
ہے لیکن آدمی اس سواری پر محض بے اختیار ہوتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری
کے کہ اسمین طرح کا اختیار حاصل ہے جدھر باگ کو پھیرا اودھر دوڑا اور ہاتھی
فیلبان کے قابو مین ہوتا ہے سوا اسکے جلدی پھرتی اور تیزی وچالاکی جو گھوڑے
مین ہوتی ہے وہ ہاتھی مین کہان گھوڑے کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام انکے
یہ ہین گام دوگامہ شاہ گام آئینہ راہوار رخجان خوشخرام پس ان سب چالون مین

شاہ گام بہت اچھی رفتار ہے کہ جس سے سوار کو کسی طرح کی تکلیف اور تکان نہین
ہوتی بلکہ نہایت آسائش اور آرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا بہت نادر ہے
بادشاہون اور سردارون کی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھوڑے
کی تین طرح پر مشہور ہے ڈُلکی چیارتاگ پلا یعنی سرپٹ عمدہ انمین سے چیارتگ ہے
کہ اوسمین سوار کو بہ نسبت ڈلکی کے آسائش اور آرام ملتا ہے اور ڈُلکی مین نہایت
زحمت اور تکلیف ہوتی ہے اور پلّے کی دوڑ مین بھی بہت تیزی کے سبب سے
سوار کو نہایت ایذا ہوتی ہے گھوڑے کی سواری کے قاعدون مین دو نکتے
بہت عمدہ ہین اول یہ کہ گھوڑا لگام ہی سے قابو مین رہتا ہے اور لگام باگ سے
بنا ہی ہوتی ہے پس ہر لحظہ دہیان اپنا باگ کی طرف رکھنا چاہیے اور اوسکو
اتنا سست اور ڈہیلا نہ چھوڑ دے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہو جاوے اور نہ ایسا
بہت سخت اور کھینچا رکھے کہ گھوڑا چلنے سے باز رہکر کھڑا ہو جاوے بلکہ باگ کو اعتدال
سے رکھنا چاہیے اور سوار کو یہ بھی ضرور ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونون کانونکے
بیچ مین رکھے اسلیے کہ اس قاعدے کے برتاوے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار
گرنے پڑنے سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑون مین تیتیا مارنیکا عیب ہو تو سوار
کو چاہیے کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کھینچی ہوئی رکھے تاکہ
سر اوسکا اونچا اور بلند رہے اسلیے کہ گھوڑی کا قاعدہ ہے کہ تیتیا مارنے کے
وقت سر نیچے کر لیتا ہے جب سر اوسکا اونچا رہیگا تو وہ ہرگز تیتیا نہ مار سکیگا

اور بعضین الف آنے کا عیب ہو تو سوار کو ضرور ہے کہ الف ہونے کے وقت ذرا
باگ کو بائین طرف جھکا کر تھوڑا سا زور دیوے تو وہ الف ہونے سے باز رہے
اگر الف ہونے کے وقت گھوڑے کے سر گردن مونھہ پر کوڑے مارے تو بھی
اپنے عیب سے باز رہیگا اور بعض گھوڑے کو ٹھوکر کھانے کی عادت ہوتی ہے
پس اگر باگ گھوڑے کی ڈھیلی ہوگی تو ضرور ٹھوکر کھائیگا اور غافل سوار زین
سے گھوڑے کی گردن پر آ رہیگا یا اوپر سے نیچے گر پڑیگا اور جو باگ چست رہیگی
تو ٹھوکر لینے سے باز رہیگا اور جو ٹھوکر بھی کھائیگا تو سوار اور گھوڑے کو کسی طرح کی
ایذا اور تکلیف نہوگی اور دونوں اوسکے صدمے اور آسیب سے امن مین رہینگے
دوسرا نکتہ گھوڑے کی سواری مین یہ ہے کہ زین پر بیٹھنے کے بعد اوسکو اپنی
دونو رانون سے خوب مضبوط پکڑے اور اچھی طرح سے رانون کو گھوڑے کے
دونون کوکھون پر جمائے رہے اور اپنے پانون کے پنجے کو بھی ذرا گھوڑے کے
پیٹ کی طرف مائل اور پانون کا رکاب پر زور رکھے ٹیڑھا اور خمیدہ ہوکر نہ بیٹھے
سیدھا اور تنا ہوا بیٹھے تحت اور سست چلنے کے وقت تھوڑا سا اشارہ اپنی ایڑی کا
گھوڑے کے پیٹ کی جانب کرے اور مارے پیٹے نہین بلکہ ایڑی اور ران کے
اشارے سے اپنا کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن مین کامل اور استاد
ہوتے ہین وہ گھوڑے کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کر لیتے ہین
کہ وہ دوڑنا اور پھرنا اور ٹھہرنا جو کچھ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے

سے بچا لاتا ہے پھر سوار اور گھوڑا دونون ما بیت کی ایذا اور تکلیف سے بچ جاتے ہین غرضکہ گھوڑے کی سواری مین باگ کی رعایت اور ران کی مضبوطی ہر دم ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ گھوڑے کی شرارت اور شوخی سے محفوظ رہے اور اوسکی نشست سے آرام اور فائدہ اوٹھاوے

فصل تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ لکھنے پڑھنے کے بعد مردون کے لیے سب ہنرون مین سے فنونِ سپہگری جیسے تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن ہین فضیلت انکی کتاب عزیز اور سنت مطہرہ سے ہی ثابت ہے جیساکہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے دسوین پارے چوتھے رکوع مین ارشاد فرمایا ہے وَ اَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ یعنی تیار کرو دشمنون کے دفع کے لیے جو تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھنا مفسرین فرماتے ہین کہ مراد قوت سے ہر وہ چیز ہے کہ لڑائی مین دشمن پر قوت دے اور سارے ہتیار اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہین صحیح مسلم وغیرہ مین عقبہ بن عامر کی حدیث مین وارد ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے منبر پر اس آیت شریف کو پڑھا اور فرمایا کہ خبردار ہو بیشک مراد قوت سے

تیر اندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا آپ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیر اندازی کا
فن سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلی ہے
لیکن بعض اوقات نرے علم سے کاربراری نہین ہوتی بلکہ فنون سپہگری کی
حاجت پڑتی ہے انپڑھ عزت دار اور شریف لوگ تمام ہندوستان مین نوکری کو بہتر اور
عمدہ جانتے ہین اور بعض بڑے آدمی بھی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے
ہین علاوہ اسکے اکثر عالم مین جنگ و جدال کا کام پڑتا ہے اس لیے طریقے اور
قواعد اون فنون کے جو لڑائی مین مفید ہون اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضرور
ہین تاکہ حاجت سے پہلے ہی اونکے دل کی دہشت دور ہو جاوے اور جوانمردی
و شجاعت کہ خاص کر مردون کے حق مین بہترین صفات انسانی سے ہے اونکے
دلون مین پیدا ہو اور اللہ جل شانہ بھی اونکو بہادری کے سبب سے دوست رکھے
سوا اسکے طریقے اور قواعد حرب کے سیکھنا دشمنون کے دفع کرنے مین نہایت
مفید ہوتے ہین اسلیے کہ آدمی کیسا ہی بہادر و شجاع ہو جب تک کہ سامان جنگ کا
اوسکے پاس نہو اور قاعدے طریقے حرب کے نہ آتے ہون نری دلیری مردانگی
سے کچھ کام نہین چلتا اگلے زمانے مین تلوار تبر گرز نیزہ و کمند گوپھن خنجر جمدھر تیر وغیرہ
آلات جنگ کے تھے مگر اس زمانے مین بندوق سنگین تمنچے کرچ توپ وغیرہ کا
سارے جہان مین رواج زیادہ ہے اور حقیقت مین دشمن کے دفع کرنے اور اوسکی
ایذا سے امن مین رہنے کے لیے کوئی آلہ حرب کا بندوق اور توپ سے زیادہ بہتر نہین

علاوہ اسکے بندوق لگانا سب فنون سپہگری مین نہایت آسان اور جلد
حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہین کہ اگر چالیس روز بندوق لگانے
کی مشق کیجاوے تو نشانہ ہرگز خطا نکرے پس ہر بہادر آدمی کو چاہیے کہ بندوق
لگانے مین کمال پیدا کرے اور خوب مشاقی بہم پہونچاوے تاکہ ضرورت کے
وقت دشمنون کے ہاتھہ سے نجات پاوے اور اونکی شرارتون اور ضرر رسانی سے
محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمین ہین لیکن انگریزی بندوق کہ بہت مضبوط اور
ہلکی ہوتی ہے سب بندوقون مین نہایت بہتر ہے پرزے اوسکے لائق تعریف
کے ہوتے ہین اسی طرح انگریزی باروت بھی زور اور تیزی مین اور ولایتونکی
باروت پر فوقیت رکھتی ہے قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتدا مین مقدار
سے نصف باروت بغیر گولی اور چھرے کی بندوق مین بھر کر پٹاخے کی ٹوپی
چڑہا کے بچے کے ہاتھہ سے سر کراوین اور اس کو رنجک اوڑانا کہتے ہین جب
اس سے بچے کے دل کی جھجک جاتی رہے تو بندوق مین قاعدے کے موافق
پورا اوزان باروت کا بھر کے گولی ڈالین اور بچے کے ہاتھہ مین دیکے سکھاوین
کہ بندوق کے کُندے کو اپنے دہنے شانے پر رکھے اور زور سے جماکے ایک
آنکھہ بند کرلے اور دوسری آنکھہ سے دیدبان کی راہ سے دیکھے جب مکھی
بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اوس وقت دم روک کے بندوق سر کرے
تاکہ گولی نشانے سے خطا نکرے اس ڈھنگ پر تھوڑے دنون مشق کرنے سے مبلد

قوی ہے کہ انشا اللہ تعالیٰ جلد قدر انداز ہو جاویگا پر نشانہ کبھی خطا نہ کریگا
بخلاف تیر اندازی اور غلیل بازی کے کہ قواعد اس کے بہ نسبت بندوق تفنگ کے
بہت مشکل ہیں بڑی محنت سے یاد ہوتے ہیں اور برسوں کی مشق کے بعد نشانہ
صحیح اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غُلّا بے خطا نشانے پر پہونچتا ہے لیکن لڑکوں کو
اگر اس فن کی بھی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیر کمان بھی
مثل تفنگ کے بہترین سلاح سے ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے
بھی اسکے سیکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح دنیویہ کے سیکھنا اس کا
خالی ثواب سے نہیں اس واسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بھی لڑکوں کی
تعلیم کے لیے اس جگہہ لکھے جاتے ہیں پہلا یہ کہ جب کوئی تیر اندازی سیکھنا چاہے
تو پہلے ایک کمان نرم اور ملائم لیوے چنانچہ مبالغۃً استادوں نے کہا ہے کہ
نو سکھوں کے واسطے کمان ایسی نرم چاہیے کہ اگر اوس پر مکھی بھی بیٹھے تو تحمل
اوس کے بوجھ کی نہ ہو اور ٹیڑھی ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا میں کمان نہایت
نرم ہونا چاہیے اور جس قدر ملائم ہوگی اوتنی ہی نو آموز دن کو اوس کی کشش
زیادہ تر آسان ہوگی دوسرا قاعدہ قبضۂ کمان کی گرفت کے طریقوں میں اور
وہ چار ہیں اول گردشت یعنی گول مٹھی وہ یہ ہے کہ کمان کے قبضے کو بائیں ہاتھ
کی مٹھی میں ایسا مضبوط پکڑیں کہ چاروں انگلیاں ملی رہیں اور انگوٹھا کلمے
کے انگلی پر رکھیں اور شانے سے مٹھی تک ہاتھ کو تیر کے مثل سیدھا رکھیں کہ میں

خم دوسرا چنگل باز دوم یہ ہے کہ زہ انگشت ابہام بیچ کی انگلی اور اوسکے
پاس والی سے قبضے کو پکڑین اور ہتیلی کو قبضے سے علیحدہ رکہین تیسرا بہرام شت
طریقہ اوسکا یہ ہے کہ انہین تین انگلیون سے قبضے کو مضبوط پکڑے ہاتہہ کو
تیر کی طرح سیدہا رکہین لیکن ہاتہہ کے گٹے کو قبضے کے نیچے کی جانب تہوڑا سا
خم دین چوتہا شیر دہان یہ بعینہ بہرام شت کی طرح ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اوس مین
ہاتہہ کا گٹا قدرے نیچے کو جہکا رہتا ہے اور اسکی گرفت مین برابر رہتا ہے تیسرا
قاعدہ کمان کی شست اور سوفار تیر کی گرفت مین بیان اوسکا یہ ہے کہ انگوٹہی
اور کلے کی انگلی کو چست رکہنا چاہیے اسلیے کہ انہین دو انگلیون سے گرفت ہوتی
ہے بیچ کی انگلی اور اوسکے پاس والی چہنگلیا کچہہ کام نہین آتین پس جب ایسا
کباڑہ کہ جسکا بیان اوپر ہوچکا دستیاب ہوجاے تو قبضے کی گرفت کے طریقون
مین سے کہ جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے ایک طریقہ اختیار کرکے اوسکے موافق کباڑے
کو پکڑین اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابہی لکہا گیا ہے شست کو
پکڑکے نہایت درستی اور نرمی سے داہنے کان کی لو تک کہینچین اور پہر آہستہ آہستہ
کمان تک اوسکو لیجائین تاکہ وہ شست اپنی جگہہ پہونچ جاے اور اس شست کے
آمد و رفت کو تیر اندازون کی اصطلاح مین ایک قلابہ کہتے ہین پہلے روز پانچ
قلابے سے زیادہ نہ کہینچین اور ہر روز ایک قلابہ بڑہاتے جاوین جب نوبت یہان تک
پہونچے کہ ایک وقت مین ایک جگہہ بیٹہہ کے سو قلابے کہینچ لین تو پہر پانچ قلابے ہر روز

زیادہ کرتے جاوین جب ہزار قلابے تک کھینچنے لگین تو اوس کباد سے کو دو یگر
دوسرا کباد ہ اوس سے زیادہ سخت لیوین اور اوس کباد ے کی مشق بھی ہزار
قلابے تک بہم پہونچاوین غرضکہ اسی طرح جتنی مشق زیادہ ہو اور قوت دست کی
بڑھتی جاوے ویسے ہی کباد ے ایک دوسرے سے زیادہ سخت بدلتے جاویں
جب کبادہ کھینچنے کی خوب مشق ہو جاوے اور اوسکی کشش کی اچھی طرح سے قوت
آجاوے اور سخت کمان کھینچنے کی نوبت پہونچے اوس وقت خاک تودہ جو مشہور
معروف ہے تیار کرین اور تیر کو بیس چپہ تک اوس پر لگاتے رہین تاکہ خوب
مشق حاصل ہو جاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو شخص مشق کریگا تو
امید قوی ہے کہ فن تیر اندازی مین کامل ہو جاویگا چند نکتے اور قاعدے جو اہل
فن کے استادون سے منقول ہین بچون کے سیکھنے کے لیے اس جگہ لکھے جاتے
مین استادون نے کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اوس سے
بھی کم چاہیے تاکہ تیر لگانے مین عجیب وغریب صنعتیں ظاہر ہوون اور سخت کمان
سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہو گی تیر پریشان جاویگا اور کماندار ہرگز
قدر انداز نہوگا اسی طرح تیر بھی کمان کے مناسب چاہیے اس واسطے کہ اگر ہلکا تیر
سخت کمان مین لگایا جائیگا تو اوسکے ٹوٹنے کا گمان ہے اور جو نرم کمان مین بھاری
تیر لگایا جائیگا تو نشانے تک نہ پہونچ سکیگا اور مدعا حاصل نہوگا پس لازم ہے
کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے موافق سبک و گران

یہی چاہیے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط و مستحکم پکڑین اور گنا ہاتھ کا تیڑہا
نہونے دین کہ یہ بہت بڑا عیب ہے اور کمان کھینچنے کے وقت اس طور سے کہڑے
ہون کہ دہنا پانون بائین پانون سے آٹھہ دس گرہ آگے بڑہا رہے اور داہنے
پانون کو ایسا ترچہا رکھین کہ اگر بائین پانون کی ایڑی سے ایک لکیر کھینچین تو
دہنے پانون کے بیچ مین پہونچے اور اس طریق سے کہڑے ہونے مین یہ فائدہ ہے
کہ دشمن کو آگے پیچھے دہنے بائین ہر طرف تیر مار سکتے ہین اور کمان کے وزن کا
بہی خیال رکہنا چاہیے اس لیے کہ ایک ٹانک سے کم اور پانچ ٹانک سے زیادہ
نہین ہوتی ہے اور ٹانک تیر اندازون کی اصطلاح مین پانچ سیر وزن کو کہتے
ہین اور جس کمان کی شست مین پانچ سیر کا بوجہہ باندہنے کے بعد اسقدر خم ہو
کہ کہینچتے وقت کان کی لو تک شست خم کہا جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانک کی
کہتے ہین اسی طرح پانچ ٹانک کی کمان کو بہی سمجہنا چاہیے اور ہندوستان مین اول
درجے کی عمدہ اور بہتر کمان ملتان گجرات لاہور سرہند کی مشہور ہے بعد اوسکے بارہی
اور فرید آباد کی کمان تحفہ اور نادر ہوتی ہے اوسکے بعد بہار پٹنے حاجی پور کی کمان
بہی اچھی ہوتی ہے اور تیر اندازی کے واسطے غلیل بازی سیکہنا بہی نہایت مفید
ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی کے تیر اندازی کے قواعد سے مشابہ ہین اور
صورت بہی اوسکی کمان کی سی ہوتی ہے اور غلیل ہند کے محاورے مین ایسے بانس
کی کہپاچ کو کہتے ہین کہ سوہن سے تراش کے کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور

اونمین بجاے تیر کے غلہ کہا جاتا ہے اور وہ غلہ گولی اور تیر کی برابر کام کرتا ہے
اور مشاق کامل کا غلہ دو سیر کے لوہے کے توے کو توڑ کے باہر نکلجاتا ہے اور
انسان اور حیوان کے حق مین تیر اور گولی کی طرح کارگر ہوتا ہے پس جو کوئی
غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیے کہ ایسی مشق بہم پہونچاوے کہ اوسکی غلیل کا
غلہ لوہے مین سوراخ کرکے باہر نکل جاوے اور قاعدہ غلیل لگانیکا یہ ہے کہ
کمان کی طرح پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پھر بتدریج سخت غلیل تک
نوبت پہونچاوے اور انتہا اوسکی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف
ہووے اور غلیل بازی مین پکی نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت
آسان ہے اور نرم غلیل کے لیے کمہاروں کی مٹی کا غلہ بنانا چاہیے اور سخت
کے واسطے غلہ بھی سخت چاہیے سخت اور بھاری غلہ بنانیکا یہ طریقہ ہے کہ لوہے
کے میل کو جو لوہاروں کے یہان بہت پڑا رہتا ہے اون وقتے مین خوب
باریک کوٹ کے پیچھان کرکے ایک حصہ یہ اور دو حصے کمہاروں کے یہانکی
مٹی اور تھوڑی سی پرانی روئی اوسمین ملاکے گوند کے پانی مین تین دن تک
نہایت پرگھس سے خوب گوندھین جب سب ایک ذات ہوجاوے تو پھر اوسکے
غلے انداز کے موافق بناکے دہوپ مین خشک کرلین ایسے غلے کامل مشاق
کے ہاتھ سے دشمن کے مغز کی ہڈی بلکہ آہنی توے کو توڑتے ہین غرضکہ غلیل
بھی ہتھیاروں مین کامل ہتھیار ہے اگر پوری پوری مشق ہوجاوے تو بندوق

اور تیر کے مثل کارگر ہو گی اور مسافت مین اون دونوں سے کم ہے لیکن صرف
اسقدر فرق ہے کہ غلہ کامل و مشاق کے ہاتھ سے دو سو قدم سے زیادہ لیف
پہ کارگر نہین ہوتا تیر اور گولی تین چار سو بلکہ پانسو قدم تک دشمن کا کام تمام
کر دیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو فنون
مذکورہ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکھاوین کیونکہ بعد علم اور خوشنویسی
کے یہ فنون بھی بہت عمدہ ہین اور مردون کو اکثر انسے کام پڑتا ہے عزت دار
اور شریف لوگ انہین فنون مین نوکری کرنے کو بہتر اور عمدہ جانتے ہین اور اکثر
آدمی لکھنے پڑھنے کی ملازمت پسند کرتے ہین اس واسطے ایسا مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ لڑکون کو تحصیل علم ہی کے زمانے مین فنون سپہگری کی بھی تعلیم
اور تربیت کرا دین تاکہ بچے اینمین بھی ہوشیار ہو جاوین اور ایسے ہنرون کے
سیکھنے مین ایک فائدہ یہی ہے کہ بچون کا کھیل کود اور ہوا خوری وغیرہ
مفت ہین ان فنون کے سیکھنے کے ضمن مین ہو جاویگی اور تمام دن کی محنت
کی کوفت اور تھکن بھی جاتی رہیگی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بھی حاصل ہو جاویگا
پس کیا اچھی بات ہے کہ ایک کام کے سیکھنے مین اور فائدے بھی حاصل ہون
ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ٭ اور یہی لازم ہے کہ بچون کو فنون
مذکورہ سکھانے کے بعد اور عمدہ عمدہ ہنرون کی تعلیم و تربیت مین مشغول کرین
کہ وہ مثل علوم کے ان فنون اور ہنرون کو بھی سیکھ لین کیونکہ بعض اوقات انسے

علم سے کام نہین نکلتا ہنر کی ہی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لیے اگلے
بادشاہون اور امیرون کا دستور تھا کہ باوجود بادشاہت اور دولت اپنی
کے اپنی اولاد کو سواے علوم وفنون سپگری کے اور شریف ہنرون کی بھی
تعلیم کراتے تھے تاکہ وقت مصیبت کے کام آوین اس واسطے کہ دنیا کی ثروت
ذریع بالی قابل اعتبار و اعتماد کے نہین ہوتی بڑے بڑے امیر کبیر محتاج اور
فقیر ہوجاتے ہین دیکھو ابھی تھوڑے دنون کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی میرٹھ
ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون مین کیسے کیسے گھر دولتمندون کے بالکل
برباد ہوے اور خاندان تیموریہ کی تو یہان تک نوبت پہونچی کہ اونکو بھیک مانگے
بھی نصیب نہین ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی
دروازے پر بھی خوف کے مارے اونکو ٹھہرنے نہین دیتا پہر اور طرح کا
کیسی ادرا ون بیچارون نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غرور مین کسی طرح کا
علم وفن اور ہنر بھی نہین سیکہا کہ جس سے تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری
کرتے اور اسی باعث سے آج تک کہ زمانہ بیس برس کا گذرا اونکو سواے بھیک
کے اور کوئی حیلہ شکم پروری کا نصیب ہوا کہ جس سے آسودگی اور اطمینان
کے ساتھ زندگی بسر کرتے او سواے اس خاندان کے اور سب ہنر اور پیشے
والے لوگ اپنی اپنی تباہی کے بعد ہنرون کی وجہ سے پہر ویسے ہی آسودہ اور
دولتمند ہوگئے حاصل یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کے

جاننے اور خدا کی عنایت و فضل کا شکر بجا لا کر اپنے آرام اور فرصت کے وقت
کو ضائع نہ کرے اور ایسے وقتوں میں کوئی فن اور کسی طرح کا ہنر ضرور سیکھ لے
اور اپنی اولاد و اقارب وغیرہ کو بھی سکھاوے تاکہ اوسکی وجہ سے شکم پروری
اپنی اور اہل و عیال وغیرہ کی متوسط حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھ ہو جاوے
اور کسی سے سوال کی نوبت نہ پہونچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسانمند
بھی نہو اس لیے کہ غیر کا محتاج ہونا شرعاً و عرفاً مذموم ہے سعدی علیہ الرحمۃ
والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است　　رفتن بہ پایمردی ہمسایہ در بہشت

فصل سیف اور بانک اور پٹے بازی وغیرہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ سپہگری کے فنون میں سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور
نہایت پسندیدہ ہے اسکی شرافت کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازے جنت کے تلواروں کے
سایوں کے نیچے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ یعنی ابو بکر کہتے ہیں
کہ میں نے اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے

نیچے ہین پس جسکے سایے مین جنت ہو اوسکی فضیلت کا کیا کہنا اور اوسکی بزرگی
کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی کے سب ہنرون سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر
مبتدیون کے سمجھانے کے لیے چند قاعدے جو اس فن کے اصل اصول
ہین لکھے جاتے ہین اور اس مبارک فن کے اوصاف مین سے ایک یہ ہے کہ
دشمن کے مقابلے مین بہت کام آتا ہے اس فن کے مشاق پر اگر سو اناڑی
آدمی تیغ تبر جمدہر برچھی سان وغیرہ سے حملہ کرین تو اوسپر ہرگز غالب نہین
ہوسکتے بلکہ خدا کی مدد سے وہی سب پر غالب ہوگا لیکن سیف باز تیر گولا گولی
بان وغیرہ سے ناچار ہے کہ یہ سب چیزین دور ہی سے اوسکا کام تمام کرسکتی
ہین اس فن کے چار اصول ہین اول چالاک جسکو ہندی محاورے مین پیترا
کہتے ہین اسکے نوآموز کے لیے بڑا میدان چاہیے جب حریف سامنے آوے
تو اوسکی آنکھ سے اپنی آنکھ ملاے رہے اسلیے کہ آنکھ جھپکانے مین وہ اپنا کام
کر لیگا پیکیت کو لازم ہے کہ ایک جگہ پر نہ ٹھہرے اپنے جسم کو جست چالاک
پھرتی اور پھرت کے ساتھ رکھے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ
بچاکے اپنا وار کرے دوسری درج اسکی کئی قسمین ہین بعض انمین سے بطور
نمونہ لکھی جاتی ہین اول مونتی درج وہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ مین تلوار اور بائین ہاتھ مین
سپر لیکر جست وغیرہ سے حریف کا مقابلہ کرے اور زانوون کو کشادہ وخمیدہ
تلوار و سپر کے دونون ہاتھون کو دو طرفہ لنبا کرے اور تلوار کو کبھی کھڑا اور کبھی

اوسکے قبضے کو چھیدہ رکہے کہ اوسکا سر زمین پر پہونچے اور کبہی قبضے پر
اسی طرح سپر کی گدی کو پہیرتا رہے اور جو طرفہ دیکہتا رہے پہر پینترا بدل کے
دہنے بائین آگے پیچہے جاوے اور جسم کو سمیٹ کر سپر اور تلوار مین چہپا کے حریف
پر چوٹ کرے اور اوسکے وار کو خالی دے بلکہ پینترا بدلکے اوسکی چوٹ کی حد سے
دور ہوجاوے دوسری قسم مروج طریق اوسکا یہ ہے کہ پانون کے پنجونپر
کہڑا ہوکے دونون پانون کو آگے پیچہے برابر زمین پر رکہکے کمر کو ٹہڑا کرے اور
سیف و سپر کے دونون ہاتہون کو سر کے مقابل لنبا کرکے لگاتار حریف پر وار
کرے اور اوسکی چوٹون کو تڑپ کر خالی دے تیسری گاؤ مکہہ مروج بیان اسکا
یہ ہے کہ سیف و سپر کے ہاتہون کو برابر و کشادہ رکہکے گردن کو دشمن کی جانب جہکاوے
اور اون دونون ہاتہون کو حرکت دیکے خصم پر چوٹ مارے اور اوسکے وار کو خالی
دے چوتہی چور واج ڈہنگ اسکا یہ ہے کہ حریف کے مقابل میدان مین اپنے
اختیار سے کبہی قدم آگے اور کبہی پیچہے رکہے اور اپنے سارے جسم کو پست کرکے سیف و
سپر کے دونون ہاتہون کو سینے کی برابر لنبا کرکے پینترا بدلے پہر حریف پر وار
کرکے بجلی کی طرح تڑپ کے اوسکے ضرر سے دور ہوجاوے پانچوین علی مدد واج
یہ واج سب داجہون سے نرالی ہے طرفہ یہ ہے کہ اسکے حرکات و سکنات مین
ہیکت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی ہوجاتی ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ قبلہ رخ
کہڑے ہوکے بائین پانون اس طرح رکہے کہ آڑہی شمال کی جانب اور انگلیان

جنوب کی طرف رہین اور دہنا پانون مغرب کی طرف اس طرح رکھے کہ ایڑی
اوسکے بائین پانون کے ٹخنے کے محاذی رہے اور پیٹھ مشرق کی طرف اور
دونو پانؤن مین دو یا تین گرہ کا فاصلہ ہووے اور داہنے ہاتھ کی جسمین تلوار ہے سینے
کے داہنی طرف بالشت بھر آگے رکھے اور سیدہی ہاتھ کے بازو کو بائین طرف
تہوڑا سا ٹہراکر کے تلوار کو ترچھا ہاتھ مین رکھے اور داہنے پہلو کی طرف سے دشمن
کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہا اور ہاتھ کے گٹے کو ملائم رکھے بائین سے تدرے
پیچ دیوے اور بائین ہاتھ کو جسمین سپر ہے سیدہا لٹکا کر حرکت دیکے کبہی سپر کو
آگے لاوے اور کبہی پیٹھ کے پیچھے لیجاوے اور دونون زانوون کو جہکا رکھے
اور سارے جسم کا بوجھ بائین پانون پر ڈالکے داہنے پانون کو سبک رکھے اور دشمن
کی آنکھ سے آنکھ لڑا کے خوب زور سے اوسپر وار کرے اور بائین پانون کو پیچ
کی طرح بیجا سے خود کنارا رکھے اور داہنے پانون کو نرم رکھے کرتب کے وقت
حریف کے آگے آجاوے پہر اوسکی چوٹ بچانے کو اوسکے بائین پانون کی برابر
آجاوے تیسرا قاعدہ چوٹون کا کہ اوسکو داو کہتے ہین یا اور وہ چہ ہین اول ما تحتہ
یہ ہے کہ داہنی طرف سے دشمن کے گلے پر مارین دوسرا باہر وہ یہ ہے کہ بائین
طرف سے حریف کے گلے اور گردن پر مارین تیسرا ارگ کہ داہنی طرف سے دشمن
کے پانون پر وار کرین چوتھا پالٹ کہ بائین جانب سے دشمن کے کولے سے پانون
تک چوٹ مارین پانچوان سروہ یہ ہے کہ حریف کے سر پر ضرب لگا دین چھٹا

ہول کہ خصم کے سینے یا پیٹ خواہ پیڑو پر سیدہی ضرب لگادین یہ چھ
چوٹین اصل ہین اور شاخین اوسکی بہت ہین استادون نے تینتالیس چوٹین اور
نکالی ہین اور ہر ایک کا نام علحدہ مقرر کیا ہے چوتہا قاعدہ چوٹون کی روک کا
طمانچے کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فورًا دہنے پانون کو
بائین پانون سے ملا کے سپر اور تلوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار
دشمن کا سپر پر پڑے اور بائین پہلو سے حریف کی آنکہہ سے آنکہہ لڑائے رہے
باہرے کی روک کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائین طرف سے باہری کی
چوٹ مارے تو وہ بہی اسی قاعدے سے روکے اور کڑک کی روک یہ ہے کہ
اگر کڑک کی چوٹ مارے پس جب میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تڑپ کر پیچہے
ہٹ جائے او خالی دے ورنہ سیف کو کڑک کے مقابل زمین پر کہڑا کرے اور
اپنے داہنے پانون کو پیچہے ہٹائے تاکہ اوسکا وار تلوار پر پڑے اور پالٹ کی
روک کا طرز کڑک کے مثل ہے اور سر کی روک کا دستور یہ ہے کہ داہنے پانون
کو بائین پانون کی برابر لاکر تلوار کو داہنے کندہے پر رکہکے سپر سر پر لاوے اور کمر
اور دونون زانوون کو خمیدہ رکہے اور دشمن کی آنکہون سے آنکہین لڑا کے اوسکی
چوٹ سپر پر روکے اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلی کی طرف وار کیا ہو تو فورًا
زمین پر بیٹہہ کے تلوار و سپر سے ہول کی چوٹ کو روکے اور جو سینے اور پیٹ پر
دشمن ہول مارے تو بیتراپدل کے دشمن کے پہلو مین بیٹہہ جائے تاکہ اوسکی ہول خالی

جاست غرضکہ اس فن مین چستی اور چالاکی اور ہوش وحواس کا درست رکھنا اور
اعضا کا قوی ہونا اور ہر طرف آنکھ لڑائے رہنا اصل اصول ہے اور مطلب
اس سے یہ ہے کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے
اوسکا کام تمام کرے اور ان چار اصول کے سوا پانچوان قاعدہ تلوار کے قبضے
کی گرفت کا اساتذہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قبضے کی تپلی کو پانچون انگلیان اپنے
پکڑین اور اون کے سرون کو آپس مین ہتیلی سے چپکا رکھین اور انگوٹھے
کو کلمے کی انگلی پر رکھکے اس طرح قوت سے پکڑلین کہ ہرگز اوسکو جنبش نہونے پائے
اسلیے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتھ مین ڈھیلا رہیگا تو ہتیلی پر صدمہ پہونچیگا اور دشمن
کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتھ سے نکل جائیگا اور سب سے پہلے قبضے کی گرفت
کے قاعدے کو سیکھنا چاہیے پھر پیترے اور پیچ اور داو اور روک کے ضوابط
کو استادان فن اور ماہران کہن سے حاصل کرین اگرچہ تھوڑے سے قواعد اس فن
کے یہان بطور اختصار لکھے گئے ہین مگر بے استاد کامل کے مہارت ان فنون
کی محال ہے اور سوا اس فن کے بانک کا فن بھی انسان کو سیکھنا نہایت
ضرور ہے کیونکہ یہ فن بھی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لیے نہایت مفید
اور کارآمد ہے کامل استادون نے چھوٹے ہتیارون کی ضرب سے محفوظ رہنے
کے لیے اس فن کو اختراع کیا ہے جو شخص اس فن مین کمال رکھتا ہے وہ سوا
گولی کے تیر تلوار خنجر نیزے وغیرہ اور ہتیارون کی ضرب کو بکیتی کے ہنر سے بچا

رو دار سکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن کو ہلاک کرکے آپ صحیح سالم رہ سکتا ہے
بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو نتے ہی مسلح دشمن سے نہین ڈرتے اور رومال موزے
جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی صنعتین اور عجیب و غریب ہنر ظاہر کرتے ہین
کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے تمام ہتھیار گر پڑتے ہین پھر وہ تن تنہا سو آدمیون پر
جو اس فن سے محض بیخبر اور ناواقف ہون غالب آتے ہین اصل اصول اس
فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت چستی اور چالاکی اختیار کرے اور بندون کی گرفت
کا کمال بہم پہونچاوے پس اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی ہیکل پہلوان
مثل رستم کے اور اس فن سے محض بیخبر تو بکیت اوسکو پیچ پر چڑہا کے جیسے بلی
چوہے کو پکڑ لیتی ہے گرفتار کرکے اوسپر غالب و فتحمند ہوگا اور اوس کے ہر حربے
سے انشاء اللہ تعالی محفوظ و مصٔون رہیگا آور سیف بازون نے پٹے بازی کے
ہنر کو بھی دشمنون کے حرب و ضرب سے محفوظ رہنے اور اونکے دفع کے لیے ایجاد
کیا ہے سیف بازی بکیتی پٹے بازی کے فنون کو عقلمندون نے ہاتی سے نکالا ہے
یعنی جیسے ہاتی اپنی سونڈہ کو دہنے بائین سر پر پہراتا ہے اسی طرح پٹے باز وغیرہ
بہی اپنے دہنے بائین پٹے وغیرہ کو پہراتے ہین تاکہ دشمن کے قابو مین نہ آجائین
بلکہ خود ہی اوسپر غالب رہین آور پٹے بازی کے فن کا کمال یہ ہے کہ اس ہنر کا
مشاق ہزار جوان کی صف کو جو سیف بانک پٹے بازی کے قاعدون سے بیخبر
اور ناواقف ہون اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی جان بچا کے صحیح سالم نکل جاتا ہے

پس تمہارا کو چاہیے کہ حریف پر غالب ہونے اور اپنی جان کی حفاظت کے
لیے ان فنون میں بھی ضرور مشاق حاصل کریں اور ایسے شریف فنون کے
سیکھنے میں جہاں تک ہو سکے نہایت کشش و کوشش کریں اور اپنی اولاد کو
بھی ضرور ان عمدہ ہنروں کی تعلیم اور تربیت سے محروم نکریں اسلیے کہ یہ تمام
فنون جنگ و حرب کے واسطے نہایت مفید اور کارآمد ہیں اور لڑائی کے وقت
دشمنوں کے ضرر دفع کرنے کے لیے انہیں فنون سے بہت کام نکلتا ہے اور
سپہ گری کے بہت ہنر ہیں چنانچہ مثل مشہور ہے کہ سپاہی کے چھتیس فن پس اگر
سب حاصل نہو سکیں تو ان میں سے اعلی اور بہتر فنون کا سیکھنا تو نہایت ہی
ضرور ہے خود بھی سیکھیں اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بھی
سکھا دیں تاکہ ضرورت کے وقت کام آویں اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے
اپنی اور اپنے اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے

باب دوازدہم
فصل کھانا پکانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ دنیا میں انسان ہو یا حیوان کسیکا کھانے سے چھٹکارا نہیں
اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکیاں سات آٹھ
برس کی ہو جاویں تو پڑھنے سے چھٹی پانے کے بعد اون کو طریقے کھانا پکانے کے
ضرور سکھا دیں اور اون سے سالن اور سیر آدھ سیر کی تیلی روٹی ہاتھ کی ہر روز پکوایا کریں

اور جمعے کے دن چند طرح کا کہانا تکلف کا جیسے پلاؤ کباب کوفتے میٹھے چانول
زردہ مطنجن فیرنی قلیہ قورمہ بریانی بہدانی پوری کچوری پراٹھا سنبوسہ وغیرہ
بھی پکوا لیا کرین اسی طرح مربے مٹھائی چٹنی اچار حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب
بھی لڑکیون کو بتانا اور سکہانا ضرور ہے کیونکہ انمین سے بعض چیزون سے اکثر
اور بعض سے گاہے ماہے کام پڑتا ہے اور مہانداری مین تو اکثر ایسی چیزون کے
پکانے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے کہانے پکانے کی ترکیبین سیکہنا اور
انکا دہیان اور خیال رکہنا ہر بہویٔ کے لیے نہایت ہی ضرور ہے اس واسطے
کہ کہانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسان کو ہوا کرتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ لونڈی باندی ماما وغیرہ میسر نہین ہوتین پس اگر گہر کی بی بی کو کچہہ بھی پکانا
آتا ہوگا تو وہ خود پکا کر اپنا اور بچون اور خاوند کا پیٹ تو بہر دیگی نہین تو سب
بچے اور گہر والے بہوکے رہین گے اور بی بی کا نیلا پن سبھون پر ظاہر ہوگا اور
میان بھی بہوک کی جہنجلاہٹ مین بی بی سے طعن تشنیع کی باتین کریگا اور وہ بھی
بہوک کے غصے مین میان کو سخت جواب دیگی اور آخر کو اس طرح کی باتین باعث
لڑائی اور فساد کا ہونگی اور ناحق کی رنجش آپس مین بڑہتی رہیگی غرضکہ جو عورتین کہانا
پکانا نہین جانتین وہ ہمیشہ تکلیف اور ایذا اوٹہاتی ہین اور تمام عورتین انکو نیلا
سمجھکر اون سے ہنسی اور مذاق کرتی ہین اور جو اچھا پکانا جانتی ہین اون کی اکثر
تعریفین ہوا کرتی ہین اور سب لوگ اونکو سلیقہ شعار کہتے ہین چنانچہ ایسا ہی کہتے

اور حدیث مین آیا ہے کہ جو آدمی پہلی کر کے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے تو
اوس کی ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزین کچھ ایسی عمدہ اور تحفہ نہین کہ لائق
تعریف کے ہون لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے سب لوگ پکانے والے
کی مدح کرتے ہین اور اوسکو سلیقہ شعار جانتے ہین اور چونکہ کھانا پکانا بھی امور
خانہ داری کا ایک جزو اعظم ہے اسلیے سیکھنا اسکا ہر عورت کو بہت ضرور ہے
اگرچہ خدمت کے واسطے لونڈیان باندیان ماما مین کتنی ہی گھر مین موجود ہون
اس واسطے کہ زمانہ ہر آدمی کے ساتھ ہمیشہ موافق اور یکسان نہین رہتا پس
انسان کو چاہیے کہ راحت و آسائش کے زمانے مین محنت و جفاکشی سے جی
نہ چرائے اور خاصکر خانہ داری کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے
کرتا رہے اور احدیون کی طرح اپنے تئین کاہل اور سست نہ بنا دے اسلیے کہ
حدیث شریف مین ایسے شخص کی جس سے کوئی کام دین و دنیا کا نہو سکے مذمت
آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ ابْنَ السَّبْعِيْنَ فِيْ أَهْلِهِ ابْنَ عِشْرِيْنَ فِيْ مِشْيَتِهِ وَمَنْظَرِهِ يعني
بیشک اللہ تعالی بغض رکھتا ہے ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گھر مین تو ستر برس کی عمر
کا ہو اور اپنی چال اور صورت مین بیس برس کا یعنی جو شخص کہ گھر کا کام کاج کرنے
سے کاہل پڑا رہے گویا ستر برس کا بوڑھا ہے اور صورت شکل چال ڈھال
مین بیس برس کے جوان کے مثل ہو تو اللہ تعالی ایسے آدمی کو مبغوض رکھتا ہے

کیونکہ آدمی کا بیکار گھر مین بیٹھنا یا ایسے کام مین مشغول ہونا جسمین دین دنیا کا کوئی
نفع نہو مذموم ہے اور جو شخص کہ کوئی پیشہ یا کھیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے
اللہ تعالی اوسکو دوست رکہتا ہے اوسے چاہتا ہے جیسا کہ حکیم ترمذی و طبرانی
و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ
الْمُحْتَرِفَ بیشک اللہ تعالی دوست رکہتا ہے بندے مومن پیشہ ور کو یعنی جو شخص
کہ طلب معاش مین محنت و مشقت گوارا کرتا ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے ان
دونون حدیثون کو جامع صغیر مین ذکر کیا ہے اور اوسکی شرح مین اونکو ضعیف بتایا ہے
اور کہانا تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت مین بہی اس سے چھٹکارا نہوگا پس کہانا
پکانے کے سب کام کاج سیکہنا ضرور ہین جیسے برتن مانجنا مصالح پیسنا اور
آگ جلانا آٹا گوندہنا روٹی سالن پکانا اور سوا اسکے بعض عمدہ نفیس کہانون کی
ترکیبین بہی سیکہنا چاہیین اور کہانا پکانے مین صرف آنچ اور آب و نمک کا دہیان
رکہنا لازم ہے اسلیے کہ کہانے کا مزہ دار ہونا انہین چیزون کی درستی پر منحصر ہے
جس کہانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور گلتا بہنتا خوب ہے وہی لذیذ ہوتا ہے
اور جسکا آب و نمک درست نہوا اومین کیسا ہی تکلف کرو اور کتنا ہی گہی اور میوہ اور
زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کہانا ہرگز خوش ذائقہ نہو گا اور نہ وہ کسی آدمی
سے کہایا جاویگا اور نہ اوس سے طبیعت سیر ہوگی بلکہ ایسے کہانے سے کہ جسکا آب نمک
ٹہیک نہو چٹنی روٹی جو آب و نمک سے درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت اوسے

کہاکر خوش اور سیر تو ہو جاویگی اور چونکہ کہانا پکانے کی ترکیبون سے اکثر لوگ
واقف ہین اس لیے اوسکے طریقون اور قسمون کا بیان تفصیل سے نہین کہا گیا
علاوہ اسکے اس فن مین بہت سی کتابین لوگون نے تالیف کی ہین اور انواع
اقسام کے کہانے پکانے کی ترکیبین انمین لکہی ہین ہر شخص اون کو دیکہکے اپنے
سلیقے کے موافق پکانا کیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کر سکتا ہے فقط

فصل گنگا اور بیڑہ بنانیکے طریقونمین

جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے شہرون مین پان اور کتاب مالوہ مین گنگا اور پان
کہانے اور خاطرداری مین اوسکو پیشکش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر ساعت بہر
کے لیے بہی کوئی کسی کے یہان جاوے تو پانچ بیڑے یا تہالی بہر گنگے سے
اوسکی تواضع ضروری کرنا پڑیگی نہین تو بدنامی او نام رکہائی ہوگی اور اس ملک
مین تو گنگے پان کی تواضع کی یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ اگر کوئی کسیکے گہر
مہمان آوے تو اوسکی کہانے پینے کی اتنی فکر نہین کی جاتی جس قدر اوس کے
پان گنگے کا خیال رکہا جاتا ہے اس لیے کہ اگر اوسکی اس تواضع مین کسی طرح کا قصور
ہو جاتا ہے تو وہی اس کے مدنیے کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلان شخص کے یہان
گئے تہے کسی نے ایک تل گنگا یا دو پان بہی نہ دیے اور جو کہانے پینے مین کسی طرح
کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بہی اس قدر اوسکی شکایت نہین کرتا اور سوا تواضع
و خاطرداری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لیکر بوڑہے

آپ خود بھی اس قدر پان اور گنگا کہانے کی عادی ہین کہ گہڑی بہر بھی اوس سے
خالی مونہہ نہین رہ سکتے علاوہ اسکے کہانا اسکا خالی کئی فائدون سے نہین
ایک یہ کہ اسکے کہانے سے مونہہ خوب صاف ہوجاتا ہے دوسرے زردہ یعنی
تنباکو پیٹ کے نفخ اور درد وغیرہ کو مفید ہوتا ہے تیسرے مسوڑہون اور دانتونکے
درد کو دور کرتا ہے اور اونکی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے چوتھے مونہہ کی بدبوبہی
اس سے جاتی رہتی ہے پانچوین پان کی دہڑی سے چہرہ بہی خوبصورت
معلوم ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اسکے کہانے مین بہت سے فائدے ہین اس واسطے
ماں باپ کو لازم ہے کہ لڑکیون کو بیڑے اور گنگا بنانے کے طریقے بہی ضرور
سکہاوین تاکہ حاجت کے وقت اسکے بنانے مین دوسرے کے محتاج نہ رہین
ترکیب گنگا بنانے کی یہ ہے کہ چہالیا کتر کے اوسکی دہول اور ردی کو نکال ڈالین
اور سیر بہر عمدہ گول چہالیا کتری ہوئی مین آدہ سیر کتہا دہلا ہوا کہ دہول اور
روڑے سے صاف ہو ملاوین اور پاؤ بہر چکنی ڈلی اور آدہ پاؤ لونگ کتری ہوئی
اور زیادہ کہانے والے پون پاؤ لونگ اور پاؤ بہر چہوٹی الایچی اور چہٹانک
چہٹانک جوز جاوتری ڈالین اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملادین اس قدر
مصالحہ سیر بہر چہالیا کے گنگے کو کافی و وافی ہے اور ایسا گنگا نہایت عمدہ
ہوتا ہے اور جوان چیزون مین سے کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے
کم مصالح ملایا جاوے تو وہ گنگا اچہا نہین ہوتا اور اوسکے کہانے سے زبان اور

کٹ چل جاتے ہین اور زبان پہٹ جاتی ہے اور اگر گنگا مین زیادہ تکلف
کرنا چاہین تو پہلے کتری ہوئی چہالیا کو زعفران اور تخم ترنج بجیر پانی مین رنگ
وہوپ مین سکہالین پہر سب مصالح اوس انداز سے کہ جو اوپر لکہا گیا اوس مین
ملاوین اور اوس سے زیادہ نہ ڈالین نہین تو گنگا خراب ہو جائیگا اور اگر اوس
سے بہی زیادہ تکلف منظور ہو تو اول چہالیا کو کیوڑے مین بسالین پہر زعفران کا
شاک مین رنگ کے سایے مین خشک کرلین جب سوکہہ جاوے تو اوسمین
کیوڑے کا بسایا ہوا کتہا ملا کے وہی سب مصالح اوسی وزن سے ملاوین اور
جو جی چاہے تو سب مصالح کو سونے چاندی کے ورقون مین منڈہ لین اور
اگر تہوڑے سے پتے بہی کتر کے ملاوین تو وہ نہایت ہی تکلف کا ہو جاویگا
اور ترکیب گنگا کہانے کی یہ ہے کہ طلب کے وقت حاجت کے موافق گنگا
لیکیا نداز سے اوسمین چونا ملا کر خوب ملین جب چونا اور گنگا ایک ذات ہو جاوے
تو اوسمین کہانے کا تنباکو جسکو ہمارے یہان زردہ کہتے ہین انداز کے موافق
ملاوین اور اس طرح کے گنگا کہانے سے مونہہ کو کچہہ ایذا اور تکلیف نہین ہوتی ہے
اور جیسے ملا گنگا کہایا جاتا ہے تو اوس سے مونہہ کو تکلیف ہوتی ہے کلا اور زبان
چونے سے کٹ جاتی ہے پہر کہانا کہانے مین نہایت ایذا ہوتی ہے اور ملاہوا
گنگا کہانے مین یہ فائدہ ہے کہ چونا مونہہ کو نہین لگتا اسلیے کہ ملنے سے وہ یکجان
ہو جاتا ہے کہین زیادہ کہین کم نہین رہتا کہ جس سے مونہہ کٹنے کا اندیشہ ہو

اور ادپر سے چونا کہانے مین ہمیشہ مونہہ پہٹنے کا اندیشہ رہتاہے غرضکہ جب گلکا
کہاوے تو ملکر کہاوے بغیر ملے کبھی نہ کہاوے اور گلکا کہانے کا رواج ہمارے
ہی ملک مین ہے ہندوستان کے شہرون کے لوگ اسکا بنانا اور کہانا نہین جانتے
وہان پان ہی کہایا جاتاہے اور بعض اوقات مین گوٹا کہ جسمین بہناہوا دہنیا اور
چہالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کترا اور رنگا ہوا کہوپرا اور چہوٹی الایچی اور پستے بادام
کی ہوائی ملاتے ہین کہایا جاتاہے اگرچہ یہ بہی بجاے خود مزے دار ہوتاہے مگر
جیسا عمدہ گلکا ہمارے ملک مین طیار ہوتاہے ویسا شاید کہین نہ بنتا ہوا اور نہ
ہمارے ملک کا ساخوش ذائقہ پان کہین کہایا جاتاہے اسلیے کہ ہندوستان
کے شہرون مین اگرچہ گلوری بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے لیکن پہر بہی
ہمارے یہان کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ نہین ہوتے اور اسکے سوا اوسکے
بنانے مین محنت بہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول سفید کتھا تلاش کرکے پانی مین
بہلوکر کئی بار بکٹہاپن دور کرنے کے لیے اوسکے پانی کو بدلنا پہر پکاکے اور
پہر چہان کرکے گاڑہا گاڑہا صافی مین پہیلاکے کنڈے کی راکہہ پر بچہاکر متعدد
دفعون مین بکٹہاپن دور کرنے اور رنگ کاٹنے کے لیے پانی چہڑکنا تاکہ وہ کتھا
گلوری مین لگانے کے قابل ہوجاوے خالی دشواری سے نہین دوسرے
گیلے کتھے کے بیڑے مین یہی دقت ہے کہ ہر وقت آرام دان یا ندان پٹاری
وغیرہ ساتھ رکہنا پڑتاہے کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بنا کر خاصدان وغیرہ مین

رکہہ لیے جاوین تو کتھا بہ کر تمام پانون کو بدشکل اور خراب کر دیتا ہے اور
ڈلی کے بہیگ جانے سے پان کا مزا بہی برا ہو جاتا ہے سوا اسکے ایسے
پان کی پیک بہی نہایت رقیق اور پچپچی ہوتی ہے غرضکہ گیلے کتھے کا پان با وجود
زیادتی مشقت کے بدمزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے یہان کے بیڑے کے کہ وہ
نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اسکے محنت بہی اوسکے بنانے مین کم پڑتی
ہے اس واسطے کہ کتھا بہگونے اور بار بار اوسکے پانی بدلنے اور پکا کر رکہہ کر
ڈالنے وغیرہ کی کچہہ وقت اور ضرورت نہین ہوتی اور نہ ہر وقت پاندان پٹاری
کے بوجہہ اوٹہانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لیے کہ بہت سے بیڑے ہلکی چہالی
مین لپیٹ کے اگر خاصدان مین رکہہ لیے جاوین تو دن بہر کو کافی ہون گے اور
خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دوسرے روز بہی کہانے جاوینگا
تو اوسکے ذائقے مین کسی طرح کا تغیر متمیز نہوگا ترکیب بیڑا بنانے کی یہ ہے کہ پہلے
عمدہ اور اچہی ذات کے پان جیسے بہلوا دولا گنگیری ڈہونڈہوا کر منگواوین کرنج
اور کپوری کہ بری قسم کے ہوتے ہین ہرگز نہ لیوین پہر اون کو ٹہنڈے پانی مین
دہو کر کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچہہ ڈالین تاکہ مٹی اور کرکراہٹ وغیرہ سب
دور ہو جاوے اور جہان کہین سڑے گلے ہون اوسکو اور اونکے کنارون کو
قینچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کرلین پہر جتنے پانون کا بیڑا بنانا منظور ہو اونکو
اس ترکیب سے جوڑ کر بنالین کہ اول دو پان اوسلٹے رکہین پہر سب پان رکہنے

منظور ہون اونپر سیدہی رنگت کے ادبرک کے پان پر چونا اس انداز سے لگا دین کہ جگہ برابر ہو کہین کم اور کہین زیادہ نہو اور چونے مین رواو غیرہ بہی نہو کیونکہ اس سے بہی مونہہ پہٹ جاتا ہے پہر اوسپر سوکہا باریک پیسا ہوا کتہا بُربُر کے پان کو صافی وغیرہ ترکپڑے پر اولٹ دین تا کہ کتھا اوسکی تری سے سیل کر پان پر خوب جمجاے پہر جب وہ بہیگ جاوے تو پان کو اولٹ کے اوسکے چونے کو دیکہین اگر سفیدی چونے کی معلوم ہو تو پہر دوسری بار ویسا ہی کتھا چہڑک کے اوسکو جمنے کے لیے ترکپڑے پر اولٹ دین جب وہ جم جاوے اور رنگت اوسکی سنہری سیاہی مارنے لگے تو اوسمین چہالیا الائچی بادام زردہ وغیرہ ڈالکر بطریقۂ معروف اوسکو موڑلین اور لونگ لگا کر قینچی سے کترا اور صاف کر کے کسی صافی مین لپیٹکر خاصدان وغیرہ مین رکہدین اس طرح کے بنے ہوے بیڑون مین ایک یہ بہی عمدگی ہے کہ دو ایک روز تک چندان متغیر نہین ہوتے اور گیلے کتھے کے تازے بیڑون سے زیادہ خوش رنگ اور خوش ذائقہ ہوتے ہین

فصل سینا سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مان نانی دادی قرابت والی عورتون کو لازم ہے کہ لڑکیان جب پڑہنے سے فراغت پاوین تو اونکو سواے پکانا سکہانے کے دو ایک گنڈے سینے کے اقسام جیسے بیچی لڑہیاون اور بانجیا وغیرہ بہی ضرور سکہاوین تا کہ حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نرہین اور ابتدا مین کوئی پرانا موٹا کپڑا دیکر بیچی

بھرنا بتادین اور جب تک ان مین ہاتھ صاف نہو اور دھڑکا اور ڈر دور نہو اسکو
سلواتے رہین جب فی الجملہ سیون تیلیچی کی صاف اور سیدھی آنے لگے تو پہلے
سیدھے سادے کپڑے جیسے ستنی دستہ بقچہ تھیلی وغیرہ سلوادین جب انکا
ہاتھ خوب صاف ہو جاوے تو بچیا اور نالہ ہیادن وغیرہ کے بتانے مین
محنت اور کوشش کرین جب اس قسم کے سینے مین فی الجملہ ہاتھ درست ہو جاوے
تو پھر اینچ پینچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش ہتو اتلیدانی جھولنا ٹوپی وغیرہ سلوادین
پھر اوسکے جھول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیان
بتادین جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگین تو خود اون لڑکیان اور
چھوٹے بچون کے کپڑے مثل کرتے پائجامے اوڑھنی وغیرہ کے اونسے سلوادین
اسکے بعد شوقی انگرکھا انگیا وغیرہ مشکل کپڑے سلوادین غرضکہ طرح طرح کے کپڑے
سینے کے طریقے بتادین اور انکی قطع و برید کے قاعدے بھی ضرور سکھادین
اسلیے کہ سیلے اسی سے کام پڑتا ہے اور بنسبت سینے کے مشکل بھی ہے اسکے
سوا جس کپڑے کی قطع و برید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول اور خوشنما ہوتا ہے اور
اوسکا پہننے والا بھی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے جو شخص
قطع و برید کے ضوابط اور باریکیون سے بخوبی واقف ہوگا خدا چاہے تو اوسکا
کوئی کپڑا خراب نہوگا اور نہ اوسکے کپڑے کے ٹکڑے پارچے بیکار اور چھوٹے بڑے جاینگے
اس واسطے ہر انسان خاصکر عورتون کو لازم ہے کہ ہر طرح کے لباس خصوصا

اپنے اور بچون کے کپڑون کا قطع کرنا ضرور سیکھین تاکہ حاجت کے وقت دوسرونکی منت نہ کرنی پڑے دیکہو اکثر بیوقوف عورتین اپنے کپڑے قطع کرانے کے لیے دوسرون کے پاس لیے پہرتی ہین اور اونکی کیسی کیسی خوشامد اور سماجت کرتے ہین علاوہ اسکے اپنے آپ کو خیلا اور احمق کہلواتی ہین عقلمند اور سلیقے وا عورتین ہنسی اور مذاق کی راہ سے اونکو مسخرہ بناتی ہین پس اگر تہوڑا سا بہی خیال کر کے کپڑون کا قطع کرنا سیکہہ لین تو کاہیکو کسی کی خوشامد درآمد کی نوبت پہونچے اور کیون خیلا اور احمق کہلاوین اور قطع کرنا کچہہ ایسا مشکل کام نہین کہ سیکہنے کے بعد بہی نہ آوے بلکہ تہوڑی سے غور و فکر سے بخوبی آسکتا ہے البتہ مردانے کپڑون مین توانگرکہے اور زنانے کپڑون مین انگلیا کی قطع دشوار ہے مگر یہ بہی چندان مشکل نہین ذرا سا دہیان رکہنے سے سب طرح کے کپڑون کا بیوتنا آجاتا ہے پہر لوگ اوسکو تمیزدار اور سلیقہ شعار جانتے ہین اور جب لڑکیان ہر طرح کے کپڑون کا بیوتنا اور سینا پرونا سیکہہ جاوین تو اوس وقت گوٹے کا کام بہی جیسے انگوچکی لہر گوکہرو چنپا کلی وغیرہ سکہاوین کیونکہ ہندوستان مین اسکے پہننے کا بہت رواج ہے اور جب اس کام سے بہی خوب واقف ہوجاوین تو اونکو اونی اور ریشمی سلیدے اور بنت وغیرہ بنانے کا کام بہی سکہاوین کیونکہ اسکے سیکہنے مین بہی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ اس طرح کے کام مین بہت جی لگتا ہے اور طبیعت خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیاوی رنج والم اس دہندے سے بہل جاتے ہین

دوسرے یہ کہ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ گھر مین خالی بیٹھی ہوئی لوگونکے گھر کے
اچھے بُرے ذکر کیا کرتی ہین اور ناحق گناہ مین گرفتار ہوکر اپنی تھوڑی بہت
نیکیون کو ضائع اور برباد کرتی ہین اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیون کا اجر
اور ثواب کھوتی ہین غور سے دیکھو تو یہ سب بُری باتین بیکار بیٹھے رہنے سے
ہوتی ہین اور جو نیک بیبیان کہ فرائض و نوافل اور گھر کے ضروری کام کاج
سے فارغ ہو کے اپنی فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنرون مین صرف کرتی ہین لوگون
کی غیبت اور برائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہین تیسرے جو عورتین کہ ایسے
کامون سے واقف ہوتی ہین خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہین رہتین
بلکہ ہمیشہ نہایت فراغبالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہین چوتھے اونکے خاوند بھی
انہین ہنرون کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہین اور باہم اتفاق و محبت بھی خوب
ہوتا ہے اور کبھی جھگڑا اور فساد کہ جو شرعاً و عرفاً مذموم ہے واقع نہین ہوتا اس لیے
عورتون کو لازم ہے کہ جب گھر کے ضروری کامون سے فارغ ہون تو پڑھنے
لکھنے سینے وغیرہ کے دھندون مین لگی رہین کیونکہ پڑھنے لکھنے کے بعد سینے سے
بہتر کوئی شغل نہین اس واسطے کہ سینے پرونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ
انسان اپنے گھر مین امیرون کی طرح مسند تکیہ لگائے بیٹھا رہتا ہے علاوہ اس کے
اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال بھی اچھی طرح سے آبرو کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے اور
اکل حلال کا حاصل کرنا کچھ غریب ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ امیرون کو بھی ہاتھ کی کمائی

مزدوری سے معاش پیدا کر کے کہانا چاہیے دیکہو بڑے بڑے بادشاہ جو متقی
اور پرہیزگار تہے وہ اپنے ہاتہہ ہی کے کسب سے کہانے پینے کا صرف اوٹہاتے تہے
چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تہے اپنے ہاتہہ سے ٹوپی وغیرہ سیکر
اوسکی اجرت سے اپنا کہانا پینا کرتے تہے اور اونکے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے
عالم اور متشرع تہے اپنے ہاتہہ سے قرآن شریف لکہکر اوسکی اجرت سے اوقات
بسر کرتے تہے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم
اور صلحای امت رحمہم اللہ بہی ریاضت اور کسب سے اپنی گذر اوقات کرتے
تہے چنانچہ حضرت داود علیہ السلام زرہ بناتے تہے اور حضرت ادریس علیہ السلام
خیاطی اور کتابت کا پیشہ کرتے تہے اور حضرت موسی علیہ السلام بکریان چراتے
تہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے ننہیال مین نجاری کا پیشہ ہوا کرتا تہا اسی طرح
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تہے غرضکہ انسان
کسی طرح کے کسب اور پیشے کو جو شرعاً ممنوع اور معیوب نہو برا اور حقیر نہ سمجہے بلکہ
اوسکے حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے اور میرے نزدیک خاصکر
عورتون کے لیے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سینے کے ہنر سے بڑہکر نہین ہے
پس نادان احدی ہوہڑ عورتون کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکہکر کیا
کرینگے جو اللہ ہمکو آٹہہ دس آنے کپڑا خریدنے کو دیگا وہ دو چار پیسے سلائی کے
بہی دیدیگا مزدوری کرنے سے کیا حاصل خیال کر کے ایسے اچہے ہنر کے سیکہنے مین

ہرگز دریغ نکرین بلکہ ہمیشہ اپنے اوقات عزیز کو علم و ہنر کے سیکھنے مین صرف
کرتی رہین اور اپنی اولاد کو بھی علم و ہنر سکھاتے رہین تاکہ دونونکو نعمتین دونو جہان
کی نصیب ہون

فصل کپڑے رنگنے کی ترکیبون مین

جاننا چاہیے کہ شرع سے عورتون کے حق مین رنگین لباس پہننے کا جواز بالکل
نکلتا ہے اور اکثر ان کو رنگین لباس پہننے کا ذوق شوق بھی ہوتا ہے اس واسطے
مان یا نانی دادی وغیرہ کو چاہیے کہ جس طرح لڑکیون کو سب گھر کے کام کاج
سکھاتے ہین اسی طرح کپڑے رنگنے کی ترکیبین بھی ضرور انکو بتادین اسلیے کہ
عورتون کو اس سے بہت کام پڑتا ہے اور اکثر اوقات اسکی حاجت ہوتی ہے اور
مزدوری و کیر رنگانے مین مفت کا نقصان ہے پس اگر خود انکو رنگنا آتا ہو اور گھر
مین اپنے کپڑے رنگ لیا کرین اور یہ دام جو بازار کی رنگائی مین صرف ہوتے ہین
کسی اور گھر کی ضرورت کے وقت کام آجاوین تو کیا اچھی بات ہے سوا اسکے
جو عورتین طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہین جیسے سرخ عنابی
نارنجی گلابی پیازی شنجرفی فالسائی اودا نافرمانی بادامی کپاسی کافوری
کاسنی خشخاشی دھانی سردئی انگوری آبی آسمانی سنہری پیلی دہی آتشی گلشفتالو عنابی
پستئی کاکریزی شبنمی طاؤسی شربتی صندلی اگرئی وغیرہ اور ان رنگون کی ترکیبون
اور طریقون سے خوب واقف ہین وہ عورتین سلیقہ شعار تمیزدار کہلاتی ہین اور گھر گھر

اون کی تعریف ہوتی ہے علاوہ اس کے رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور
اونکی کنہون سے خبردار ہو کے کمال حاصل کرنا یہ بھی بجاے خود ایک ہنر ہے
اور ہر فن مین جو شرعًا و عرفًا مذموم نہو مہارت پیدا کرنا خالی نفع سے نہین اگر گھر
کے ضروری کامون سے اتنی فرصت نہ ملی کہ اس فن مین کمال پیدا ہو تو اتنا
ضرور چاہیے کہ تہوڑی سی بکار آمد ترکیبین رنگ نکال لینے اور ایک رنگ سے
دوسرا رنگ بنانے اور اون کے مرکب کرنے کی سیکہ لین اور یہ بھی معلوم کرلین
کہ کس چیز کے رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا ہے اور کن رنگون کو
باہم ملانے سے کیا رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزون کا رنگ کپڑا رنگنے مین کام
آتا ہے اور کس چیز کے ملانے سے رنگ مین صفائی اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے
پس جتنی ترکیبین اور رنگنے کے طریقے اور اونکی باریکیان مجہے یاد ہین اونمین سے بقدر
ضرورت کے عورتون کے سیکہنے کے لیے یہان لکہے جاتے ہین جاننا چاہیے کہ
پہلی وہ چیزین بیان کیجاتی ہین کہ اونکے رنگ رنگنے مین کام آتے اور اونمین
کپڑے رنگے جاتے ہین تفصیل اونکی یہ ہے کسم ہلدی نیل زعفران ٹیسو تن ہارسنگار
ان سب چیزون مین سے اکثر ایسی ہین کہ اونمین ترشی دینا ضرور ہے اس لیے کہ
اونکے رنگ بغیر ترشی ملائے اچہے و صاف نہین ہوتے چنانچہ کسم اور ہلدی کا رنگ
خالص ہو یا دوسرے کے ساتہ ملایا جاوے بغیر ترشی دیے اچہا نہین ہوتا اور رنگ
مین آب و تاب خوب نہین آتی اور ترشی لیمون کی ہو یا امچور خواہ املی کے سب سے

رنگت مین صفائی آتی ہے اور رنگ کھلتا ہے لیکن لیمون کی ترشی سے رنگ
نہایت صاف اور باآب وتاب ہوتا ہے بخلاف املی وغیرہ کے کہ اسکی ترشی
دینے سے ویسی صفائی اور آب وتاب نہین آتی علاوہ اسکے ایسی ترشی سے
رنگ مین تھوڑی سی سیاہی اور کچھ ملگجاہٹ بھی آجاتی ہے اور لیمون دینے
سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے زعفران تن ٹیسو نیل ہارسنگار کے رنگون مین
ترشی دینے کی کچھ ضرورت نہین اور ترکیبان سب چیزون کے رنگ نکالنے
کی یہ ہے کہ ٹیسو تن ہارسنگار ان تینون کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے
لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیسو اور ہارسنگار کے فقط پھول جوش دیے جاتے ہین اور
تن کے پھولون کو ملکر اوسکے بیجون کو جوش دیتے ہین اور زعفران کے جوش
دینے کی حاجت نہین فقط رات کو پانی مین بھگو دینا کافی ہے صبح کو اوسکا رنگ
خود بخود نکل آتا ہے نیل اور ہلدی سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہین
صرف اون کو پیسکر پانی مین بھگو دینا کافی ہے لیکن نیل کو خوب پیسنا چاہیے اسلیے
کہ موٹا ذرا نیل چھاننے کے بعد بھی لائق رنگنے کے نہین ہوتا کیونکہ صافی مین سے
اوس کے روے نکل آتے ہین پھر اوسمین رنگنے سے کپڑے مین ایسے دھبے پڑجاتے
ہین کہ دور ہونا اونکا مشکل ہوتا ہے اس واسطے نیل کی پسائی گھٹائی مین بہت مبالغہ
کرنا چاہیے اور کسم کے رنگ نکالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اول اوسکو کوٹ کے چھانی
کے کپڑے مین رکھکر اوس کپڑے کے چارون سرون کو جھولی کی طرح لٹکن سے باندھ کر مین

پہر اوسمین پانی ڈالتے رہین تاکہ اوسکی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضائع
نکرین کسی برتن مین حفاظت سے رہنے دین اسلیے کہ یہ بہی کئی رنگون مین کام آتا ہے
جب اوس کی زردی جسے پیلاک بہی کہتے ہین نکل چکے تو پہر پانی ڈالکر اوسکو خوب
دہوئین جب اوسمین سے صاف لسوت پانی ٹپکنے لگے تب اوسکا دہونا موقوف
کرین اور اس دہوون کو بہی جسے ڈہل کہتے ہین ضائع نہ کرین کسی برتن مین رہنے
دین کیونکہ یہ بہی اکثر رنگون مین کام آتا ہے غرضکہ جب کسم کی زردی یعنی پیلاک اور
ڈہل بالکل نکل جاوے اور دہلکر خوب صاف ہو جاوے تو اوسکو اوسی کپڑے مین
باندہکر پتہر وغیرہ کسی وزنی چیز سے دباکر رکہدین جب اوسکا تمام پانی نچڑ جاوے تو
سیر بہر کسم پیچہے چار پیسے بہر دیسی سجی پسی ہوئی اس طرح سے اوسمین ملاوین کہ کسم اور
سجی دونون ایک ذات ہو جاوین پہر اوس کپڑے مین رکہکے اوسی طرح سے لٹکن
مین جہولی کی طرح باندہکر تہوڑا تہوڑا پانی ڈالتے رہین اور ایک برتن اوس کے
نیچے رنگ لینے کے واسطے رکہدین جب اول رنگ جسے چہیہا کہتے ہین اور وہ نہایت
سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو اوسکو علیحدہ برتن مین رکہہ چہوڑین پہر دوسرے
رنگ کو جو کچہہ رقیق اور ذرا کم رنگ ہوتا ہے اور تیسرے کو بہی جو نہایت رقیق اور
بہت کم رنگ پیازی سا نکلتا ہے ان دونون کو جدا جدا برتنون مین رکہہ لین پس
اگر گہرا رنگ جیسے سرخ گلنار وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول کپڑے کو زردی اور
ڈہل مین رنگ کے پچہلے رنگ مین جو بہت رقیق اور ہلکا نکلتا ہے اوس کو ڈالکر جب

کپڑا اوس سب رقیق رنگ کو جذب کرے تو اوسکو پیچ کا رنگ جو اول سے کم اور
پہلے سے تیز ہوتا ہے جذب کرا دین اسکے بعد پہلے رنگ مین جسے جیٹھک کہتے ہین
اوسکو ڈال دین جب اوس کو بھی خوب پی لے اور کپڑے کا رنگ اندازہ پر آجاوے
تو ترشی اور کلپ دیکر اوسکو درست کر لین سرخ اور گلنار عباسی اور خالسائی نافرمانی
اور نافرمانی یہ سب رنگ بھی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہین لیکن عباسی اور
خالسائی اور نافرمانی مین پیلک اور ڈول نہین دیا جاتا صرف کسم کا رنگ ہی
دیا جاتا ہے اور جب سرخی کسم کی ایک اندازہ پر آجاوے تو اوس کپڑے مین جسے
اودا خالسائی نافرمانی عباسی رنگنا منظور ہو تھوڑا سا نیل بھی دیدین لیکن اودے
خالسائی نافرمانی مین نیل زیادہ دیا جاتا ہے اور عباسی مین بہت کم اور نیل دینے
کے بعد ترشی اور کلپ بھی دیدین تاکہ اوسکا رنگ صاف اور چلدار ہو جاوے
جاننا چاہیے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہین جیسے گلابی پیازی
شربتی لیکن اکثر رنگون مین اسکا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی بادامی خشخاشی
آتشی شنجرفی سنہری چنپئی گل شفتالو وغیرہ اس لیے کہ یہ سب رنگ شہاب
ہی سے رنگے جاتے ہین اور تھوڑا بہت میل ہلدی اور نیل کا بھی دیا جاتا ہے
کاسنی خشخاشی گل شفتالو مین تو شہاب کا رنگ دیکر تھوڑا سا میل نیل کا بھی دیتے
ہین اور سنہری چنپئی بادامی آتشی شنجرفی مین شہاب کے ساتھ تھوڑا سا ہلدی کا میل
بھی کر دیتے ہین اور سرخ گلنار نارنجی مین شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی کا بہت

تھوڑی اسیطرح عباسی مین شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اور دے
اور فالسائی اور نافرمانی مین شہاب بہت صرف ہوتا ہے اور نیل نسبت
عباسی کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ رنگے جاتے ہین جیسے سرخ گلنار
عباسی اور نافرمانی فالسائی وغیرہ ان سب مین کسم کا زیادہ خرچ ہوتا ہے
یعنی اگر ان رنگون مین ایک جوڑا رنگا جاے تو سیر بھر کسم صرف ہوگا اور زرد
ہلدی مین سوا اسے زرد کے اور نیل مین سوا نیلے کے اور دوسرا رنگ
نہین رنگا جاتا ہان اگر اوسمین کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو اور رنگ بھی
رنگ سکتے ہین مثلاً اگر ہلدی کے رنگ مین نیل کا میل دیدین تو اوس سے سبز
دھانی انگوری کپاسی کافوری پستئی وغیرہ رنگ بنجاتے ہین یا ہلدی مین اگر شہاب
کا میل دیا جاوے تو اوس سے بادامی سنہری آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہوچکے
رنگے جاتے ہین اسی طرح نیل مین شہاب دینے سے کاسنی شنجانی وغیرہ رنگ
کہ اونکا بھی ذکر اوپر ہوچکا ہے رنگ جاتے ہین اسی طرح ٹسن اور ٹیسو اور ہار سنگار
کے رنگون کو بھی سمجھنا چاہیے یعنی جتنے رنگ ہلدی کے میل سے رنگے جاتے
ہین اوتنے ہی ان چیزون کے میل سے بھی مثلاً اگر شہاب مین ان کے رنگون کا
میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہین وہ اس سے
بھی رنگے جاوینگے اسیطرح اگر نیل کا میل ان رنگون مین دیا جاوے تو جو رنگ
نیل اور ہلدی سے بنتے ہین وہی انسے بھی طیار ہوجاتے ہین غرض کہ ان چیزون کا

رنگ ہلدی کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب ہلدی نیل ہی سے رنگے جاتے ہین اور بعضل ایسے ہین کہ اونمین ان رنگون کا کچہہ صرف نہین جیسے صندلی اگرئی کا کرنری وغیرہ کہ انمین شہاب نیل ہلدی بالکل نہین دیجاتی اسلیے کہ صندلی اور اگرئی کی زمین کیبر دیاتن یا آم کی چھال سے باندہتے ہین پہر صندل مہندی وغیرہ خوشبودار مصالح سے رنگتے ہین اور کا کریزی وغیرہ دال کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور انگریزی رنگون سے کپڑا رنگنے مین یہ نقصان ہے کہ اول تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بوند پڑتے ہی کپڑے مین سفید دہبا پڑ جاتا ہے دوسرے اس رنگ مین خدا جانے کیا چیز تیزاب سی ملی ہے کہ اوسکے رنگے ہوے کپڑے پہننے سے بدن مین خارش ہوکر دانے نکل آتے ہین اور جہان جہان بدن سے وہ رنگ چھو جاتا ہے وہ سنگین ہو جاتا ہے پس اس رنگ مین ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہیئین

باب سیزدہم

فصل بلوغ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بلوغ کی تین نشانیان ہین اول پندرہ برس کی عمر کو پہنچنا دوسرے احتلام ہونا تیسرے موے زہار کا اگنا دلیل اول کی حدیث متفق علیہا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے عن ابن عمر قال عرضت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عام احد وانا ابن اربع عشرۃ سنۃ فردنی ثم عرضت علیہ عام الخندق

وَاَنَا ابنُ خمسَ عشرۃَ سَنۃً فَاَجَازَنِی فقال عُمرُ بنُ عبدِالعزیزِ ھٰذا فرقٌ بینَ
المقَاتِلۃِ وَالذُّرِّیۃِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کہا اونہون نے
سامنے کیا گیا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی جہاد مین جانے کیلئے
جنگ احد کے سال مین یعنی تیسری برس ہجرت سے اور مین اوس وقت چودہ
برس کا تہا پس پہیر دیا مجھکو یعنی ہمراہ نہ لیگئے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جہاد مین صغر سنی کے سبب سے پہر روبرو کیا گیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے جنگ خندق کے سال مین اور مین اوس وقت پندرہ برس کا تہا پس
اجازت دی آپ نے مجھکو یعنی جہاد مین جانے کی اس واسطے کہ پندرہ برس بلوغ
کی حد ہے پس کہا عمر بن عبد العزیز نے کہ یہ عمر لڑنے والون اور لڑکون کے درمیان
مین فرق کرنے والی ہے یعنی عمر بن عبد العزیز نے یہ حدیث سنکر کلام مذکور فرمایا
مراد اونکی اس سے یہ ہے کہ جب لڑکا پندرہ برس کا ہو تو مجاہدین کی جماعت مین
داخل کیا جاوے اور جوانون مین اوسکا نام لکہا جاوے اور جو اس عمر کو نہ پہونچے
وہ لڑکون مین شمار کیا جاوے اور دلیل دوسری اور تیسری نشانی کی حدیث صحیح
عطیہ قرظی کی ہے عَن عطِیّۃَ قَالَ عُرِضنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ
یَومَ قُرَیظَۃَ فَکَانَ مَن اَنبَتَ قُتِلَ وَمَن لَم یُنبِت خُلِّیَ سَبِیلُہٗ وَکُنتُ مِمَّن لَم یُنبِت
فَخُلِّیَ سَبِیلِی وَفِی لَفظٍ فَمَن کَانَ مُحتَلِمًا اَو اَنبَتَ عَانَتَہٗ قُتِلَ وَمَن لَا تُرِکَ یعنی عطیہ
قرظی سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے پیش کیے گئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر بنی قریظہ کی لڑائی کے دن پس جس کی ناف کے نیچے بال اوگ گئے تھے وہ مارا گیا
اور جس کے نہین اُگے تھے وہ چھوڑ دیا گیا عطیہ کہتے ہین اور تھا مین اُن لوگون مین
سے کہ جن کے موے زہار نہین اُگے تھے پس مین چھوڑ دیا گیا روایت کیا اس
حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے اور اسی حدیث
کی ایک روایت مین وارد ہے پس جسکو احتلام ہوتا تھا یا جسکے موے زہار اُگے
تھے وہ مارا گیا اور جو ایسا نہ تھا وہ چھوڑ دیا گیا روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی نے
پس پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ پندرہ برس کی عمر کو پہونچنا مرد اور عورت دونوکے
لیے اعلی مدت بلوغ کی ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتین بلوغ کی
ظاہر ہون یا نہون اور ادنی مدت بالغ ہونے کی مرد کے لیے بارہ برس اور عورت
کے واسطے نو سال ہین یعنی اگر اس عمر مین وہ دعوے بلوغ کا کرین اور کہین کہ ہم
بالغ ہوگئے تو انکے قول کی تصدیق کرنا ضرور ہے اور اون دونون پر احکام
شرع شریف کے بالغون کے مثل جاری کرنے چاہیین اور دوسری نشانی بلوغ
کی یعنی احتلام مع انزال یہی مرد و عورت دونون مین مشترک ہے اور بعض کے نزدیک
مرد کے ساتھ خاص ہے اور تیسری علامت یعنی انبات مردون کے ساتھ
خاص ہے جیسے حیض عورتون کے ساتھ غرضکہ شرع مین بلوغ کی یہی نشانیان
ہین جب انمین سے کوئی علامت لڑکا لڑکی مین ظاہر ہو تو ماں باپ اور قرابت
والون کو لازم ہے کہ اون کی شادی بیاہ کی جلد فکر کرین اسلیے کہ شرع شریف

مین جیسے بچون کی پرورش کی تاکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد اون کے
نکاح کردینے کا بھی حکم آیا ہے اور اس کار خیر مین جہان تک ہوسکے عجلت
کرین اس لیے کہ بسبب تاخیر کے اگر اولاد گناہ مین مبتلا ہوجاویگی تو وہ معصیت
انہین کے نامۂ اعمال مین لکھی جاویگی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین روایت
کیا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ
بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ یعنی کہا ابو سعید خدری اور ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس
شخص کے یہان لڑکا پیدا ہو تو چاہیے کہ اچھا نام رکھے اوسکا اور اوسکو خوب
ادب سکہاوے یعنی احکام شریعت اور آداب معیشت کے کہ دنیا و آخرت مین مفید
ہون اوسکو تعلیم کرے پہر جب وہ بالغ ہوجاوے تو چاہیے کہ اوسکا نکاح کردے
اس لیے کہ اگر وہ بالغ ہوگیا اور اوسکا نکاح نہ کیا اور اوس سے کوئی گناہ سرزد ہوا
یعنی زنا یا اوسکے مقدمات ظہور مین آئے پس اوسکا گناہ اوسکے باپ ہی پر ہے
یعنی اس واسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے قصور سے سرزد ہوا کہ اوسنے اپنے لڑکے کا
بالغ ہونے کے بعد نکاح نکیا اسی طرح لڑکی کے حق مین بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ
بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّوْرٰیۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُہٗ

اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ سَنَةً وَلَمْ یُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ دَمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَیْهِ یعنی حضرت عمر
اور انس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے
فرمایا توراۃ میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہونچ جاوے اور
وہ اسکا نکاح نکرے یعنی باوجود میسر آنے کفو کے پہر اوس بیٹی سے کوئی گناہ ہو جاوے
یعنی زنا وغیرہ تو اسکا گناہ اوسکے باپ پر ہے پس ان دونو حدیثون سے واضح
ہے کہ حتی الامکان اولاد کے بالغ کے بعد اونکے نکاح کرنے مین کسی طرح کی
غفلت نہ کرین ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا آخرت کے مواخذے مین بہی گرفتار ہونگے

فصل ستر اور پردے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ دین اسلام مین جن اعضا کا چہپانا مرد اور عورت دونون پر فرض ہے
تفصیل اونکی یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گہٹنون کے نیچے تک ہے
پس سوا اوسکی بی بی یا لونڈی کے اور کسیکو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکہنا
بے ضرورت قوی کے درست نہین اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لیے ناف
کے نیچے سے زانو تک ہے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بہی اس ستر
کا دیکہنا درست نہین اور آزاد عورت کو سوا اپنے خاوند کے اور محرمون سے
پیٹ اور پیٹہہ اور ناف سے زانو تک چہپانا ضرور ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور
ہمراوسکا محرم کے حق مین ستر نہین یعنی ان اعضا کا دیکہنا محرم کو درست ہے اور
اجنبی مرد سے تمام بدن چہپانا ضرور ہے یہان تک کہ سر کے بال بہی ستر مین داخل

ہین انکا دیکھنا بھی غیر مرد کو منع ہے ضرورت قوی کے وقت صرف چہرہ اور
دونون ہاتھہ اور دونون قدمون کا دکھانا اجنبی مرد کو جائز ہے اسی طرح ان اعضا
مین سے کسیکے عضو پر اگر دھوکے سے کسی نامحرم کی نگاہ جا پڑے تو شرعًا ان
کچھہ گناہ نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ سب مسلمانون کی عورتون کو پردہ کرنا بہت
ضرور ہے اس لیے کہ احادیث صحیحہ سے ترغیب پردہ کرنے کی ثابت ہے جیسا کہ
ترمذی مین وارد ہوا ہے عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ یعنی
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے
فرمایا عورت ستر ہے پس جب کہ اپنے پردے سے نکلتی ہے تو اچھا کر دکھاتا ہے
اوسکو شیطان مردون کی نظر مین حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح
شرمگاہ کو چھپاتے ہین اسی طرح عورت کو بھی پردے مین رہنا چاہیے اور جیسا
ستر کا کھولنا برا ہے ویسا ہی بے پردے عورت کا لوگون کے سامنے آنا مذموم ہے
اور جیسا کہ بیہقی کے شعب الایمان مین وارد ہوا ہے عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ
بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ إِلَيْهِ
یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مجھے یہ بات پہنچی
کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ دیکھنے والے
کو اور اوس کو جسکی طرف دیکھا گیا یعنی جو قصدًا کسی اجنبی عورت یا اوس کے ستر

کی طرف دیکھتے اوسپر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے والے
پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے پس ان احادیث سے بیان ظاہر ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی نہایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی
ہے اگرچہ پردہ کرنا ازواج مطہرات کے حق مین فرض تہا اور امت کی بیبیون کے
حق مین مستحب مگر خواہ مخواہ بدون ضرورت شدیدکے بے پردہ اپنے تئین مردون کو دکھانا
اور اوسنے نذر نیاز رکہنا اور خلوت وجلوت مین غیر مرد کے سامنے ہوجانا اور اونکو
اپنے کامون مین شریک رکہنا اس خیال سے کہ پردہ فرض نہین صرف ستر
کا چہپانا فرض ہے یہ سب گناہ کبیرہ مین داخل ہے علاوہ اسکے کسی روایت
قوی یا ضعیف سے جواز بے پردگی کا ثابت نہین ہوتا بلکہ جہان دیکہو وہان
پردے کی خوبیان اور اوسکے منافع اور بے پردگی کی خرابیان اور اوسکے
نقصانات مذکور ہین خصوصًا اس اخیر زمانہ پر آشوب مین کہ سوائے فتنہ وفساد
اور بدبینی اور بدافعالی کے اچہے کامون کی طرف اکثر لوگون کو خیال وتوجہ نہین
ہے بلکہ اکثر بدوضع لوگ شب وروز اسی دہیان مین رہتے ہین کہ فلان شخص کی
بہن یا بیٹی خواہ بی بی بہت طرحدار اور خوبصورت ہے اوس سے کسی طرح محبت
وآشنائی پیدا کرنی چاہیے اور وقت اور موقع پاکے اوسکو اپنے قابو مین لانا چاہیے
چنانچہ ہزارہا فریب اور صدہا مکروحیلے بناکے اون بیچاریون کو اپنے دام تزویر
مین پہانسنا چاہتے ہین شیطان تو انسان کے بہکانے کی گہات ہی مین لگا ہے

اونکو بہی کچہہ خیال اپنی عزت اور اپنے بزرگون کی آبرو کا نہین رہتا پس شیطان
ملعون کے اغوا سے اونکے پہندے مین پہنسکر وہ نوجوان مین اپنا مونہہ کالا کرتے
ہین اور طرح طرح کی ذلت و رسوائی اور گناہون مین گرفتار رہوتی ہین اور اکثر اس
زمانے مین کشت و خون وغیرہ بہی اسی آشنائی کے باعث سے ہوا کرتا ہے اور
غالبًا یہ سب فتنے اور فساد بے پردگی ہی کی وجہ سے برپا ہوتے ہین اسی واسطے
سب مسلمان شریف لوگ پردے کو عورتون کے لیے نہایت پسند کرتے ہین
پس ماں باپ کو چاہیے کہ جب لڑکیان چہہ سات برس کی عمر کو پہونچین تو اونکو باہر
پہرنے سے روکین اور غیر مردون سے پردہ کرنے کی تاکید کرین تاکہ بچپن ہی
سے اونکو پردہ کرنے کی عادت پڑے اور زندگی بہر شرم و آبرو کے ساتہہ شرفا
کی طرح اپنے گہر مین خوش اوقاتی کے ساتہہ گذران کرین اور ہر طرح کی تہمت اور
رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچکر کونین کی نعمت حاصل کرین

فصل اون رشتے دارون اور مذہب والون کی بیان مین جن سے نکاح درست نہین

جاننا چاہیے کہ شرع مین عورتون سے نکاح حرام ہونے کی دو وجہین مذکور ہین ایک
نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سب پندرہ
عورتین ہین بارہ انمین سے ہمیشہ کو حرام ہین کہ اونسے کبہی نکاح درست نہین اور
تین ایسے ہین کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اونسے نکاح درست

ہوجاتا ہے اول یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتین ہین تو کہ حرام ہین تفصیل
اون سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہین اونمین سے پہ کی کلام مجید
کی اس آیت شریف مین جو چوتھے پارے کے اخیر مین واقع ہوئی ہے مذکور ہے
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ
وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ
نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ
لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ
وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی
حرام کی گئین تم پر تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری
پہوپیان اور تمہاری خالائین اور تمہارے بہائیون اور بہنون کی بیٹیان یعنی
بہتیجیان اور بہانجیان اور وہ مائین تمہاری جنہون نے تم کو دودہ پلایا ہے
اور دودہ شریک بہنین اور تمہاری بیبیون کی مائین اور ربائب یعنی تمہاری
بیبیون کی بیٹیان اور خاوند سے جو تمہاری گودیون مین ہین تمہاری ان بیبیون
سے جن سے تم نے صحبت کی ہے پس اگر نہین صحبت کی تم نے اونسے تو نہین کچہ گناہ
تم پر اور تمہارے بیٹون کی بیبیان جو تمہاری صلب سے ہین اور یہ کہ اکہٹا کرو تم
دو بہنون کو مگر جو آگے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان پس اس
آیت مین تیرہ عورتون کا ذکر آیا ہے اور باقی جو عورتین جن کی حرمت حدیث شریف

سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہین ایک بی بی کی پہوپی اور دوسری اوسکی خالا پس یہ
سب پندرہ عورتین ہوئین انمین سے صرف تین عورتین ایسی ہین کہ جن سے نکاح
ہمیشہ کو منع نہین ایک وقت خاص تک حرام ہے وہ یہ ہین بی بی کی بہن اور
پہوپی اور خالا کہ بی بی کے ساتھہ جمع کرنا اونکا منع ہے اور اوسکے مرنے یا طلاق
دینے کے بعد نکاح اونسے جائز ہے جاننا چاہیے کہ یہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے
جن کے سبب سے نکاح حرام ہے بعض اونمین سے تین طرح پر ہین حقیقی علاتی اخیافی
حقیقی خود ظاہر ہے علاتی اوسے کہتے ہین جسکا رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے
بہائی اور بہنین کہ جنکا باپ ایک ہوا اور مائین دو ایسے ہی پہوپی اور خالا بہی علاتی
ہوتی ہین اور اخیافی وہ ہین جنکا رشتہ مان کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور
بہنین دوسرے باپ سے کہ مان سب کی ایک ہو اور باپ دو پہوپیان اور
خالائین بہی اخیافی ہوتی ہین اور یہ علاتی اور اخیافی رشتے بہی نسب ہی مین داخل ہین
یعنی جو ناتے وا حقیقی رشتے کے سبب سے حرام ہین وہ علاتی اور اخیافی ہونیسے
بہی حرام ہوتے ہین اور جیسے ان رشتون کی عورتین حرام ہین ویسے ہی ان رشتون کے
مرد بہی حرام ہین یعنے انسے نکاح باہم درست نہین تفصیل اون مردون کی جن سے
نکاح عورتون کو حرام ہے یہ ہے سگا یا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور باپ اور سگا
بہائی اور سگا داماد اور سگا سسر اور بہائی کا بیٹا یعنی بہتیجا سگا ہو یا سوتیلا اور بہن
کا بیٹا یعنی بہانجا سگا اور سوتیلا اور باپ کا بہائی یعنی چچا سگا ہو خواہ سوتیلا اور

ایسا ہی ماں کہ بھائی یعنی ماموں یہ سب محرم ہیں انسے نکاح جائز نہیں اور
نسبی رشتوں میں دادا نانا اور اون کے باپ یعنی پردادا پرنانا وغیرہ جتنے اوپر
کے ہوں اصول کی وجہ سے سب حرام ہیں اور فروع کی وجہ سے پوتا پروتا
نواسا کنواسا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہوں سب حرام ہیں سگے ہوں یا سوتیلے
اور انکی بیبیاں یعنی دادی نانی پردادی پرنانی حقیقی ہوں یا سوتیلی یہ بھی
حرام ہیں اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے پوتے پروتے نواسے
کنواسے کی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے اسلیے کہ یہ سب بیٹوں کے حکم میں
ہیں اور بیٹے حقیقی ہوں یا انکی اولاد سے نکاح درست نہیں ایسا ہی حال
خاوند کے رشتہ داروں کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب کے اصول اور فروع کی وجہ
حرام ہیں وہی خاوند کے نسب سے عورت پر حرام ہیں اور ایسا ہی مردوں پر بی بی
کے اصول اور فروع کی عورتیں یعنی اوسکی دادی نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے اور
بی بی کی اولاد یعنی اوسکے پوتے پروتے نواسے کنواسے جو اوسکے اور خاوند
سے ہوں یہ سب اس دوسرے خاوند پر حرام ہیں عورت کے فروع کے سبب
سے جتنے نیچے درجے کے ہوں اسلیے کہ انکے خاوند اولاد کے حکم میں ہیں اور ان
سے نکاح حرام ہے ان بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے
اوس بیٹے پر جو دوسری عورت سے ہو حرام نہیں یعنی اوس لڑکی کا نکاح اوسکے
درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا سمجھنا چاہیے کہ دودھ کی وجہ سے حرمت

اوس وقت ثابت ہوتی ہے کہ دودہ پینے کی مدت مین پیا ہو یعنی دو ڈہائی
برس کی عمر مین اس سے زیادہ عمر مین پینا معتبر نہین اور یہی شرط ہے کہ پانچ بار
چہاتی چوسی ہو اور دودہ پیٹ مین گیا ہو اسلیے کہ خالی چہاتی کا چوسنا معتبر نہین
اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور دو عادل مردون خواہ
ایک مرد یا دو عورتون کی گواہی سے مگر حدیث شریف کے موافق ایک ہی عورت
کی گواہی ثبوت رضاعت مین کافی ہے جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے ثابت
ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حَارِثٍ اَنَّهُ تَزَوَّجَ اِبْنَةً لِاَبِیْ اِهَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَاَتَتْ
اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ
اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ فَاَرْسَلَ اِلٰی اٰلِ اَبِیْ اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا
عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ
فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا
عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی روایت ہے عقبہ حارث کے بیٹے سے یہ کہ تحقیق
نکاح کیا اوسنے ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی سے پہر آئی ایک عورت اور کہا اوسنے
کہ بیشک دودہ پلایا ہے مینے عقبہ اور اوس عورت کو کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے
اوس سے یعنی وہ عورت دودہ شریک بہن ہے عقبہ کی اور نکاح اونکا باطل ہے
پس عقبہ نے اوس عورت سے کہا مین نہین جانتا کہ تحقیق تونے دودہ پلایا ہے مجہکو
اور نہ خبر دی تونے مجہکو یعنی پہلے اس سے آل اہاب کی پس بہیجا عقبہ نے یعنی ایک شخص کو

ابی اہاب کے گھر والوں کی طرف پھر پوچھی اوس شخص نے اوسنے یعنی یہ بات کہ دودھ
پلایا ہے تمہاری لڑکی کو اس عورت نے پس کہا اونھوں نے نہیں جانتے ہم
کہ دودھ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار ہو کر چلے عقبہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینے میں اور پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کس طرح اپنے نکاح میں رکھے گا تو اسکو اس حال میں کہ تحقیق کہا گیا ہے کہ دودھ
دودھ شریک بہن ہے تیری پس جدا کر دیا اوس عورت کو عقبہ نے اور نکاح کیا
اوسنے سوا اوسکے اور خاوند سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضاعت
کے ثبوت میں ایک عورت کا کہنا ہی کافی ہوتا ہے جاننا چاہیے کہ دودھ پلائی
ماں کے حکم میں اور اوسکا خاوند باپ کے حکم میں ہے اور اولاد اس رضاعی آبا
کی خواہ اسی بی بی سے ہو یا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ میں بہن بھائی کے حکم
میں ہو جاتی ہے غرض کہ حکم دودھ اور نسب کا ایک ہے سب اصول اور فروع
میں اور جس طرح شیرخوار پر رضاعت کے سبب انا کے اور اوسکے خاوند کے رشتہ دار
شامل ہوتا ہوتی نواسا نواسی کے حرام ہیں اسی طرح انا اور اوسکے خاوند پر شیرخوار
کے سب رشتے دار حرام ہیں جو کہ رضاعت کا حکم شرع شریف میں شامل نسب کے
ہے اس لیے اسکا بہت لحاظ رکھیں اور ہرگز اس باب میں غفلت نہ کریں بلکہ جن
عورتوں سے اولاد کو دودھ پلوایا ہو اور جن بچوں کو خود پلایا ہو اونکو اور اون کے

رشتے وارون کو خوب یاد رکہین تاکہ دہوکے سے نکاح محرمات کے ساتہہ نہو جاوے
اور مان باپ کی پہوپی اور خالہ حقیقی ہون یا علاتی خواہ اخیافی ان سے بہی تمام
عمر کو نکاح حرام ہے اور چچی اور ممانی اور بہاوج سے انکے خاوندون کے
مرجانے یا طلاق کے بعد نکاح درست ہے اور اسی طرح بہو پا اور خالو کے بہی بعد
مرجانے یا طلاق خالہ اور پہوپی کے نکاح صحیح ہے اور معاذ اللہ جس عورت سے
مرد نے زنا کیا اوسکی مان اسپر حرام ہے اور وہ زانیہ اس زانی کے باپ دادا بیٹے
پوتے پر حنفیہ کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے صحبت کی
اوس لونڈی کی مان ہمیشہ اسپر حرام ہے اور اوسکی بہن جبتک کہ لونڈی کو اپنے
اوپر حرام نکرے حلال نہین مثلاً آزاد کردے یا بیچ ڈالے یا کسیکو بخش دے یا
کسی سے اوسکا نکاح کردے اور جس مرد کے نکاح مین آزاد عورت ہو اوس کو
لونڈی سے نکاح کرنا درست نہین مگر اوسکی طلاق یا وفات کے بعد درست ہے اور
آزاد عورت کے نکاح پر قدرت ہوتے ہوے لونڈی سے نکاح کرنا مکروہ ہے اور
غلام کا نکاح بے اذن مالک کے نہین ہوسکتا ہے اور جس عورت کو طلاق دیگئی
جبتک وہ عدت مین ہو اوسکی بہن سے نکاح نہین ہوسکتا بعد عدت گذرنیکے
درست ہے اور جو عورت عدت مین ہو اوس سے نکاح جائز نہین بلکہ اس عدت
مین صریح پیغام نکاح کا دینا ہی منع ہے اشارۃً اگر اس طرح کی بات چیت کرے کہ
جس سے اوس عورت کو یہ امر معلوم ہوجاوے کہ اس شخص کا ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے

اور عدت طلاق کی تین حیض ہین اور وفات کے چار مہینے دس دن اور اگر حاملہ ہو
تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جننے تک ہے یعنی بچا پیدا ہونے سے
عدت پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیتون سے واضح ہے
وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ
أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا
إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ
یعنی اور جو لوگ مر جاوین تم مین سے اور چھوڑ جاوین اپنی بیبیان انتظار دیوین
وہ آپ جانون کو چار مہینے اور دس دن پھر جب پہونچ چکین وہ اپنی عدت کو تو نہین
گناہ تم پر اوس چیز مین جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور کے اور اللہ خبردار ہے
اوس چیز کے ساتھ جو تم کرتے ہو اور گناہ نہین تم پر اوس چیز مین جو پردے مین کہو
پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دلون مین معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ
اونکا بیان کروگے لیکن وعدہ نہ کر رکھو اون سے چھپ کر مگر یہی کہ کہہ دو ایک بات
جسکا رواج ہے اور نہ باندہو گرہ نکاح کی جبتک پہونچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت
کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل مین ہے تو اوس سے ڈرتے رہو

اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا یعنی عورت ایک خاوند سے بیوہ ہوئی ہے
اور عدت مین ہے تب تک کسی اور کو روا نہین کہ اوس سے نکاح باندھ لے
یا صاف وعدہ کر رکھے مگر دل مین نیت رکھے کہ یہ فارغ ہو گی تو مین نکاح کرونگا
یا اوسکو پردے مین سنا رکھے تا اس سے پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات
کہدے مروج سی مثلا عورت کو کہے کہ تجھکو ہر کوئی عزیز کریگا یا کہے کہ مجھکو ارادہ
نکاح کا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ
یعنی اے نبی جب تم طلاق دو عورتون کو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر یعنی حالت
تمین حیض مین طلاق حیض سے پہلے دو کہ سارا حیض گنتی مین آوے اور اوس پاکی
مین نزدیکی نہ کی ہو اور گنتی رہو عدت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ یعنی اور جن کے پیٹ مین بچا ہے اونکی عدت یہ کہ جن لیوین پیٹ کا بچا
اور جو اتفاقا ایسی عورت سے نکاح ہو گیا جسکو دوسرے سے حمل زنا کا تہا تو نکاح
درست ہے مگر بچہ جننے سے پہلے صحبت کرنا درست نہین اور جو خود زانی ہی نے
نکاح کیا تو نکاح اور صحبت دونون درست ہین اور زانی اور زانیہ اور مشرک اور
مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا
زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
یعنی زنا کرنیوالا نہین نکاح کرتا مگر زنا کرنے والی یا بت پرست عورت کو اور زنا
کرنی والی عورت کو نہین نکاح کرتا مگر زنا کرنیوالا یا بت پرست اور حرام کیا گیا ہے

یہ پارہ ثانی الرابع پر پس اس آیت سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ زانی اور زانیہ اور
مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے گو کہ اس آیہ شریفہ کی شان نزول کے
سمجھنے میں بہت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منسوخ ہے بعض فرماتے ہیں خاص
لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اسی لیے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں
کہ اگر انہوں نے توبہ کرلی ہو تو ان سے نکاح درست ہے اور مولانا شاہ عبدالقادر
صاحب مرحوم اس آیت کے فائدے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں **ف** مرد اگر بدکار
ہو تو پارسا نہ بیاہ دلاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک
یہ کہ اوسکا کفو نہیں اوسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ
لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جبتک
بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے فقط رافضی یا خارجی مرد ہو
یا عورت اوسکا نکاح سنی سے نہیں ہو سکتا اور محمدیون کا نکاح اہل کتاب کی
عورتوں اور پارسیوں سے جائز ہے رافضی اور خارجی عورتوں سے جبتک
وہ سنی نہو جاویں نادرست یعنی اہل کتاب کی عورتوں اور پارسیوں کا نکاح بغیر
مسلمان ہونے کے مسلمان مرد سے ہو سکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہیں
ہو سکتا اور اسی طرح نکاح بت پرست سے آزاد ہو یا لونڈی درست نہیں سورج
چاند تارے وغیرہ کے پوجنے والے بت پرستوں میں داخل ہیں پس ان سب
سے بھی نکاح کا منع ہے اور متعہ کرنا حرام ہے متعہ اوس نکاح کو کہتے ہیں کہ جسکی میعاد

مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال تک
اپنے نکاح میں رکھونگا پھر چھوڑ دونگا جیسا کہ آج کل رافضی کرتے ہین پس ایسا
نکاح کرنا حرام ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک
مین متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ مثلاً زید عمرو سے
یہ کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھے کر دے اور مین اپنی بیٹی یا
بہن کا نکاح بے مہر کے تجھے کر دون سو یہ حرام ہے

فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ نکاح کرنا انبیا علیہم السلام کے عمدہ طریقون مین سے ہے جیسا
ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْحَیَاۗءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ
وَالنِّکَاحُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزین رسولون کے
طریقون سے ہین حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح اور بخاری شریف
مین عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَتَزَوَّجُ النِّسَاۗءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ
فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین عورتون سے
نکاح کرتا ہون سو جو کوئی میرے طریقے سے مونہہ پھیرے وہ مجھ سے نہین یعنی وہ
میرے طریقے مین نہین ہے اس حدیث شریف سے شادی بیاہ کرنے کی تاکید شدید
معلوم ہوتی ہے علاوہ اسکے کئی جگہہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین نکاح کا ذکر

بعینہٖ امر مذکور ہے اوس سے حکم نکاح کرنے کا سمجہا جاتا ہے غرض کہ جو شخص کہ
اسباب جماع یعنی قوت اور مہر دینے کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی قدرت
رکھتا ہو اوسکے لیے تو نکاح کرنا نہایت ہی ضرور ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ
احصن للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء یعنی
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ اے گروہ جوانوں کے جو کوئی طاقت
رکہے تم میں سے اسباب جماع کی یعنی نفقے اور مہر کی پس چاہیے کہ وہ نکاح کرے
بیشک نکاح بہت جہکانے والا ہے نگاہ کو یعنی اوسکے سبب سے اجنبی عورت
پر نظر نہیں پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شرمگاہ کو یعنی حرامکاری سے بچاتا ہے
اور جو شخص کہ اسباب جماع کی طاقت نہ رکہے پس اوسکو چاہیے کہ روزے رکہے تحقیق
روزہ رکہنا اوسکے لیے خصی کرنا ہے یعنی جیسے فوطے کوٹنے سے شہوت جاتی
رہتی ہے ایسے ہی روزے رکہنے سے جاتی رہتی ہے پس جو شخص صحبت کرسکتا ہو
اور روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف میں دینا فرض ہے دیسکتا ہو
تو اوسکو چاہیے کہ ضرور ہی نکاح کرے مجرد نہ رہے اسلیے کہ باوجود قدرت کے بے نکاح
رہنے کی شرع میں ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اربعۃ لعنوا

فِی الدُّنیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاٰمَنَتِ الْمَلٰئِكَةُ رَجُلٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ ذَكَرًا فَاَنَّثَ نَفْسَهٗ وَتَشَبَّهَ
بِالنِّسَاءِ وَامْرَأَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ اُنْثٰی فَتَذَكَّرَتْ وَتَشَبَّهَتْ بِالرِّجَالِ وَالَّذِیْ یُضِلُّ
الْاَعْمٰی وَرَجُلٌ حَصُوْرٌ وَلَمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ حَصُوْرًا اِلَّا یَحْیٰی بْنَ زَكَرِیَّا یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار آدمی لعنت کیے گئے ہین دنیا و آخرت
مین اور فرشتون نے آمین کہی ایک وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے مرد بنایا اور اوسنے
اپنے تئین عورت بنایا اور عورتون کے مشابہ کیا دوسرے ایسی عورت جسکو
عورت بنایا اور اوسنے اپنے تئین مرد اور مشابہ مردون کے ٹھیرایا تیسرا وہ شخص
کہ بہکاتا ہے اندہے کو چوتہا وہ شخص جو عمر بہر بن بیاہا رہے اور اللہ تعالی نے
سواے یحیی بن زکریا کے کسی کو حصور نہین بنایا اس حدیث سے صاف ظاہر
ہے کہ بے نکاح رہنا بری بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف کا متحمل نہین ہوسکتا
تو لونڈی ہی سے نکاح کرے جیسا کہ اس آیت شریف مین آیا ہے وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ
مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ
الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ یعنی جو کوئی
نہ رکہے تم مین سے مقدور اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان ایمان والیان پس اوس
چیز سے کہ مالک ہوے تمہارے داہنے ہاتہہ تمہاری ایمان والی لونڈیون سے
اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو تم آپس مین ایک ہو پس بیاہ لو اون کو

اونکے مالکون کے حکم سے اور دو اونکے مہر موافق دستور کے قید مین آتیان نہ
مستی نکالتیان اور نہ یار کرتیان چھپ کر یعنی فرمایا جسکو مقدور نہو آزاد عورت
سے نکاح کرنے کا اور صبر مین ڈرتا ہو کہ اوس سے حرام ہو جاوے تو درست
ہے کہ کسی کی لونڈی سے نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے
منع فرمایا تو نکاح مین شاہد لازم ہوسے پس اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ مرد اور عورت بغیر نکاح کے نہ رہین اس لیے کہ بے نکاح رہنا پیغمبرون کی
سنت کے بھی خلاف ہے دیکھو اکثر نبیون کی بیبیان تہین اور اولاد بھی ہوئی
چنانچہ اسکا ذکر قرآن شریف مین بہت جگہہ آیا ہے جیسے سورۂ رعد کے اخیر
رکوع مین اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ
وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً یعنی بیشک بھیجے ہم نے کتنے رسول تجھسے پہلے
اور دی تہین اونکو بیبیان اور اولاد غرضکہ نکاح کی خوبیان اور اوسکے فائدے
کتاب و سنت مین بہت مذکور ہین چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہہ کیا گیا اور بے نکاح
رہنے مین باوجود مخالفت قرآن و حدیث اور طریقے پیغمبرون کے دینی و
دنیوی بھی بہت سے نقصان ہین چنانچہ نکاح کرنے سے طرح طرح کے مرض
جوشش اور فساد خون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہین جیسے پہنسی پھوڑے دنبل وغیرہ
اور بیبی والے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہین اسی لیے اطبا نے لکھا ہے
کہ صحبت کرنا بھی ایک طرح کا تنقیہ ہے اور سوا اسکے نکاح نکرنے سے اکثر بے احتیاط

لوگ زنا اور اغلام وغیرہ مین مبتلا ہو جاتے ہین کہ جس سے علاوہ گناہ عظیم کے
سوزاک اور آتشک وغیرہ مین گرفتار ہو کر عمر بھر طرح طرح کی ایذا اور تکلیفین
اوٹھاتی ہین اور اکثر مرد و عورت ایسے ہی مرضون کی بدولت اولاد سے کہ اصل
مقصود نکاح سے یہی ہے محروم اور بے نصیب رہتے ہین اور بیچاری بیبیون کو
بھی اپنی شامت اعمال سے ان مرضون مین مبتلا کر کے عمر بھر کی تکلیف اور غم
مین گرفتار کرتے ہین لہذا ماں باپ کو چاہیے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی
شادی بیاہ کی فکر کرین جیسا کہ فصل بلوغ مین گذر چکا پس جہان کہین اپنی اولاد
کی بات ٹھیراوین تو ان شرطون کا ضرور خیال رکھین ایک یہ کہ عورتین اوس
جرگے کی چاہنے والیان ہون اپنے خاوندون کو دوسرے یہ کہ جننے والیان
ہون بانجھ نہون اور یہ مضمون حدیث شریف سے جو ابو داؤد اور نسائی مین ہے
ثابت ہوتا ہے عن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ و
سلم تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھے اپنے
خاوند کو اور بہت جننی والی ہو اس لیے کہ تحقیق مین فخر کرونگا تمہاری بہتایت
کے سبب سے اور امتون پر یعنی جبکہ یہان اپنی اولاد کی شادی مقرر کرین تو
اوسکے کنبے والی عورتون مثل خالہ پھوپی چچی بہن وغیرہ کو تلاش کرلین کہ وہ
جننے والیان ہین یا بانجھ کثیر الاولاد ہین یا نہین تیسرے عورت کی دینداری اور

آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھیں مگر دینداری کو سب پر مقدم سمجھیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ میں آیا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنکح المرأۃ لاربع لمالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کیجاتی ہے عورت چار چیز کے سبب سے بسبب اسکے مال اور جمال کے اور حسب اور دین کے پس کامیاب ہو دیندار عورت کے ساتھ خاک میں آلودہ ہوں تیرے دونو ہاتھ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب و مال اور جمال پر مقدم کیا ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ ویبین آیاتہ للناس لعلھم یتذکرون یعنی نکاح میں نہ لاؤ شرک والی عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنیوالی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تمکو اور نکاح نہ کردو شرک والوں کو جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ غلام ایمان لانے والا بہتر ہے شرک کرنے والے میاں سے اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے ہیں آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے

بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگون کو شاید
وہ چوکس ہوجاوین پس اس آیت سے ہی دین کو سب شروط پر مقدم رکہنا ثابت
ہوا اسلیے ہر ایماندار کو لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطون پر مقدم سمجہے اور ہر
حال مین اوسی کو ترجیح دے چوتہے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی
سے کرے کہ اوس سے زیادہ حظ حاصل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے بھی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم مین آیا ہے
عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي
غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا وَكُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي حَدِيثُ
عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ
فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ یعنی جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے
کہ کہا اونہون نے ہم ساتھ تہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک لڑائی مین پھر
پھر جب ہم پہرے اور مدینے کے قریب پہونچے مینے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق
مین نیا بیاہا ہوا ہون یعنی اگر حکم ہو تو مین پہلے سے گھر چلا جاؤن فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نکاح کیا ہے تو نے مینے کہا ہان فرمایا کنواری ہے
یا خاوند کر چکی ہے مینے کہا کنواری نہین ہے بلکہ خاوند کر چکی ہے فرمایا کنواری
سے کیون نہ نکاح کیا کہ کہیلتا تو اوس سے اور کہیلتی وہ تجہسے پس اس حدیث
شریف سے معلوم ہوا کہ جہان تک ہو سکے کنواری ہی سے نکاح کرے کہ این

بہت فائدے ہیں پانچویں شرط یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھ لیوے تاکہ اوسکا
حسن و قبح بخوبی معلوم ہو جاوے اور جو نکاح کرنے والا خود ہی دیکھ لے تو بہت
اچھا ہے کیونکہ شرع شریف میں بھی اسکی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی
نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ هَلْ
نَظَرْتَ إِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا یعنی
کہا مغیرہ بن شعبہ نے کہ ارادہ کیا میں نے منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے تو نے اوسکو میں نے کہا نہیں
فرمایا پس دیکھ لے تو اوسکو اسلیے کہ مقرر دیکھ لینا بہت اچھا ہے آپس میں ہمیشہ
الفت و محبت رہنے کے لیے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سے اپنی منگیتر کو دیکھنا
بہتر ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ منگیتر کے یہاں بھیجنا شرعا درست ہے اسلیے
کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا بھی
ضرور خیال رکھنا چاہیے کیونکہ بدمزاج عورت سے بیحد وبال ایذا اور تکلیف ہوتی
ہے اور تمام عمر بے لطفی سے گذرتی ہے خاصکر جبکہ مرد نیک اور بی بی بدمزاج ہو
تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور وہ گھر گھر نہیں رہتا
بلکہ دوزخ کا نمونہ بنجاتا ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

زن بد در سرای مرد نکو   ہم درین عالمست دوزخ او

ساتوین اوسکی سلیقہ شعاری کا بہی دہیان رکہین کیونکہ نکاح کے فائدون سے
ایک فائدہ یہ بہی ہے کہ گہر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ ہوگی
تو زندگی بہر گہر کی تباہی اور بربادی رہیگی آٹہوین یہ کہ جہان کہین بات ٹہیرالینا
اوس خاندان کی عورتون کا چال چلن بہی ضرور دریافت کرلین کہ اوس کُنبے کی
عورتین کیسی ہین اگر دیندار با حیا شرم والی نیکبخت غریب مزاج اپنے خاوندون کو
ہر حال مین عزیز اور دوست رکہتی ہون اور اپنی سسرال والون کو بہی جیتا جاگتا
اور ہر حال مین اونکی شریک اور سب طرح سے اونکی فرمانبردار اور مطیع ہون اور
طلاق لینے کو جہانتک ہوسکے برا اور معیوب جانتی ہون اگرچہ طلاق مباح ہے
لیکن اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گہرانے کی لڑکی سے بلا تکلف منگنی
کرلین نوین یہ کہ اس امر کا بہی خیال رکہنا چاہیے کہ جو لوگ اپنی بیٹی یا بہن بہانجی
یا بہتیجی کو منگنی کے وقت یا اوسکے بعد سسرال والون کے سامنے کردین اور
اونسے پردہ نہ کراوین یا لڑکیون کی شادی کا خود ہی بے سبب قوی کے بیجا
تقاضا کرین یا اپنی معاش کا بندوبست لڑکیون کے واسطے سے چاہین یا کنواری
لڑکیون کو شہر کسبیون کی طرح اپنے ساتہہ بیاہ کے واسطے لیے پہرین اور
تمام خرچہ لڑکیون کی شادی کا سسرال والون ہی پر رکہین اور اپنی طرف سے
ایک حبہ بہی نہ اوٹہاوین بلکہ کہیہ لینے ہی کی امید رکہین اور جب شادی کا پیغام
بہیجا جاوے تو فوراً منظور اور قبول کرلین ذرا بہی تامل اور تاخیر نہ کرین تو ایسے

اب جن سے میں نے نکاح کیا ہے وہ میرے ہم عمر ہیں پس جیسی اب میں خوش رہتی ہوں ویسی خوشی جوانی میں کبھی مجھکو نصیب نہیں ہوئی اور وہ تمام جوانی میری رنج وغم ہی میں گذر گئی اور دوسرا نقصان اس طرح کی شادی میں یہ ہے کہ چھوٹی عمر والے کی قوت کم ہوجاتی ہے اور اوسکی سب طاقت بڑی عمر والی میں آجاتی ہے پھر کم عمر والا جلد بوڑہا اور ضعیف ہوجاتا ہے پس ماں باپ کو لازم ہے کہ ہم عمری کا ضرور دہیان رکھیں اور یہ بھی چاہیے کہ اولاد کی شادی چھوٹی عمر میں نہ کردیں کیونکہ کم عمری میں شادی کرنے سے کئی طرح کے ضرر ہیں خاصکر عورت کا تو چھوٹی عمر میں شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے کیونکہ اگر مرد عورت کے بلوغ سے پہلے قربت کریگا تو عورت کو طرح طرح کے مرض مثل سیلان اور صلابت رحم اور سختی وغیرہ کے پیدا ہونے کا خوف ہے اور ان امراض سے اولاد کا ہونا مشکل اور دشوار ہوجاتا ہے اور بعض لڑکیوں کا بدن بلوغ کے پہلے صحبت کرنے سے پک جاتا ہے اور کسی کا بدن باہر نکل آتا ہے کہ پھر تمام عمر وہ خاوند کے کام کی نہیں رہتی سواے ان نقصانوں کے ایک خرابی یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں قربت کرنے سے عورت کو خواہش زیادہ ہوجاتی ہے اور ایسی عمر میں شادی کرنے سے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد قوی اور زبردست نہیں ہوتی دیکھو سب ولایتوں کے لوگ کبھی چھوٹی عمر میں اپنی اولاد کی شادی نہیں کرتے تو اونکی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندیوں کے

کہ یہ لوگ اکثر چھوٹی عمر مین شادی کردیتے مین اور اسی کو اچھا سمجھتے مین علاوہ ازین
کم عمری کی شادی مین ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچون کی کم عمری کے سبب
اونکے چال چلن سے آگاہی اور واقفیت نہین ہو سکتی کہ وہ کیسے ہونگے لائق یا
نالائق چنانچہ کئی جگہ سننے اور دیکھنے مین آیا ہے کہ مان باپ نے اچھا خاندان دیکھکر اور لڑکے
کو لائق سمجھکے اپنی لڑکی کی شادی قبل البلوغ کے کردی پھر وہ لڑکا جوانی مین ایسا
نالائق نکلا کہ سواے رنڈی بازی وغیرہ کے کبھی بی بی کی طرف متوجہ نہوا اور نہ
اوسکا کوئی حق ادا کیا لڑکی بیچاری عمر بھر سیکے مین رہی اور تمام جوانی رنج وغم مین
بسرکی مان باپ بھی اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف و ایذا مین مبتلا دیکھکے تمام
عمر جلتے رہے اور کم سنی مین شادی کرنے سے یہی نقصان ہے کہ ان باپ
کے سبب بخوا اولاد تعلیم و تربیت نہین پا سکتی اس لیے کہ پھر وہ اپنے شغل اور
کھیل کود مین مصروف رہکے مان باپ کی تعلیم پر کچھ بھی خیال نہین کرتے اور مان
باپ سے جدا ہو جانے کے سبب سے نڈر ہو جاتے ہین اور والدین بھی بسبب
شادی ہو جانے کے بچون سے بیخبر رہتے ہین اس واسطے اونکو کچھ سلیقہ اور تمیز خانہ داری
کا حاصل نہین ہوتا جس سے اپنے گھر کا کاروبار سنبھالین اور لونڈی غلام نوکر وغیرہ
پر اپنی حکومت رکھین اور رعب جمائین بلکہ وہ خود بسبب اپنی کم عمری کے سب سے
دبے رہتے ہین اور اسی وجہ سے اکثر تمام مال و اسباب ونکا تباہ اور برباد
ہوجاتا ہے اتفاقاً اگر کچھ باقی بھی رہا تو خود شادی وغیرہ نہین چھوڑتے اور وہ

اپنی کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامد کرنیوالون ہی کو اپنا دوست اور
خیرخواہ جانتے ہین اور نصیحت کرنے والون کو دشمن سمجھتے ہین غرضکہ چھوٹی عمر مین
شادی ہونے سے بہت نقصان ہین مناسبت اور بہتری اسی مین ہیکہ بچون کی
شادی بلوغ کے بعد جب اونکو خوب عقل اور سمجھ آجاوے اوسوقت کرین دیکھو
انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہین کہ وہ کبھی اپنے بچون کی شادی کم عمری مین نہین کرتے
بلکہ تمام زمانہ اونکے لڑکپن کا علم ہی کی تحصیل مین صرف کراتے ہین اسکے سبب
سے ہر فن مین وہ کیسے ہوشیار اور ہر علم مین یگانہ روزگار ہوتے ہین پھر کیا کیا
دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے ہین بخلاف ہندوستانیون کے کہ تمام عمر اونکی
جہالت مین گذر جاتی ہے اور سواے کھانے پینے سونے اور لوگون کی برائی اور
عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہین آتا شب و روز بیفائدہ اور بیہودہ باتون مین بسر
کرتے ہین یہانتک پورا نماز روزہ جو ہر مسلمان پر فرض عین ہے ادا کرنا کیسا عقبے کا
خیال اور گناہ و ثواب کا لحاظ بھی کبھی نہین کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل
مین آوے اس لیے کہ اللہ تعالی کا پہچاننا اور اوسکے احکام سے آگاہ ہونا علم پر
موقوف ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ع کہ بی علم نتوان خدا را شناخت
اور اونکو علم کی طرف کچھہ رغبت نہین اور نہ ماں باپ اسکا کچھہ خیال کرتے ہین کہ
ہماری اولاد کسی قدر علم حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکھہ لے بلکہ شادی کی ایسی
جلدی کرتے ہین کہ قرآن شریف بھی پورا نہین پڑھواتے اور نہ نماز روزے کے

مسائل سے واقف ہوئے دیتے ہین بلکہ جہان سات آٹھہ برس کی لڑکی ہوئی ان
باپ خود ہی گھبرانا اور شادی کی جلدی کرنا شروع کردیتے ہین کہ کہین اسکی جلد
شادی ہوجاوے تو ہم فارغ ہوجاوین بعضے جاہل مسلمان تو ہندوؤں کی رسم کے
ایسے پابند ہین کہ وہ اپنی اولاد کی چھوٹی ہی عمر مین شادی کردیتے ہین اور اسکو
ثواب جانتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اگر لڑکی جوان ہوجاویگی تو ثواب شادی کا نہین
ملیگا سو یہ کہنا اونکا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف کیونکہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر مین ہوئی تھی ایک روایت سے
اٹھارہ برس کی عمر مین شادی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے بائیس برس
کے سن مین ہان شرعًا نابالغ کی شادی کرنا منع نہین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالی عنہا کی شادی سات برس کی عمر مین ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی
کسی مصلحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری مین کردے تو کچھ مضائقہ نہین لیکن
شرع شریف سے اسکی کچھ تاکید اور فضیلت ثابت نہین ہوتی کہ جس سے ضروری
کم عمری مین شادی کردیجاوے مگر مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعًا منع ہے
اگرچہ نکاح درست ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصلحتون کو دور کرکے خواہ مخواہ
ہندوؤن کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری مین کرکے خود بھی مصیبت اور
تکلیف مین گرفتار ہون اور اولاد کو بھی بلا مین ڈالین فقط

باب چہاردہم

فصل نکاح کی شرطون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اوسکا راضی ہونا شرعًا نکاح مین معتبر ہے
اور جو نابالغ ہو تو اوسکے ولی کو اختیار ہے یعنی باپ بھائی چچا وغیرہ جو شرع شریف
مین اوسکے وارث ہین اونکی رضامندی شرط ہے بغیر اونکے رضامندی کے
نابالغ لڑکی کا نکاح نہین ہوسکتا بلکہ اگر وہ چاہین تو خود اپنے اذن سے بغیر
پوچھے اوسکا نکاح کردین کچھ حاجت لڑکی سے اذن لینے کی نہین ہے اسی لیے
اوسکی شادی کا پیام اوس کے وارثون ہی کو دینا چاہیے اور بالغ لڑکی سے اجازت
لینا ضرور ہے کہ اوسکا نکاح بغیر اوسکے اذن کے نہین ہوسکتا اور چپ رہنا یا
ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم مین ہے یعنی اگر بالغ لڑکی نکاح کی اطلاع
کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا بے آواز کے رو دے جب تک
انکار نکرے یہ سب منظوری مین داخل ہین ان صورتون مین نکاح ہوجاتا ہے اور اوسمین
کچھ خلل نہین آتا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث سے جو ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے ثابت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ
نکاح کی جاوے جوان بیوہ عورت یا طلاق والی یہان تک کہ طلب کیا جاوے
امر اوسکا اور نہ بیاہی جاوے جوان کنواری عورت یہان تک کہ اذن لیا جاوے

اور سے کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اوسکا اذن یعنی کنواری کا اسلیے
کہ وہ بہت حیا کرتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکار نکرے غرضکہ جوان لڑکی
سے اوسکے نکاح کی اطلاع کر دینا ضرور ہے بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تو
بالغ لڑکی کا نکاح اوسی کی رضامندی پر موقوف ہے کچھ وارث کی حاجت نہین
جیسا کہ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے قال
اِنَّ جَارِیَۃً بِکْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ اَنَّ اَبَاھَا
زَوَّجَھَا وَھِیَ کَارِھَۃٌ فَخَیَّرَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی کہا
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ تحقیق آئی ایک کنواری بالغہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان کیا اوسنے یہ کہ اوسکے
باپ نے اوسکا نکاح کر دیا اور وہ ناخوش تھی پس اختیار دیا اوسکو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی یہ اختیار دیدیا کہ چاہے نکاح باقی رکھے یا فسخ کر ڈالے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جوان عورت پر وارث کو جبر نہین پہونچتا اگرچہ وہ کنواری
لیکن یہ جبر نکرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معزز مین شادی
کرے جیسے شیخ یا پٹھان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت مین اوسکے
وارثا کی رضامندی شرط نہین اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم مین
راضی ہو جاوے اور وارث اوسکے بسبب حقارت اور ذلت کے اس نکاح سے
ناخوش ہوں تو ایسے موقع مین ولی کی رضامندی بھی ضرور ہے اور کم سے کم

بغیر ایک ولی کے نکاح نہین ہو سکتا اور اگر ولی بالغ ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی
بھی نکاح درست ہے اس لیے کہ جوان مرد کو خود بھی اپنے نکاح کا پیغام دینا
عاقلہ بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد و عورت دونون کو چاہیے کہ کسی شخص
کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کرین اگرچہ دونو کی طرف سے ایک ہی آدمی ہو
لیکن وکیل کے ساتھ دو گواہون کا ہونا بھی ضرور ہے اگر دو مرد گواہی
کے لیے نہ مل سکین تو ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی کافی ہے اگر بے گواہ
نکاح درست نہین جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے عن ابن
عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال البغایا
اللتی ینکحن انفسہن بغیر بینۃ والاصح انہ موقوف علی ابن عباس یعنی
روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ بیشک فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کہ زناکرنیوالیان ہین وہ عورتین کہ نکاح کرتی ہین اپنا بے گواہون کے
اور طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والے کو چاہیے کہ پہلے خطبہ پڑھے پھر
ایجاب و قبول کرائے الحمد للہ نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا من یھدہ اللہ
فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و
رسولہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون یا ایھا الناس
اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما
رجالا کثیرا و نساء و اتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم

رَبَّنَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا آور آزاد مرد کو
چار آزاد عورتون کا اپنے نکاح مین جمع کرنا درست ہے اس سے زیادہ کا جائز
نہین اگر کوئی اونمین سے مر جاوے یا کسی کو طلاق دیدے تو پھر اور بی بی کرنا درست
ہے اور شرعی لونڈیون کی کچھ حد مقرر نہین ہے جتنی چاہے رکھے اور جس شخص
کے نکاح مین دو یا تین خواہ چار آزاد عورتین ہون اوسکو چاہیے کہ اپنی بیبیون
کی باری وغیرہ کے حقوق مین برابری کرے یعنی اون کے گھرون مین رات کو
باری باری سے رہے کسی کے گھر زیادہ اور کسیکے یہان کم نہ رہے ہان اگر کوئی
بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات معاف کر دے تو پھر مرد کو اختیار ہے جہان چاہے
جس بی بی کے گھر رہے عدل نہ کرنے سے گنہگار ہوگا اور باری کے برتاؤ
مین صرف رات کا رہنا شرط ہے دن کو جہان جی چاہے وہان رہے اور جس
بی بی کے گھر رات کو رہے اوس سے صحبت کرنا بھی باری مین داخل نہین یعنی
صحبت نکرنے سے اس مرد پر کچھ گناہ نہین حاصل یہ کہ جو مرد عورتون کے
نان و نفقے وغیرہ مین انصاف کر سکے اوسکو دو یا تین خواہ چار عورتون سے نکاح
کرنا درست ہے نہین تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورۂ نساء کے پہلے رکوع کی
اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى
فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا

فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنیٰ اَلَّا تَعُوْلُوْا یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ انصاف
کروگے عورتون کے حق مین پس نکاح کرو جو خوش لگین تم کو عورتون سے دو
دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کروگے تو ایک ہی عورت
سے نکاح کرو یا جس کے مالک ہوے دہنے ہاتھہ تمہارے یعنی لونڈیان یہ بہت
نزدیک ہے اوس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور شرعی غلام کو دو عورتون سے
زائد کا نکاح مین جمع کرنا آزاد ہون وہ عورتین یا لونڈیان درست نہین اور شرعی
لونڈی غلام وہ ہین کہ مسلمان کافرون سے جہاد کرکے اونکے اہل وعیال کو پکڑ کے
دار الاسلام مین لے آئین یا ایک ملک کے کافر دوسرے ملک کے کافرون سے
لڑین اور اونکے اہل وعیال کو پکڑ کے مسلمانون کے ہاتھہ بیچدین پس یہ اور ان کی
اولاد شرعی لونڈی غلام ہین اور ایسے ہی لونڈیون سے بغیر نکاح کے صحبت کرنا
درست ہے اور انہین کی تعداد صحبت کے لیے شرع مین کچھہ مقرر نہین جتنی چاہے
اپنے تصرف مین رکھے اور جو لوگ قحط سالی مین اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہین یا کسی
اور کی اولاد چورا کر دوسرے ملک مین فروخت کردیتے ہین یا لاوارث بچے لیکر
پال لیتے ہین اور اون کو اپنا لونڈی غلام سمجھتے ہین سو یہ شرع شریف مین ہرگز
لونڈی غلام نہین بلکہ سب آزاد ہین انپر کوئی حکم لونڈی غلام ہونے کا شرعاً
جاری نہین ہوسکتا اور جائز ہے مسلمان مرد کو جمع کرنا شرعی لونڈی اور اوسکی
مالکہ کا اپنے نکاح مین اور مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ

یا آتش پرست کی عورتوں سے آزاد ہوں یا لونڈیاں جائز ہے اگرچہ وہ اپنے ہی
دین پر رہیں اور مرد اپنے دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب کے
مرد سے ہرگز نہیں ہو سکتا اور بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کی
عورتوں سے نکاح نکریں جب تک کہ وہ محمدی نہو جاویں اور خاصکر دار الحرب
میں تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہان تک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتوں
نکاح کریں اور دین والیوں سے نکریں ہے پالک اور اوسکی بی بی سے نکاح کرنا
درست ہے اس لیے کہ متبنیٰ متبنیٰ کرنیوالے کا شرعاً بیٹا اور وارث نہیں ہوتا
اور نہ اوسکی بی بی اوسکی بہو ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ
سے جو سورۂ احزاب کے پہلے رکوع میں واقع ہوئی ہیں صاف ظاہر ہے
وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ
وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ یعنی اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے
یہ بات ہے اپنے سونہہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سوجھاتا ہے
راہ یعنی کفر کی وقت جو کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اوس سے جدا ہو جاتی
اور جو کسی کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیے
جورو کو ماں کہنا پارۂ قد سمع اللہ میں مذکور ہے اور لے پالک کا حکم آگے آتا ہے ان
دو کے ساتھ تیسری بات یہی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں اونپر
عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے اسکے دو دل ہیں جیسا کہ دیکھو تو

لیس کے دو دل تہین اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا
آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ
بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا یعنی پکارو لے پالکو نکو
اونکے باپ کا کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہان پہر اگر نہ جانتے ہو تم
اونکے باپون کو تو تمہارے بہائی ہین دین مین اور رفیق ہین تمہارے اور
گناہ نہین تمپر جس چیز مین تم چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ
بخشنے والا مہربان یعنی اگر بہول کر مونہہ سے نکل جاوے لے پالک کو کہ وہ فلانا
کا بیٹا ہے تو اس مین گناہ نہین مگر جانکر کسیکے بیٹے کو اور کا بیٹا کہنا اچہا ہے کہ یہ گناہ
کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ آپ کی لے پالک
حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تہین پہر اون سے طلاق ہو کے اللہ تعالی کے
حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مین آئین اسکا پورا پورا حال
قرآن مجید اور حدیث شریف مین لکہا ہے پس لازم ہے کہ سب مسلمان لے پالکو نکو
اپنا بیٹا اور وارث نہ جانین اور نہ اونکی بیبیون کو بہو سمجہین بلکہ شرع مین وہ غیر و نکی
طرح اجنبی ہین اونکا کوئی حق او رحصہ نہین مسجد اور مجمع مین نکاح کرنا اعلان کے
لیے مستحب ہے اور شوال کے مہینے کو نکاح کے لیے برا نہ جانین کیونکہ حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح اور زفاف اسی ماہ مین ہوا تہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا

کا نکاح اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زفاف بھی دونوں عیدوں کے بیچ مین ہوا تھا پس یہ مہینا نکاح کے لیے بہت ہی مبارک ہے اسکو ہرگز برا نہ جانین اگر خاص کر یہ برا ہوتا تو ایسے مبارک لوگون کا نکاح اس مہینے مین کیون ہوتا اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ اور تاریخ اور وقت اور دن کو کسی امر کے لیے بد اور نحس سمجھنا مین کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہین کسی مین برائی اور نحوست نہین ہے قرآن مجید اور حدیث شریف سے کسی دن اور ماہ وغیرہ کی برائی نہین ثابت ہوتی جس سے وہ برے سمجھے جاوین بلکہ ایسی باتون کا تو خیال کرنا شرک مین داخل ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت کو شرک اور کفر اور بدعت وغیرہ سے بچاوے اور اپنے حفظ و امان مین رکھے اما بعد اکثر جاہل اور نا واقف لوگ شادی بیاہ مین بہت سا روپیہ واہیات اور مزخرفات رسمون اور بیہودہ کامون اور منہیات مین خرچ کرتے ہین اور اسکو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہین اگر اپنے پاس نہین ہوتا تو قرض دام لیکر اپنے دل کی خواہشین جو خلاف مرضی خدا اور رسول ہین پوری کرتے ہین پھر قرض کی ادائی مین زندگی بھر طرح طرح کی تکلیف و ایذا مین گرفتار رہتے ہین اسلیے ضروری ہے کہ شادی وغیرہ مین اپنے مقدور کے موافق خرچ کرین قرض لیکر ادا نہ کرین کیونکہ قرض لینے مین بہت سے نقصان ہین ایک یہ کہ اس سے آدمی کثیر زیر بار اور تہی دست ہو جاتا ہے دوسرے سود دینے کے سبب سے گناہ کبیرہ مین گرفتار

ہوجاتا ہے تیسرے زندگی مین اگر قرض ادا نہوسکا اور اوسکے وارثون نے بہی اوسکی طرف سے ادا نکیا یا خدا نخواستہ نیت مین فساد آگیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہوا تو یہ قرض دوزخ مین داخل ہونیکا باعث ہوگا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین قرضدار کے بارے مین بہت سخت وعیدین آئی ہین کہ تفصیل اونکی تفسیر وحدیث کی کتابون مین موجود ہے چوتہے نکاح کرنیوالا ابتدا کرتے ہی قرضدار ہوجاتا ہے یعنی عورت کا مہر اوسکے ذمے واجب ہوجاتا ہے پہر اگر شادی کے لیے بہی قرض لیگا تو دو قرضون کی ادائی مین نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر کی مہر کی فصل مین آویگی

فصل اولیا ے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ شرع مین ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہین اگرچہ فاسق غیر متہتک ہو اور ولایت چار چیزون سے ثابت ہوتی ہے ایک قرابت سے اسمین عصبات اور ذوی الارحام داخل ہین دوسرے ملک سے جیسے مالک ہونا مولی کا اپنے غلام لونڈی کو تیسرے ولا ... چوتہے امامت سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا ہے غیر پر چاہے وہ مانے یا نمانے اور یہ ولایت نابالغ لڑکی کے لیے ہے ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ انکا نکاح بدون اجازت ولی کے نہین ہوسکتا اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کردے اگرچہ ثیبہ ہو تاکہ بے شرم نہ کہلاوے

یعنی بیحیا نہو

اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور دیوانی اور لونڈی کی صحت نکاح کی شرط ہے
عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہین اوسکا نکاح بدون رضاے ولی
کے بہی ہو سکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا اور ترتیب اولیا کی
نکاح مین اس طرح پر ہے کہ اول درجہ عصبات کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ اگر عورت
ہو نہ اور کسی وارث کے سب مال لیلوے اور حصے دار کے ساتہ باقی مال
اوس کو ملے جیسے باپ اور بہائی عینی ہو یا علاتی دادا چچا پردادا وغیرہ اور بیٹا
پوتا پرپوتا وغیرہ اور جو عصبات مین سے کوئی نہو تو ولایت ماں کے لیے ہے
پہر دادی پہر بیٹی پہر پوتی پہر نواسی پہر پوتی کی بیٹی یعنی پر پوتی پہر نواسی کی
بیٹی یعنی کنواسی کے لیے یعنی جہان تک نیچے درجے کی ہون پہر نانا پہر سگی
بہن پہر سوتیلی بہن جس کا باپ ایک ہو یعنی علاتی پہر ماں کی اولاد جن کو
اخیافی کہتے مین مرد ہون یا عورت پہر ان سب قسم کی بہنون کی اولاد کو اگر
انہین سے کوئی نہو تو ولایت ذوی الارحام کو ہے اس طرح کہ اول پہپہیون کو
پہر ماموؤن کو پہر خالاؤن پہر چچا کی بیٹیون کو اور اسی ترتیب سے ان سب
کی اولاد کو یعنی پہلے پہپہیون کی اولاد پہر ماموون کی پہر خالاؤن پہر چچا زاد
بہنون کی اولاد کو اگر انہین سے بہی کوئی نہو تو والی مولی الموالاۃ ہے یعنی جسکے
ہاتہ پر نابالغ لڑکے کا باپ اسلام لایا اور وہ اوسکے باپ کا وارث ہو گیا
پس یا مولی الموالاۃ کو اوسکے نکاح کرنے کی ولایت پہونچتی ہے اگر یہ بہی نہو تو ولایت

حاکم کو ہے پھر اوس شخص کو ہے جسکو حاکم نے قاضی بناکے نابالغون کے نکاح
کی اجازت دی ہو پھر قاضی کے نائبون کو اور انہین سے ایک ولی کا ہونا
کافی ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح مین یہ شرط ہے کہ ولی آزاد عاقل بالغ
مسلمان ہو اس لیے کہ غلام اور دیوانے اور بچے اور کافر کو ولایت نہین ہے
اسی طرح مسلمان کو کافر پر ولایت نہین مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لونڈی پر
یا مسلمان بادشاہ خواہ اوسکے نائب کو بسبب عام کی وجہ سے کافر پر ولایت
ہو سکتی ہے اور وصی کو مطلقا ولایت نہین ہے ہان اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم
تو یہ بصورت نہونے کسی قریب کے ولی ہو سکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب
حنفیہ کے ہے علمای محدثین فرماتے مین کہ نکاح عورت کا بدون ولی کے باطل
ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت
کیا ہے عَنْ اَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا
بِوَلِيٍّ یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا نہین ہے نکاح بغیر ولی کے اور جیسا کہ امام احمد اور
ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ
نُكِحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ
فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ

ولیٔ فہی لا ولی لہٗ یعنی بتیاک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو عورت
بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح کرے پس نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اوسکا
باطل ہے پس نکاح اوسکا باطل ہے پہر اگر صحبت کی اوس عورت سے تو
اوسکے لیے مہر ہے اس سبب سے کہ نادر اوٹہایا اوسکی شرمگاہ سے پہر اگر ولی
آپس مین جہگڑین تو بادشاہ اوسکا ولی ہے جسکے واسطے کوئی ولی نہین سوا اسے
اسکے اور بہت حدیثین ہین جن سے صحیح ہونا عورت کے نکاح کا بدون ولی
کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہین کہ اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن
سے روایت ہے پہر اونہون سے تیس صحابی بیان کیے یعنی اس باب مین تیس
صحابی سے روایت ہے پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا شرط
ہے اور نکاح باندہنے والا سوا اوسکے اور کوئی نہو اور جو عورت اپنا نکاح بغیر
اذن ولی کے کرے اوسکا نکاح باطل ہے

فصل مہر کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مہر واجب ہے اس لیے کہ قرآن شریف مین وارد ہے وآتوا النساء
صدقاتهن نحلة یعنی اور دو عورتون کو مہر اونکے خوشی سے اور فرمایا
فلا تاخذوا منه شيئا یعنی تو نہ پہیر لو اوس مین سے کچہہ اور فرمایا وكيف تاخذونه
وقد افضى بعضكم الى بعض واخذن منكم ميثاقا غليظا یعنی اور کیونکر

اونکو لے سکو اور پہونچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکین تم سے عہد گاڑہا
یعنی جب مرد عورت تک پہونچا تو اوسکا تمام مہر لازم ہوا اسکے بغیر اوسکی چھوڑے
نہین چھوٹتا اور عہد گاڑہا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضے مین آئی
ورنہ اوسکا مال نہین اور فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ یعنی اور گناہ نہین تمپر کہ نکاح کرلو اون عورتون سے جب اونکو دو
اونکے مہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح بدون مہر کے
جائز نہین رکہا اور مہر ہی سے نکاح اور زنا مین تمیز ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالی
نے ارشاد فرمایا ہے اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ یعنی یہ
کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو یعنی زبان سے
ایجاب قبول درمیان مین آوے اور مال دینا قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور
حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا ثابت ہے اور مہر کی دو قسمین ہین ایک معجل
اسمین بعض علما کے نزدیک دخول سے پہلے کچھ دینا ضرور ہے اس لیے کہ ابوداؤد
اور نسائی مین ہے کہ عبد الرحمن بن ثوبان نے ایک صحابی سے
روایت کی ہے اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ
بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ
بِهَا فَمَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُعْطِيَهَا شَيْئًا فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَعْطِهَا

دِرْعَكَ وَاَعْطَاهَا دِرْعَهٗ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا یعنی جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے ساتھہ نکاح کیا تو اونہوں نے
چاہا کہ اون سے صحبت ہون پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا
اون کو صحبت کرنے سے یہان تک کہ کچھہ دیوین حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو
پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کچھہ نہین ہے
آپ نے اون سے فرمایا کہ تو اپنی زرہ اوسکو دیدے پس حضرت علی نے اپنی زرہ
اونکو دیدی پہر صحبت کی اون سے اور مہر اونکا چار سو مثقال چاندی کا تہا جس کے
ڈیڑہ سو روپے کلدار ہوتے مین پس اوس مین سے کسی قدر دینے کا حکم فرمایا
اس سے معلوم ہوا کہ صحبت سے پہلے عورت کو اوسکے مہر مین سے کچھہ دینا
ضرور ہے لیکن مختار یہ ہے کہ دخول سے پہلے عورت کو اوسکے مہر مین سے کچھہ دینا
مستحب ہے واجب نہین اس لیے کہ ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کی ہے قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اَنْ اُدْخِلَ امْرَاَۃً عَلٰی زَوْجِہَا قَبْلَ اَنْ یُّعْطِیَہَا شَیْئًا یعنی فرمایا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہ حکم دیا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل کرون
مین ایک عورت کو اوسکے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اوسکو کچھہ دیوے اور اس
مہر معجل مین یہی شرط ہے کہ جب عورت یا اوسکے ورثہ زر مہر طلب کرین تو فوراً اونکو
دینا چاہیے اور اوسکی ادائی مین تاخیر نکرے اور حاکم بہی ایسے مہر کی ادائی مین

مہلت نہیں دلاسکتا دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب کے وقت اوس کی
ادائی مین مہلت ہو سکتی ہے اور حاکم بھی اوسکی ادائی قسطون کے ساتھ کرا سکتا
ہے اور اسکو مہر مؤجل کہتے ہین مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی حد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہین فرمائی کہ اوس سے گھٹانا بڑہانا منع ہو
اسلیے کہ قلت کے بارے مین ابوداوٗد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰی فِیْ صَدَاقِ
اِمْرَأَتِہٖ مِلْأَ کَفَّیْہِ سَوِیْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے دیا اپنی بی بی کے مہر مین دونو ہاتھہ بھر کر ستو یا کھجور
پس تحقیق حلال کر لیا اوس نے اوس عورت کو یعنی اپنے اوپر اور احمد اور
ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ امْرَأَۃً
مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّمَ اَرَضِیْتِ عَنْ نَفْسِکِ وَمَالِکِ بِنَعْلَیْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَہٗ یعنی بنی فزارہ
کے قبیلے مین سے ایک عورت نے دو جوتیون پر نکاح کیا پس فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان و مال سے بعوض دو جوتیون کے
راضی ہو گئی اوس نے کہا ہان تو جائز رکہا آپنے اوسکا نکاح اسی طرح اور حدیثون سے
بھی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہین اور کثرت مہر کی بھی کوئی
حد شرع شریف سے ثابت نہین ہوتی اسی لیے اللہ تعالی نے وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ

مسائل ارشاد فرمایا ہے یعنی اور دیکھئے سوا ایک کو ڈھیر مال لیکن بہت بھاری
مہر باندھنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً یعنی بہت بڑی
برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم محنت میں یعنی مہر اور خرچ کم ہو پس اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ کم مہر باندھنا موجب برکت کا ہے گو لاکھوں کروڑوں سے مہر کی
صریح ممانعت نہیں آئی مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق
مہر باندھے اور جہاں تک ہو سکے کم کرے اور اوسکی ادائی کی نیت رکھے کیونکہ
اگر نکاح کے وقت ادا کرنے کی نیت نہو گی تو نکاح ہی نہو گا ابن ماجہ نے ابو عجفار
سلمی سے روایت کیا ہے قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تُغَالُوْا
صَدَاقَ النِّسَآءِ فَاِنَّھَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَانَ
اَوْلَاکُمْ وَاَحَقَّکُمْ بِھَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصْدَقَ امْرَاَۃً
مِنْ نِسَآئِہٖ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَاَۃٌ مِنْ بَنَاتِہٖ اَکْثَرَ مِنْ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ اُوْقِیَّۃً
یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتوں کا مہر اسلیے کہ یہ زیادہ
مہر باندھنا اگر دنیا میں عزت یا اللہ کے نزدیک تقوے کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تھے اوسکے ساتھ آپ نے
اپنی بیبیوں میں سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا اور نہ آپکی

اسپاہیزادیون مین سے کسیکا اس سے زیادہ مہر باندھا گیا سوائے اسکے مہر کی کمی
مین ایک یہ فائدہ ہے کہ جب مہر کم ہوگا تو جو شخص ارادہ نکاح کا کریگا کر لیگا اور یہ
مشکل نہوگا اور لوگ بہت نکاح کرینگے اور فقرا کو بھی نکاح پر قدرت ہوگی اور
کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے ظہور مین آویگی بخلاف اسکے کہ جب مہر
بہت ہوگا تو سوائے مال والون کے اور کوئی نکاح پر قادر نہوگا اور محتاج
لوگ جو بہت ہین بے نکاح رہین گے پھر وہ کثرت جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل نہوگی اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر صحبت
کے طلاق دیجاوے تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اوسکا آدھا عورت کو
دینا فرض ہے اور جس عورت کا مہر کسی سبب سے نکاح کے وقت مقرر نہو اور نکاح
ہوگیا اور صحبت بھی کسی وجہ سے نہین ہوئی اور خاوند مرگیا تو ایسی صورت مین اوس
عورت کو مہر مثل دلوایا جائیگا یعنی اوس عورت کے باپ کی طرف سے جو عورتین
رشتہ دار ہین اونکے مہر کے موافق مہر دینا لازم ہوگا مثلا جو مہر اوسکی پھوپیون اور
بہنون اور چچا کی بیٹیون کا ہوگا وہی اوس عورت کو بھی دلایا جائیگا جیسا کہ ترمذی
اور نسائی اور دارمی اور ابو داود نے روایت کیا ہے عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ
يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ
وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ

قَضَى رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِی بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَۃٍ
مِنَّا بِمِثْلِ مَا قَضَیْتَ فَفَرِحَ بِہَا ابْنُ مَسْعُودٍ یعنی علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اوس نے
ایک عورت سے نکاح کیا اور اوس کے لیے کچھ مہر مقرر نکیا اور نہ اوس سے
صحبت کی یہان تک کہ وہ مرگیا پس فرمایا ابن مسعود نے یعنی مہینا بہر کے بعد
اجتہاد کرکے کہ اوس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اوسکی قوم کی عورتونکے
یعنی مہر مثل دینا ہوگا نہ کم نہ زیادہ اور اوسپر عدت وفات کی ہے یعنی
وفات کی عدت پوری کرے اور اوسکے لیے میراث ہے یعنی اوسکو ترکہ
بھی ملیگا پہر معقل بن سنان اشجعی کہڑے ہوے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے
ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروع واشق کی بیٹی کے حق مین کہ
ایک عورت تہی ہم مین سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات
سے خوش ہوے اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست ہے جیسا کہ اس
آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِہٖ مِنْ
بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا یعنی گناہ نہین تمپر اوس چیز مین کہ تم
اوسکے ساتہہ رضامند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے حکمت والا
اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالی مرد کو آسودہ اور غنی کردے اور
بی بی اسکے مہر مین زیادہ کرنا چاہے اور خاوند بہی اوسپر رضامند ہو تو بشرط

دونونکی رضامندی سے مہر مین زیادتی ہوسکتی ہے سوائے اسکے غنا ہوتا جتنا
مال چاہے دے مثلا ایک خزانہ بی بی کو بخشدے لیکن اولی و افضل
ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اوسکا ادا کرنا دشوار نہو اور
کسی طرح کی ناخوشی دل مین نہ آوے اور بہاری مہر کی کراہت سے بہی
محفوظ رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر ادا کرکے سبکدوش ہوجاوے اسلیے
کہ مہر بہی حقوق عباد سے ہے بغیر ادا کرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے
اوس سے رہائی نہین ہوسکتی اور اسکی معافی مین عورت ہی کو اختیار ہے
چاہے معاف کرے یا نہ کرے اوسپر کسی کو جبر نہین پہونچتا اور نہ کوئی اوسکی طرف
سے عفو کرسکتا ہے اور جب تک مہر ادا نہو تمام ورثہ مرد کے اوسکی میراث سے محروم
رہتے ہین ایک حبہ بہی کسیکو نہین ملسکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد جو مال بچے
اوسمین سے ورثہ کو ترکہ ملیگا اور مہر ایسا بڑا حق ہے کہ اگر عورت خاوند سے یہ کہے
کہ جب تک تو میرا مہر نہ دیگا مین تجہسے ہم بستر نہونگی تو وہ عورت ہم بستر نہونے سے
گنہگار نہوگی اور اگر عورت مرگئی اور اوس نے مہر معاف نہ کیا تو اوسکے ورثہ مہر
کے مستحق ہین اونکو مرد کے مال مین سے بقدر دین مہر کے دلایا جاویگا غرضکہ
دین مہر سے بغیر ادا کرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہین ملتی پس چاہیے کہ
اپنی استعداد کے موافق تہوڑا مہر باندہین اور جلدی سے ادا کرکے دنیا و آخرت
کے مواخذے سے نجات پاوین

فصل آداب صحبت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دولہن بیاہ کے گھر مین لاوے تو
پہلے اوسکا ماتھا پکڑ کے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ
مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ اور یہ دعا
ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے فائدہ اس دعا کے
پڑھنے کا یہ ہے کہ حق تعالی اسکی برکت سے عورت کی برائی کو دور کرتا ہے اور
بھلائی کو پہنچاتا ہے اسی طرح اگر کوئی لونڈی غلام یا کوئی جانور سواری کا خریدے
تو اوسکا بھی ماتھا پکڑ کے یہی دعا پڑھے اور شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ بعض
علما یہ فرماتے ہین کہ جب دولہن کو گھر مین لاوے تو سنت یہ ہے کہ اوس کے
دونو پانون دھو کر اوس پانی کو گھر کے کونون مین چھڑک دے اس عمل سے
اللہ تعالی اوسکے گھر مین برکت دیگا اور خاوند کو چاہیے کہ صحبت سے پہلے
ہمیشہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تاکہ اسکی برکت سے شیطان دور رہے اور اولاد
نیک بخت پیدا ہو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا
رَزَقْتَنَا یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون اے اللہ دور رکھ ہم کو شیطان
سے اور دور رکھ شیطان کو اوس سے جو تو ہم کو دے اس دعا کو ترمذی
وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور صحبت کرتے وقت
قبلے کی طرف منہ نکرے اور شرعۃ الاسلام مین یہ لکھا ہے کہ قربت کے بعد

پیشاب کرلیا کرے نہیں تو کے لیے مرض مین گرفتار ہونے کا خوف ہے
کہ علاج کرنا اوسکا مشکل ہوگا اور فقیہ ابواللیث نے یہی لکھا ہے کہ قربت
کے بعد طہارت کرلیا کرے کہ اس سے بدن کو تندرستی حاصل رہتی ہے
لیکن ٹھنڈے پانی سے طہارت نکرے کیونکہ اس سے تپ کا اندیشہ ہے حیض
اور نفاس کے دنون مین صحبت نہ کیا کرے اسلیے کہ ایسی حالت مین قربت کرنا
حرام ہے سواے اسکے اکثر سوزاک وغیرہ کے مرض مین مبتلا ہوجاتا ہے اور
نفاس کی حالت مین صحبت کرنے سے طرح طرح کے نقصان عورت کے رحم
کو بھی پہونچتے ہین اور حیض کی آمد کے قریب زمانے مین بھی صحبت نکرے
کیونکہ اوس وقت لہو مین جو شش اور حرارت ہوتی ہے اگر اوس زمانے مین
حمل رہجائیگا تو بچہ بدصورت بدخلق سانولا پیدا ہوگا پس چاہیے کہ ایام سے فارغ
ہونے کے بعد عورت سے صحبت کیا کرے اور حمل رہنے کے لیے ہر مہینے
مین دو ہفتہ مشہور ہین ہفتۂ اول حیض سے فارغ ہونے کے بعد ہفتۂ آخر
قریب حیض کے مگر قربت کے لیے ہفتۂ اول بہتر ہے اور یہی سنا ہے کہ دن
مین صحبت کرنے سے دختر کا حمل رہتا ہے اور شب مین لڑکے کا اور قنیہ وغیرہ
مین لکھا ہے کہ کھڑے ہوکر صحبت کرنا بدن کو ضعیف کرتا ہے اور پیٹ بھرے پر
قربت کرنے سے بچہ کند ذہن پیدا ہوتا ہے اس واسطے ضرور ہے کہ جب
صحبت کرنا چاہے تو ایسے وقت کرے کہ کھانا معدے سے نیچے اوترجاوے

اور خالی پیٹ بھی صحبت نکرے عورت اور مرد دونون کو چاہیے کہ قربت کے وقت بالکل ننگے نہوجایا کرین چادر وغیرہ اوڑہے رہا کرین اس لیے کہ ابن ماجہ نے عتبہ بن عبدسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اتی احدکم اہلہ فلیستتر ولا یتجرد تجرد العیرین یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ آوے ایک تمہارا اپنی بی بی کے پاس یعنی اوس سے صحبت کرے تو چاہیے کہ پردہ کرے اور ننگا نہو مثل ننگے ہونے دو وحشی گدہون کے اور فقیہ ابوالیث نے بستان مین یہ لکھا ہے کہ ننگے ہونے سے اولاد بیحیا پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل ننگے ہونیسے منع فرمایا ہے اور یہ بھی بستان مین لکھا ہے کہ صحبت کے وقت بہت باتین نہ کیا کرے کیونکہ اس سے بچے کے گونگے پیدا ہونے کا خوف ہے مگر اسکی کوئی صحیح سند نہین ہے اسی لیے بعض علما فرماتے ہین کہ جماع کے وقت کلام کرنا ایک قسم کی حسن عشرت ہے جسکی ترغیب حدیثون مین وارد ہوئی ہے اور شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ قربت کے وقت عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے کیونکہ اس سے بچے کے اندہے پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اسکی بھی کچھ اصل نہین ہے اور بستان مین لکھا ہے کہ جب کسی مرد کو بے صحبت کیے حاجت نہانے کی ہوجاوے تو وہ بے نہائے بی بی کے پاس نہ جاوے کیونکہ اس سے بچہ دیوانہ یا بخیل پیدا ہوتا ہے اور صحبت کی کثرت

نہ چاہیے کیونکہ بہت صحبت کرنے سے مرد اور عورت دونون ضعیف اور ناتوان ہوجاتے ہین سواے اسکے دونون کی عمر بھی کم ہوجاتی ہے اسلیے بہتر یہ ہے کہ ہفتے مین ایک دو بار اور بہت سے بہت ایک دن درمیان دیکر صحبت کیا کرین اس سے زیادہ صحبت کرنے مین بہت نقصان ہوتے ہین سب سے بڑا یہ ہے کہ حمل کو مانع ہوتی ہے اور عورت کو چاہیے کہ صحبت سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک چت لیٹی رہے اور اپنے پانون کسی اونچی چیز پر مثل تکیے وغیرہ کے کچھ دیر تک رکھے رہے تاکہ اگر حمل رہا ہو تو اپنی جگہہ پر ٹھہر جاوے

باب پانزدہم

فصل عورتون کے دوسرے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالی نے نماز روزے حج زکوۃ وغیرہ کے احکام قرآن شریف مین سب مسلمانون کے لیے مقرر فرمائے ہین اسی طرح بیوہ عورتون اور طلاق والیون کے نکاح کر دینے کا حکم بھی اپنی کتاب عزیز مین بیان فرمایا ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے چودھوین رکوع مین ارشاد ہوا ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب طلاق دی تم نے عورتون کو پھر پہنچ چکین وہ اپنی عدت تک تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح

کرلین بدولت اپنے خاوندون سے جب باہمی ہوجاوین آپس مین موافق دستور کے
یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم مین یقین رکہتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر
اس مین سنوار زیادہ ہے تم کو اور ستہرائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے
پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کو طلاق ہوجاوے تو
اوسکو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت شارع نے طلاق والی کے لیے
معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کرنیکا اختیار ہے کسی وارث کو اوسکا منع کرنا نہین چاہیئے
کیونکہ اللہ تعالی نے عورت کے اولیا کو صاف حکم دیا ہے کہ جو عورت نکاح ثانی
کرنا چاہے اوسکو نہ روکو بلکہ اونکو رغبت دلائی ہے کہ نکاح ثانی کردینے مین تمہارے
لیے بہت سنوار اور نہایت ستہرائی ہے اور ایک طرح کی تنبیہ بھی فرمائی یعنی یون
ارشاد کیا کہ یہ حکم اوسکے لیے ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکہتا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اوسپر عمل نکرے بلکہ اس کو ننگ
وعار سمجھے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہین اور اسی طرح مین نکاح ثانی کے
باب مین یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ
اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ
یعنی اور جو لوگ مرجاوین تم مین سے اور چھوڑ جاوین عورتین وہ انتظار دیوین
اپنی جانون کو چار مہینے دس دن کا پھر جب پہونچ چکین وہ اپنی عدت کو تو تم پر

گناہ نہیں جو وہ اپنے حق میں کریں موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت کو اوس کی عدت گذرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے اوسکے ورثہ میں سے میکے کے ہوں یا سسرال کے کسی کو مانعت نکاح کی نہیں پہنچتی اور اٹھارویں پارے سورۂ نور کے چوتھے رکوع میں صراحت سے ارشاد فرمایا ہے وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ یعنی اور بیاہ دو تم رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہوں گی اللہ انکو غنی کر دیگا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا پس اس آیت میں اللہ تعالی نے بیوہ عورتوں کے والیوں کو صاف یہ حکم فرمایا کہ اونکا دوسرا نکاح کر دو اور اسی سے نکاح ثانی کی بہت بڑی تاکید سمجھی جاتی ہے اس لیے کہ اول تو اللہ تعالی نے اس آیت شریف میں صیغہ امر کا جو وجوب پر دلالت کرتا ہے ارشاد فرمایا اور دوسرے یہی فرمایا کہ جو مفلس ہونگے اللہ انکو غنی کر دیگا یعنی نکاح ثانی ایسا عمدہ فعل ہے کہ اللہ تعالی اوس کی برکت سے محتاجی دور کر دیگا تیسرے من فضلہ کے لفظ سے یہ ثابت ہوا کہ بیوہ عورتونکے نکاح ثانی کرنے سے پروردگار کی عنایت خاص متوجہ ہوتی ہے اور اس آیت سے بھی جو سورۂ تحریم کے پہلے رکوع میں ہے فضیلت نکاح ثانی کی

ثابت ہوتی ہے عسى ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن
مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثيبات وابكارا
یعنی ابھی اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو اوسکا رب بدلے مین دے اوسکو
عورتین تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیان نماز مین کھڑی رہتیان توبہ کرتیان
بندگی بجا لاتیان روزہ دار بیاہیان اور کنواریان یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور آپ کی بیبیون مین کسی بات پر کچھ گفتگو ہوئی تھی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیون سے رنجیدہ ہوئے تھے اللہ پاک نے
آپ کی بیبیون کی چشم نمائی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے
رسول کی اچھی طرح اطاعت نہ کروگی تو وہ تمہارے بدلے مین اوسکو
بہتر سے بہتر بیبیان عنایت کریگا جنمین وہ صفتین ہونگی جو بیان ہوئین اور
اونکی صفتون مین یہہ بھی صفت بیان فرمائی کہ وہ بیاہیان ہون اور ظاہر ہے
کہ بیاہیان نہین ہوسکتین جبتک اونکا دوسرا نکاح حلال نہو پس اس آیت
سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت ہوا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتین اللہ
کے نزدیک اچھی ہین مثل کنواری کے بیوہ مین بھی پائی جاتی ہین اور عزت
وشان مین اللہ پاک کے نزدیک کنواریان اور بیاہیان دونون برابر ہین
بلکہ اس آیت شریف سے بیاہیون کی فضیلت کنواریون پر زیادہ ثابت
ہوتی ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے کنواریون سے پہلے بیاہیون کا ذکر

فرمایا اوجود یکہ کنواریون کا درجہ بیاہیون سے پہلے ہے علاوہ اسکے
بیاہیان کنواریون سے خوب تجربہ کار اور زیادہ عقل والیان ہوتی ہین
اور اکثر حاملہ بھی جلد ہوجاتی ہین جب ان آیتون سے بیوہ کے دوسرے
نکاح کرنے کا حکم اور اوسکی فضیلت ثابت ہوئی تو سب مسلمانون کو چاہیے
کہ اپنی رانڈون کو نکاح ثانی کی ترغیب دیا کرین اور ہمیشہ اوسکے کرنیکی
خوبیان اور نہ کرنے کی برائیان جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے
ثابت ہین اونکے سامنے بیان کیا کرین تاکہ وہ اوسکو عیب نہ سمجھین اور برا
نہ جانین اور جب کفو ملجاوے تو بلا تامل نکاح ثانی کردین جیسا کہ ترمذی نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَا یُؤَخَّرْنَ اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اٰنَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ
وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَھَا کُفْوًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تین چیزین نہ دیر کیجاوین نماز جب کہ آجاوے یعنی وقت اوسکا اور جنازہ
جب حاضر ہوجاوے اور رانڈ جب کہ پاوے تو اوسکے لیے کفو اور اسی مضمون
کی اور بھی کئی آیتین اور حدیثین ہین اختصار کے لیے اسی قدر پر کفایت کیگئی
اس واسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے اور اس باب مین تو متعدد
آیتین اور بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین پھر اپنی ہواے نفسانی اور جہالت
و نادانی کے پیرو ہو کے قرآن مجید اور حدیث شریف کے حکمون سے منہ موڑنا

بت پرستون کی رسم کے موافق بیوہ اور طلاق والیون کو نکاح سے روکنا اور اس بات کو اچھا سمجھنا اور جس عورت نے موافق حکم خدا اور رسول کے دوسرا نکاح کر لیا ہو اوسکو ذلیل و خوار جاننا صریح قرآن شریف کی آیتون کا جھٹلانا اور سنت نبوی سے مونھہ پھیرنا ہے اور کلام الٰہی کے ایک حرف کا بھی جھٹلانا اور اوس سے انکار کرنا بالاتفاق کفر ہے پس داناؤن اور جاہل مسلمانونکو لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیون کو نکاح ثانی سے نہ روکین دیکھو سوا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور سب بیبیان خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک مین دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تھین چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مان اور سب بیبیون مین افضل مین دو نکاح کے بعد آپ کے نکاح سے مشرف ہوئین اسی طرح حضرت حفصہ اور حضرت زینب حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ حضرت سودا اور حضرت جویریہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن سب سے دو دو تین تین نکاح کے بعد آپکے نکاح مین آئی تھین علاوہ اسکے سو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور صاحبزادیون کا خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح کر دیا تھا اور ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے ہین پھر ان بیبیون سے زیادہ کون شریف اور صاحب عزت و عفت ہے جو اپنی پارسائی اور عزت کی

وجہ سے نکاح ثانی کو برا کہے اور دوسرا نکاح کرنے والی کو بیحیا اور ذلیل و خوار
جانے پس ایمان والوں کو لازم ہے کہ اپنی جہالت و نادانی کو چھوڑ کے
قرآن شریف کے حکموں اور سنت نبوی کے مطیع ہوں اور ہندوؤں کی رسم کو
نہ اختیار کریں اور بیحیاوں کی امت نہ بنجاویں اس لیے کہ سوا ہندوؤں کے اور
سب اہل کتاب کے نزدیک نکاح ثانی درست ہے بلکہ کسی دین اور کسی امت
میں سوای ہندوستان کے اس امر کو معیوب بہی نہیں جانتے اور جو اسکو برا جانتے
ہیں وہ لوگ ویسا ہی پہل پاتے ہیں اس واسطے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو
بے نکاح گھر میں بٹہا کر طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں اور انواع و اقسام کی
بے غیرتیوں اور بے شرمیوں اور رسوائی اور ذلتوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور
وہ بیچاریاں بہی اپنا تیا مارکے ورنا کی جان پر صبر کرکے چپ بیٹھی رہتی ہیں اور
ہر طرح کی مصیبت اوٹہاتی ہیں یا شیطان کے اغوا سے چوری چھپے
زنا وغیرہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور اکثر حمل رہجاتا ہے پہر وہ اسکو گرانا چاہتی
ہیں اور گرانے کے صدمے سے یا تو خود ہی مرجاتی ہیں نہیں تو زہر وغیرہ
کہا کر اپنی جان مفت گنواتی ہیں یا کوئی وارث غیرت کی راہ سے اونکو مارکے
آپ دائم الحبس رہتا ہے اور جو بعض عورتیں اپنی جان نہیں دیتیں تو بچے کا تو
ضرور ہی خون کرتی ہیں اس لیے کہ کوئی اسقاط کراتی ہے اور کوئی زندہ بچے
کو مار کے پہینکدیتی ہے اور جو خوف خدا اور محبت کی وجہ سے مارتی نہیں تو بچے کو

زیادہ ہر اور دونو کی بہتری ہے اور ورنہ سنت مین وقیوت بیٹھے ہین
اس لیے کہ حمل گرانا یا بچہ ہونا ایسا نہین ہے کہ گھر مین کانون کان کسیکو خبر
نہو بلکہ اونکے ورثہ خود اس فعل بد مین اونکی مدد کرتے ہونگے کیونکہ ایسے
کام اکیلی عورت سے نہین ہوسکتے جبتک کہ کوئی اور معاون ہو اور غیر کو کیا
غرض ہے کہ ایسے برے کام مین مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ خود اپنی پریشانی اور
اونکی تکلیف کے باعث ہوتے ہین اس واسطے کہ وہ بیچاریان دنیا مین تو
اسقاط اور بچہ چھپانے کی اندیشہ بھگتتی ہین اور آخرت مین زنا اور خون وغیرہ
کا عذاب اپنے ذمے لیتی ہین اور ورثہ دنیا مین تو اونکی عیب پوشی اور
آبرو اور جان بچانے کی فکر مین پریشان اور سرگردان رہتے ہین اور آخرت
مین خدا اور رسول کی نافرمانی اور اپنی دیوثی کی جوابدہی مین گرفتار ہونگے
پھر نہین معلوم کہ بیوہ اور طلاق والیون کو نکاح ثانی سے روکنے مین کیا
مصلحت ہے اور کنواریون کی اس قدر خوشی خوشی جلدی شادی کرتے ہین
کہ اونکو پورا بالغ بھی نہین ہونے دیتے کیا نفع ہے باوجودیکہ کنواری لڑکی
دنیا کی کسی لذت سے واقف نہین ہوتی اور نہ کسی طرح کا اوسنے حظ نفس اوٹھایا
وہ تو اپنے مان باپ کے گھر خوش وخرم رہتی ہے ورثہ زبردستی اوسکا نکاح
کردیتے ہین اور کیسا کیسا سامان جہیز وغیرہ کا اوسکے واسطے تیار کرتے ہین
اور کیا کیا آرائش اونکی شادی مین کیجاتی ہے یہان تک کہ ہزارہا روپیہ

مفت مین خرچ ہوتا ہے اگر روپیہ پاس نہو تو قرض دام لیکر یا بھیک مانگ کے
اوسکی شادی کیجاتی ہے بیوہ اور طلاق والی کو اگرچہ کیسی ہی جوان ہو
گھونٹ گھونٹ کر بٹھاتی ہین اور طرح طرح کی تخیلین بیٹھنے کے لیے اوسکو
دیتے ہین اور عمر بھر ذلیل و خوار سمجھتے ہین کپڑے اور زیور وغیرہ سے ایسا تنگ
رکھتے ہین کہ چوڑیان اور رنگین کپڑے تک نہین پہننے دیتے اور ہر [illegible]
ہین اوسکو ذلیل اور حقیر کرتے ہین یعنی عزیز دن ہی کی شادی مین [illegible]
کہتے ہین کہ یہ جہیز دولہہ دولہن کی ہے اسکو بیوہ ہاتھ نہ لگاوے کہ گویا اوسکی
بدبختی محفل مین ہر ایک کو جتاتے ہین اور دوست بنکر ہر طرح سے ستاتے
ہین ان بیچاریون کے واسطے تو اس قدر تنگی اور آپ چار پر بھی قناعت
نہین کرتے پانچ پانچ سات سات حرمین کر لیتے ہین اور جو کوئی عورت
اونمین سے مرجاوے تو آپ تیسرے ہی روز اپنے نکاح کا پیغام بھیجتے ہین یا
اور اون غریبون کو جو ہر طرح کی لذت اور دنیا کے مزے سے واقف ہو چکی ہین
ناحق نکاح سے روکتی ہین وہ بیچاریان بھی وارثون کی جان پر صبر کرکے
گھر مین چپ بیٹھی رہتی ہین اور اپنے دین اور دنیا اور جوانی کو خاک مین
ملاتی ہین اور وارثون کی خوشی کے لیے زبردستی اپنے جی کو مار کے ظاہر
مین لوگون سے کہتے ہین کہ اب ہمارا جی نکاح کو نہین چاہتا ہمکو مرد کی خواہش
نہین انصاف سے دیکھو تو یہ بات اونکی صرف وارثون کی رضامندی کے لیے ہے

ورنہ بہی تو خاوند ہی کو چاہتا ہے اور غور کرنا چاہیے کہ اگر اونکا خاوند زندہ اور
موجود ہوتا تو پچاس ساٹہہ برس تک اون سے صحبت کرتا رہتا اور دو بیچ میں
اتفاقاً اگر خاوند بسبب کسی بیماری کے اونکے ساتہہ صحبت کرنے سے باز رہتا
تو اوسکا شکوہ و شکایت کرتی رہتین بخلاف بیوہ کے کہ اگر بارہ برس کی عمر
مین ہی رانڈ ہو جاوے تو یہی کہتی ہے کہ مجہے مرد کی خواہش نہین ہے سو یہ
کہنا اوسکا محض وارثون کی خوشی یا اونکی تعلیم کے سبب سے معلوم ہوتا ہے اسلیے
کہ خاوند کے ہوتے ہوئے تو بڑی عمر تک صحبت سے سیری نہونا اور اوسکے
مرجاتے ہی اگرچہ بچہ ہی سن کی ہو مرد کی خواہش نرہنا اسکے معنی کسی
عاقل کی سمجہہ مین نہین آتے اور ایک قوی دلیل اس امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا
جلد نکاح کر دینا بہتر ہے اوسکو ٹہانہ رکہنا چاہیے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالی
نے سال بہر عدت بیوہ کی معین فرمائی تہی جیسا کہ دوسرے پارے کے
پندرہوین رکوع کی اس آیت سے ظاہر ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ
يَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ
یعنی اور جو لوگ کہ مر جاوین تم مین سے اور چہوڑ جاوین عورتین وصیت کر دین
اپنی عورتون کے لیے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکالدینا پہر اوسی پارے کے
چودہوین رکوع مین اس بڑی مدت کو منسوخ فرماکے چار مہینے دس دن مقرر
فرمائے جیسا اس آیت سے ثابت ہے۔ یعنی عورت چار مہینے دس دن سے زیادہ

بے شوہر دیکے نہیں رہ سکتی کیونکہ اللہ تعالی سب کا خالق ہے وہی اپنی مخلوق
کی بھلائی برائی کو خوب جانتا ہے اوسی کو خبر ہے کہ اس سے اتنا ضبط
ہو سکیگا زیادہ غیر ممکن ہے اسی واسطے سال بھر کی مدت کو منسوخ فرمکے چار مہینے
دس دن کی عدت مقرر فرمائی لہذا سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کو لازم
ہے کہ جن مصلحتوں سے کنواری لڑکیوں کا جلد نکاح کر دیتے ہیں انھیں مصالح
سے عدت کے بعد اپنی رضامندی اور خوشی سے بیوہ اور طلاق والیوں کا
بھی جلد نکاح ثانی کر دیا کریں اس لیے کہ یہ سب مصلحتیں جیسے اولاد ہونا اور
لڑکی کے نان نفقہ اور دکھ بیماری اور اوسکے نیک و بد سے ماں باپ کا بے فکر
ہو جانا جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح بیوہ اور
طلاق والیوں کے واسطے بھی ہیں پس وارثوں کو چاہیے کہ اونکا نکاح ثانی
بہت جلد کر دیا کریں تاکہ قطع نسل نہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ
بھی دنیا کی مصیبتوں اور آخرت کے مواخذے سے نجات پاویں —

فصل ولیمے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ولیمہ اوس کھانے کو کہتے ہیں کہ نکاح کے بعد مرد کی طرف
سے کھلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعًا جائز ہے اکثر علما کے نزدیک مسنون
ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضوں نے اسکو واجب کہا ہے اور وقت
اسکا بعضوں نے بعد صحبت کے کہا ہے اور بعضوں نے بعد عقد کے اور

بعضون کا یہ قول ہے کہ عقد اور صحبت دونوں کے بعد چاہیے اور ولیمہ
اپنے مقدور کے موافق کرے اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیسا کہ بخاری و مسلم
کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ
فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَکَ
اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکھا
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف پر نشان زردی کا یعنی
اونکے بدن یا کپڑے پر زعفران لگی ہوئی تھی پس فرمایا یہ کیا ہے عبد الرحمن
نے کہا تحقیق مینے نکاح کیا ایک عورت سے گٹھلی بھر سونے پر آپ نے فرمایا
اللہ تجھے برکت دے ولیمہ کر یعنی کھانا پکا کر لوگون کو کھلا اگرچہ ایک ہی بکری کا
ہو اور جو اتنا بھی نہو سکے تو جس قدر میسر ہو اوسی پر کفایت کرنا چاہیے جیسا کہ
اس حدیث بخاری مین وارد ہوا ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا
قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ بِمُدَّیْنِ
مِنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت
ہے اونہون نے کہا ولیمہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض
بیبیون کا دو مد جو سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہو تو تھوڑا ہی سا کھانا پکا کر
کھلا دے زیادہ کی کچھ ضرورت نہین مگر ولیمے کی سنت کو ضرور ادا کرے

پھر رسم نہیں اور جو مقدور رکھتا ہو تو جتنا چاہے کھانا کھلاوے زیادہ
کی کچھ ممانعت نہیں ہے لیکن اسراف نہ کرے اور اپنی ناموری کے واسطے
قرضدار نہو جاوے ولیمے کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوتین جنکا
کرنا شرع درست ہے اونکا قبول کرنا سنت ہے جہان تک ہوسکے اس
دعوت کو رد نکرے بلکہ جب کوئی اس دعوت مین بلاوے تو ضرور ہی جاوے
ہان اگر کوئی بات اوس جگہہ خلاف شرع ہو جیسے ناچ گانا بجانا سہرا وغیرہ تو
پھر وہان جانا جائز نہین اور نکاح مین پہلے دن کھانا کھلانا اور قبول کرنا اوسکا
واجب ہے یا سنت موکدہ ہے بسبب اختلاف علماء کے اور دوسرے دن کا
کھانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دن کا اس لیے ہوتا ہے کہ لوگ تعریف
کرین جیسا کہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال
رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ
سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کھانا پہلے دن کا حق ہے اور کھانا دوسرے دن کا
سنت ہے اور کھانا تیسرے دن کا سنانا ہے اور جو کوئی سناوے سناویگا اللہ
اوسکو یعنی مشہور کریگا اوسکو رسوا اور فضیحت کریگا اوسنے سنانے دکھانے کے
لیے کیا تھا اور طریقہ دعوت مین جانیکا یہ ہے کہ جس شخص نے پہلے بلاوے
اوس کے ہان پہلے جاوے پھر جسکا گھر نزدیک ہو اوسکے یہان جاوے

فصل بیان بی بی کے حقوق اور آپس مین اچھا برتاو کرنے کے بیان مین

اے ایماندار عورتون کو چاہیے کہ امور شرعیہ مین اپنے خاوندون کی نہایت اطاعت
کرین اور انکو خوب راضی رکھین جہان تک ہو سکے انکی ناخوشی اور نا
مرضی باتون سے بچین اس لیے کہ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کے بعد
عورت کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب مین اگرچہ بہت حدیثیں
وارد ہوئی ہین مگر تھوڑی سی اس جگہہ لکھی جاتی ہین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دعا الرجل امرأتہ
الی فراشہ فابت فبات غضبان لعنتہا الملائکۃ حتی تصبح متفق علیہ
وفی روایۃ لہما قال والذی نفسی بیدہ ما من رجل یدعو امرأتہ الی
فراشہ فتابی علیہ الا کان الذی فی السماء ساخطا علیہا حتی یرضی
عنہا یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچھونے کی طرف
بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سووے تو صبح
تک فرشتے اوس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہین روایت کیا اس حدیث کو بخاری
اور مسلم نے اور انہین دونو کی ایک روایت مین یہی آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے
نہین ہے کوئی مرد جو کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی طرف پھر وہ انکا

کرے اوپر مگر خفا ہوتا ہے اوس عورت پر وہ جو آسمان مین ہے یہان تک
کہ راضی ہو خاوند اوسکا اوس سے وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا
وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ
رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت عورت اپنی
پانچون نمازین پڑہے یعنی اوقات طہارت مین اور روزے رکہے ماہ رمضان
کے یعنی ادا و قضا اور اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکہے یعنی حرام سے اور اپنے خاوند
کی فرمانبرداری کرے یعنی جس چیز مین اوسکی فرمانبرداری چاہیے پس چاہیے
کہ داخل ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے
کتاب حلیہ مین وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ
اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر مین کسیکو حکم کرتا سواے خدا کے کسیکو
سجدہ کرنیکا تو البتہ عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت
کیا اسکو ترمذی نے وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ

ممنوع ہے اور نہ کہہ کہ برا کرے تجھکو اللہ یعنی اوسکے فعل کو برائی کی طرف نسبت
نکرنا اوسکو گالی ندے اور جدا نہووے مگر گھر مین یعنی اگر عورت سے
جدا رہنے مین کوئی مصلحت ہو تو اوسکے بچھونے سے جدا ہو جاوے نہ یہ کہ او
کسی گھر مین چلا جاوے روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ نے وَعَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے بیشک کامل تر مومنون کا ایمان مین وہ ہے کہ جسکا خلق سب سے
اچھا ہو اور اپنی بی بی کے ساتھہ بہت نرمی کرتا ہو یعنی اپنے اہل و عیال پر
بہت مہربان ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے پس ان حدیثون سے معلوم
ہوا کہ مردون کو چاہیے جیسا آپ کہائین پئین پہنین ویسا ہی بی بیونکو
بہی کہلائین پلائین پہنائین اور بار بیت بغیر امر شرعی کے نہ کیا کرین بلکہ
جہان تک ممکن ہو اونکے ساتھہ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک
سے زندگی بسر کرین بد مزاجی اور سختی نہ کیا کرین جیسا کہ ترمذی اور دارمی
اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ
لِاَهْلِيْ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہتر تم مین کا بہتر تمہارا ہے

اپنے اہل کے لیے اور مین تم سب سے بہتر ہون اپنے اہل کے لیے پس
اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالی اور خلق کے نزدیک وہ شخص
ہے جو اپنے اہل کے ساتھہ بھلائی اور سلوک کرتا ہے پس انسان کو لازم ہے
کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھہ پیار اور محبت کا برتاؤ رکھے اور ادنی ادنی باتوں میں
جو خلاف مرضی اوس سے ظہور میں آوین بدلا نہ دیا کرے بلکہ اکثر طرح دیتا ہے
کیونکہ اکثر عورتون کے مزاج مین غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے مرد بھی
اگر اونکے ساتھہ بدمزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو اونکی خلقت مین ہے بہت
جلد برائی کی طرف مائل ہو جاتی ہین اور اونکے دل مین کینہ اور دشمنی بیٹھہ جاتی
ہے اسی سبب سے باہم اتفاق نہین رہتا پھر رفتہ رفتہ گھر کی تباہی ہوتی
ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ
اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ
اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا
بِالنِّسَاءِ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا اونھون نے
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ قبول کرو عورتون کے حق مین
وصیت بھلائی کی اس لیے کہ بیشک عورتین پیدا کی گئی ہین پسلی سے کہ وہ
ٹیڑہی ہے اور مقرر بہت ٹیڑہی چیز پسلی مین اوپر کی جانب ہے پس اگر جاہے

تو کہ اوسکو سیدہا کرے تو توڑدیگا اوسکو اور اگر چہوڑدے اوسکو اپنے حال پر تو
ہمیشہ ٹیڑہی رہیگی پس قبول کرو وصیت کو عورتون کے حق مین ف
عورتین پسلی سے پیدا کی گئی ہین یعنی حضرت حوا کہ سب عورتون سے پہلے
اور سب کی اصل ہین حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے اوپر کی جانب سے
پیدا ہوئی ہین اور وہ بہت ٹیڑہی ہوتی ہے اور پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر
اوسکو سیدہا کرنا چاہین تو ٹوٹ جاویگی اور جو اوسکو اپنی حالت پر رہنے دینگے تو
ہمیشہ ٹیڑہی رہیگی اسی طرح عورتون کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت مین
بدحال اور کج اخلاق واقع ہوئی ہین مرد اگر چاہین کہ اچہی طرح اونکو سیدہا
کرین اور ہر بات مین اپنی طبیعت کے موافق کرلین تو یہ ممکن نہین اسلیے کہ
اونکی درستی مین اگر زیادہ درستی کیجاوے تو طلاق کی نوبت پہنچیگی پس بہتر
یہ ہے کہ جب تک کوئی ایسا امر اون سے سرزد نہو کہ اوسکی وجہ سے گناہ مین
گرفتار ہونے کا خوف ہو تب تک اونکی کجی سے درگذر کرتے رہین اور دنیا
کے کامون مین بہت غصہ وغیرہ اونپر نہ کیا کرین بلکہ اکثر اونکے ساتھہ خوش خلقی
اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آوین اور ہر امر مین کج خلقی اور ترشروئی اور بدمزاجی
نہ کیا کرین دیکہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات سے
ساتھہ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر اونکی باتون کی برداشت کرتے
تھے اس باب مین بہت سی حدیثین صحاح کی کتابون مین وارد ہین ایک اونمین سے

یہ ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ
نِسَائِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصَحْفَۃٍ فِیْھَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ
الَّتِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِھَا یَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
الصَّحْفَۃُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَۃِ
ثُمَّ جَعَلَ یَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِیْ کَانَ فِی الصَّحْفَۃِ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ
ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَۃٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا فَدَفَعَ
الصَّحْفَۃَ الصَّحِیْحَۃَ اِلَی الَّتِیْ کُسِرَتْ صَحْفَتُھَا وَاَمْسَکَ الْمَکْسُوْرَۃَ فِیْ بَیْتِ
الَّتِیْ کَسَرَتْ فِیْہِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اونھون نے
تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس پس اور کسی بی بی نے
ایک رکابی مین کہانا بہیجا توجن بی بی کے گہر مین آپ تشریف رکہتے تھے
اونھون نے خادم کے ہاتہہ پر مارا تو رکابی اوسکے ہاتہہ سے گر کے ٹوٹ گئی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے ٹکڑے جمع کیے پہر اکٹہا کرنے لگے اون
ٹکڑون مین اوس کہانے کو جو رکابی مین تہا او رکہنے لگے تمہاری مان نے
غیرت کی پہر خادم کو روک رکہا یہان تک کہ لائی گئی رکابی اون بی بی کے
پاس سے جن کے گہر مین آپ تھے پہر سالم رکابی اون بی بی کے پاس
بہیجدی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تہی اور ٹوٹی رکابی کو اون بی بی کے گہر
مین رہنے دیا جن کے گہر مین وہ ٹوٹی تہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیون کے ساتھ کس طرح حلم سے پیش آتے تھے اور کس قدر اونکی باتون کا تحمل فرماتے تھے اس لیے مسلمانون کو چاہیے کہ اپنی بیبیون کے ساتھ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کرین اور ہنسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کرین تاکہ بیبیان اونسے راضی و خوش رہین اور حدیث شریف سے بہی اوسکی اجازت معلوم ہوتی ہے جیساکہ ابوداود نے روایت کیا ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا انہا کانت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفر قالت فسابقتہ فسبقتہ علی رجلی فلما حملت اللحم سابقتہ فسبقنی قال ھذہ بتلک السبقۃ یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ بیشک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر مین تہین اونہون نے کہا پس دوڑی مین آپ کے ساتھ اپنے پاؤن پر پس آگے بڑہ گئی مین آپ سے پہر جب مین موٹی ہوگئی تو دوڑی آپ کے ساتھ پس آپ مجہسے آگے ہوگئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑہجانا بدلے اوس آگے نکلجانے کے ہے یعنی کہ پہلے تو مجہسے آگے بڑہگئے تہے پس اس حدیث شریف سے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیون پر صاف ظاہر ہے غرضکہ ان حدیثون سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع نہون اور اونمین کسی طرح کی رسوائی اور بدنامی اور گناہ جاتا نہو

ایسی باتون مین اونہین کی خوشی کو مقدم جانین اور جہان تک ممکن ہو اپنی بیبیون کو خوش و خرم اور راحت و آرام کے ساتھہ رکہین اور زندگی بہر نرمی اور خوش خلقی کے ساتھہ برتاؤ کیا کرین تاکہ روز بروز آپسمین محبت و الفت بڑہتی رہے اور کسی طرح کی رنجش و بے لطفی درمیان مین نہ آوے اور دونون کی زندگی آرام و چین سے بسر ہوجاوے اور میان بی بی کے حقوق کا بیان علحدہ رسالے مین لکہا گیا ہے اوسکے دیکہنے سے مفصل حال معلوم ہوگا

فصل نان نفقے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث مین نہین آئی ہے فقط قید معروف کی ارشاد فرمائی ہے معروف کے معنی ہین کہ جو برتاؤ نان نفقے کا اوسکے شہر قوم قبیلے محلے مین مشہور و معمول و مروّج و دستور ہے اوسکے موافق دیوے اوسمین کمی نکرے باوجود قدرت کے مقدار معروف مین کوتاہی کرنا منظور نرکہے یہ مطلب نہین ہے کہ جتنا بی بی مانگے اوتنا ہی اوسکو دے اور نان نفقہ دینے مین اعتبار شوہر کی مقدرت و حال کا ہے جسقدر اوسکو مقدور ہو اوسمین قصور نکرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ مین کچہہ دخل نہین ہے مثلا ایک شخص کی دو بیبیان ہین ایک غریب دوسری مالدار ہے تو اسکو چاہیے کہ نان نفقے مین دونو کو برابر رکہے ایک کو دوسری پر فضیلت نہ دے ورنہ خلاف عدل ہوگا جسکا شارع نے ارشاد فرمایا ہے اور نان و نفقے سے مراد

روٹی کپڑا دینا مراد نہین بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بھی مرد پر واجب ہے
اسکے سوا اور سب ضروری حاجتون کا مثل پان زردے وغیرہ کے بھی خیال
رکھنا چاہیے اور دوا وغیرہ بھی نفقے مین داخل ہے اور جو مرد نان نفقہ
عورت کو نہ دیوے اوسکی اطاعت بھی عورت پر واجب نہین یعنی اگر وہ اپنے
خاوند کی تابعداری نہ کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہین اور مصارف نان و نفقے
کے تو مرد پر یہان تک ضروری ہین کہ اگر خاوند بالکل نہ دیوے یا دینے مین
کچھ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال
سے چھپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث متفق علیہ
سے ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ هِنْدَ ابْنَتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِي مَا يَكْفِيْنِي وَوَلَدِي
اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ
یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ مقرر کہا ہند
عتبہ کی بیٹی نے اے رسول اللہ کے تحقیق ابوسفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس
اور لالچی آدمی ہے نہین دیتا مجھکو اسقدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور
میری اولاد کو یعنی جو اوس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اوسکا دیا ہوا اور
وہ چیز کہ لون مین اوسکے مال سے اس حال مین کہ وہ نہ جانے یعنی اوس سے
چھپا کر لیلون پس فرمایا آپ نے کہ لیلے اسقدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری

اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو اس سے معلوم
ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اور اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے
روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے اور
نان نفقہ نہ دینے کی صورت مین اگر عورت چاہے تو خاوند سے اوسکی تفریق بھی
ہوسکتی ہے یعنی حاکم بجبر اوسکو جدا کرا سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اوسکے
خاوند پر جبتک واجب ہے کہ وہ اوسکے نکاح مین ہے اور رجعی طلاق والی
کا بھی واجب ہے جبتک وہ عدت مین ہے ہان بائنہ کی زمانہ عدت
کا اوسپر لازم نہین اور بائن وہ ہے جسکو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے
دیے ہون پھر عدت مین رجوع نہ کی ہو یا ایک بینونت یعنی جدائی کی نیت سے
دی ہو یا جسکو تین طلاق دیے ہون اور رجعی مطلقہ اوسے کہتے ہین جسے ایک یا دو
طلاق رجعت کی نیت سے دیے ہون پس جبتک تیسری طلاق نہ دے یا
عدت کا زمانہ نہ گذر جائے وہ عورت اوسکے نکاح مین ہے اس مدت کا نان نفقہ
شوہر کو دینا چاہیے اور موت کی عدت مین نفقہ دینا لازم نہین مگر جبکہ مطلقہ
بطلاق بائن اور بیوہ حمل سے ہون تو اونکو ولادت تک نفقہ دینا چاہیے چھوٹی
اولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زردار والدین پر اور محتاج ماں
باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا مالک پر واجب ہے
یعنی ان لوگون مین سے اگر کسی کو نفقہ نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور باقی قرابت والونکا

النفقہ اسپر واجب نہین اگر اسکو بطریق صلہ رحم کے دیوے تو خالی ثواب نہین ہے

باب شانزدہم

فضل طلاق کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ طلاق ابغض مباحات ہے یعنی اللہ تعالی کو مباح چیزون مین سے
طلاق دینا بہت ناپسند ہے جیسا کہ ان حدیثون سے صاف ظاہر ہے
ابوداود مین ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون مین کی
اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور دارقطنی مین ہے عن معاذ بن جبل رضی اللہ
عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معاذ ما خلق اللہ شیئا
علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق ولا خلق اللہ شیئا
علی وجہ الارض ابغض الیہ من الطلاق یعنی معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونھون نے کہا فرمایا مجھسے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ای معاذ نہین پیدا کی اللہ تعالی نے
کوئی چیز روے زمین پر یعنی مستحبات مین سے کہ بہت پیاری ہو اوسکی
طرف آزاد کرنے سے یعنی بردے کا آزاد کرنا اللہ تعالی کو نہایت پسند ہے

اور نہین پیدا کی اللہ تعالی نے کوئی چیز روے زمین پر یعنی حلال چیزون مین سے کہ بہت بری ہو اوسکے نزدیک طلاق دینے سے
پس ان دونون حدیثون سے ناخوشی اللہ تعالی کی طلاق سے اور اوسکا ابغض مباحات ہونا ثابت ہوا اسلیے مردون کو چاہیے کہ ہرگز طلاق دینے کا
ارادہ نکرین اور اونی ادنی قصور اور ذرا ذرا سی باتون پر برہم ہوکے مفارقت کو گوارا نکرین بلکہ حتی المقدور عورتون کی خطاؤن سے درگذر کرتے رہین جیسا کہ
اللہ تعالی نے پانچوین پارے کے تیسرے رکوع مین ارشاد فرمایا ہے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا یعنی اور جن عورتون کی بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو اونکو سمجہاؤ
اور جدا کرو سونے مین اور مارو پہر اگر تمہارے حکم مین آوین تو نہ تلاش کرو اونپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا یعنی اللہ تعالی نے مرد کا درجہ
اوپر بنایا تو عورت کو چاہیے اوسکی فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی عورت بدخوئی کرے تو پہلی بار سمجہا دے دوسری مرتبہ جدا سو وے لیکن اوسی گہر مین
پہر آخر درجے مین مارے بہی لیکن منہہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ ضرر پہنچے عورت کو پہر اگر بظاہر عورت مطیع ہو جاوے تو کرید نہ کرے اوسکی تقصیرون پر اللہ سب
پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط پس اس آیت شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی ہی بار طلاق نہ دیجے

بلکہ جب ان تینون امرون سے اوسکا حال گذر جاوے تو مجبوری سے اوسکو
چھوڑ سکتا ہے اور ان تین امرون مین سے ایک بات سے بھی جب تک
کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیے اس لیے کہ بے ضرورت شدید کے مرد کا
طلاق دینا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس حدیث سے
ثابت ہوتا ہے عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَہَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَاْسٍ
فَحَرَامٌ عَلَیْہَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ
مَاجَہ وَالدَّارِمِیُّ یعنی ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونھون نے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بدون تنگ ہونے
کے اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اوسپر جنت کی بو حرام ہے روایت
کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے یعنی جبکہ
حشر کے میدان مین مقربان الٰہی کو جنت کی خوشبو پہونچیگی تو یہ عورتین بسبب
اس معصیت کے اوس سے محروم رہین گی پس عورتون کو چاہیے کہ اس
وعید کا لحاظ کر کے بلا ضرورت اپنے خاوندون سے طلاق نچاہین اور
اونسے بدخوئی نہ کیا کرین اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی
عورتون کو منافق فرمایا ہے جیسا کہ نسائی کی حدیث مین وارد ہے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ

کُنَّ الْمُنَافِقَاتُ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے
کہا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا عورتین اپنے خاوندون کی نافرمانی
کرنے والیان اور اونسے خلع چاہنے والیان وہین منافق پس عورتون کو
چاہیے کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہین تاکہ منافقوں مین
نگنی جاوین اور مردون کو بہی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے سے
پرہیز کرتے رہین اسلیے کہ مباحات مین اللہ تعالی کے نزدیک اس سے
بڑہکر کوئی ناپسند چیز نہین ہان اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون
طلاق کے چارہ نہو تو مجبوری کی حالت مین مکلف مختار کو شرعًا طلاق
دینا جائز ہے اور طلاق کے مقدمے مین نہایت احتیاط کرنا چاہیے اسلیے
کہ ہنسی سے بہی واقع ہو جاتی ہے اور نیت کے ساتھ اشارے سے بہی
پڑجاتی ہے اسی طرح اگر کسیکو اپنی طرف سے طلاق کا مختار کردے اور وہ
بدون اسکی اطلاع کے اسکی عورت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی ہی کو طلاق
کا اختیار دیدے اور وہ خود طلاق کو اختیار کرلے تو ان صورتون مین طلاق
واقع ہو جاویگی اور جب کسی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو
چاہیے کہ سنت کے موافق طلاق دے اور اسکی کئی شرطین ہین ایک یہ کہ
حائضہ نہو وجہ اسکی یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض
کی حالت مین طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونپر خفا ہوے

دوسرے یہ کہ نفاس مین نہو اس لیے کہ سنی طلاق طہر مین ہوتی ہے اور
نفاس طہر نہین تیسرے یہ کہ ایسے طہر مین طلاق دی ہو کہ اوسمین صحبت
نہ کی ہو چوتھے یہ کہ ایسے طہر مین طلاق نہ دی ہو کہ اوس سے پہلے کے
حیض مین طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل مین جواب ظاہر ہوا ہے پس جو
طلاق حیض یا نفاس مین دیگئی یا ایسے طہر مین کہ اوسمین صحبت کی ہے یا
ایسے طہر مین کہ اوس سے پہلے کے حیض مین طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل
مین جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق دینا حرام ہے اور
اسکے وقوع مین علما کا اختلاف ہے اصح عدم وقوع ہے اور طلاق سنی مین
شرائط مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے عن
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہ طلق امرأۃ لہ وھی حائض فذکر ذلک
عمر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ثم قال لیراجعہا ثم یمسکہا حتی تطہر ثم تحیض فتطہر
فان بدا لہ ان یطلقہا فلیطلقہا طاہرا قبل ان یمسہا فتلک العدۃ التی
امر اللہ ان تطلق لہا النساء وفی روایۃ مرہ فلیراجعہا ثم لیطلقہا طاہرا
او حاملا یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طلاق دی
اونہون نے اپنی بی بی کو حیض کی حالت مین پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسکا ذکر کیا تو آپ اس کام کے

سبب سے خفا ہوئے پہر فرمایا کہ عبد اللہ اوس عورت کی طرف رجوع کرے
یعنی شاہدون کے کہے کہ مینے اوسکو اپنے نکاح کی طرف پہیر لیا اور یہ اس لیے
فرمایا کہ حیض مین طلاق دینے کے گناہ کا تدارک ہوجاوے پہر اوس عورت
کو اپنے پاس روک رکہے یہان تک کہ وہ پاک ہو پہر حائضہ ہو پہر پاک ہوجاوے
یعنی دوسرے حیض سے پہر اگر اوسکا طلاق دینا چاہے تو پاکی مین صحبت
کرنے سے پہلے اوسکو طلاق دیوے پس وہ عدت ہے جسپر اللہ تعالی نے
اس آیت شریف مین عورتون کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ
اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ یعنی
اے نبی جب تم طلاق دو عورتون کو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر اور
گنتے رہو عدت اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا یعنی عدت پر طلاق دینا
یہ ہے کہ طلاق والی کے لئے مدت عدت کی تین حیض ہین پس حیض سے
پہلے طلاق دینا چاہیے تاکہ سارا حیض گنتی مین آوے اور اوس پاکی مین
قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے موافق تین طلاقین دینا
چاہے تو تین طہر مین تین طلاقین دے ایک ہی بار تینون نہ دے
اس لیے کہ یہ جائز نہین اور جو کسی شخص نے خلاف سنت تینون طلاقین
ایک ہی دفعہ دین تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک
طہر مین دو یا دو طہر مین تین طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اوسکا

گنہگار ہوا اور بعض علما کے نزدیک اس طرح کی طلاق مین رجوع کرنا واجب ہے
اور رجعی طلاق مین دو طلاق تک رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن شریف
مین آیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی
طلاق دو بار ہے پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے یعنی
دو طلاق تک مرد عورت سے رجوع کر سکتا ہے اور جب تین طلاق دیدے
تو وہ بی بی اوسکے نکاح مین نہین رہ سکتی اور نہ وہ مرد پھر اوس سے نکاح
کر سکتا ہے ہان عدت گذرنے کے بعد اگر وہ عورت دوسرے مرد کے
نکاح مین آوے اور وہ دوسرا خاوند نکاح اور صحبت کے بعد اوس عورت
کو طلاق دے اور اوس طلاق کی عدت بھی پوری ہو جاوے تب پہلا
خاوند اوس سے نکاح کر سکتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنی پھر اگر اوسکو طلاق دیا تو اب اوسکو حلال نہین
وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح کرے کسی خاوند سے اوسکے سوا سے پھر اگر
وہ شخص یعنی دوسرا شوہر اوسکو طلاق دے تو گناہ نہین ان دونو پر یہ کہ پھر
مل جاوین اگر خیال کریں کہ ٹھیک رکھینگے قاعدے اللہ کے اور یہ حدین
باندھے ہوئے اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والون کے یعنی تیسری طلاق

سکے بعد پھر نہین سکتے بلکہ دونون کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہین بندھ سکتا جبتلک
بیچ مین اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح مین مرد کا صحبت
کرنا اوس عورت سے ضرور ہے ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطرداری
کے لیے نکاح کرکے بغیر صحبت کے طلاق دیدے اسلیے کہ وہ عورت بے
نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر حلال نہین ہوسکتی اور جو شخص اپنی بی بی
کو تین طلاق دے پھر کسی دوسرے سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کرکے
بعد صحبت کے اسکو طلاق دیدینا سو یہ امر ہرگز درست نہین اگرچہ حنفیہ کے
نزدیک صحبت ہونے کی صورت مین تو پہلے خاوند پر حلال ہوجاویگی مگر حدیث
شریف مین ان دونو آدمیون پر لعنت آئی ہے جیسا کہ ترمذی مین آیا ہے عن علیؓ
قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ یعنی حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والی پر اور اوس شخص پر جسکے لیے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی
ہے پس آدمی کو چاہیے کہ ایسا کام کیون کرے کہ لعنت کا طوق گردن مین
پڑے بلکہ جہان تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اس لیے
بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصے مین طلاق دے بیٹھتا ہے اور آخر کو
نادم اور پشیمان ہوتا ہے پھر ندامت کچھ فائدہ نہین دیتی پس عاقل کو چاہیے
کہ اگر ایسی ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اسلیے کہ

تین طلاق کے بعد پھر عورت سے رجوع نہیں ہو سکتی پھر طرح طرح کی مشکل
اور دشواری ہوتی ہے اور شرع مین آزاد عورت کے لیے تین طلاق کی حد
مقرر ہے اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی جس طرح آزاد عورت تین طلاق
کے بعد نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی دو طلاق کے بعد نکاح
سے باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لیے تین طلاق کے بعد مقرر
ہین وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہین اور جو شخص بغیر صحبت کے
عورت کو طلاق دے اوسکو لازم ہے کہ آدھا مہر اوسکا دیدے جیسا کہ قرآن
مجید کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ
أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ
أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ
بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ یعنی اور اگر طلاق دو تم انکو ہاتھ لگانے
سے پہلے اور ٹھیرا چکے ہو اونکا حق تو لازم ہوا اوسکا آدھا جو کچھ ٹھیرا لیا تھا مگر
یہ کہ درگذر کرین عورتین یا معاف کرے جسکے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور تم مرد درگذر کرو تو
قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو بڑائی کرنی آپس مین تحقیق اللہ جو کرتے ہو سو
دیکھتا ہے یعنی اگر مہر ٹھیر چکا تھا پہر بن ہاتھ لگانے طلاق دے تو آدھا مہر دینا لازم
ہوا لیکن جو عورتین بالکل مہر معاف کر دین تو پہر کچھ دینا لازم نہین اور اگر مرد درگذر کرے
جو سمجھا تھا نکاح رکھنا و توڑنے کا کہ یہ امر خوشی سے عورت کے حوالے کرے تو بہت بہتر

اور انسب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مرد کو بڑائی دی ہے اور اوسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور
توڑنیکا پس اوسکو چاہیے کہ مہر دینے میں اپنی بڑائی رکھے یعنی پورا مہر دے اور جب عورت کو
بدون صحبت اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اوسکو کچھ مہر دینا لازم نہیں لیکن موافق
اپنے مقدور کے کچھ خرچ دینا ضرور ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ
وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ یعنی گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو
جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ہو اونکو یا نہ مقرر کیا ہو کچھ اونکا حق اور اونکو خرچ دو
وسعت والے پر اوسکے موافق ہے اور تنگی والے پر اوسکے موافق جو
خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والوں پر پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایسے
حال میں مہر دینا لازم نہیں لیکن مرد کو اپنے مقدور کے موافق اوس عورت
کے ساتھ کچھ سلوک کرنا ضرور ہے اگر زیادہ نہو سکے تو ایک جوڑا اپنی حیثیت
کے لائق اوس عورت کو دیکے رخصت کردے اور یہ دینا مکارم اخلاق اور
حسن سلوک سے ہے اسی لیے اللہ تعالی نے لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا ہے
یعنی اگرچہ صحبت نہیں ہوئی اور مہر مقرر نہوا مگر احسان بہرحال نہایت عمدہ چیز
اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب المحسنین

فصل خلع اور ایلاء اور ظہار اور لعان کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اس لیے کہ اللہ تعالی

نے پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ فرمایا ہے
بعد افتدا یعنی خلع کا ذکر کیا پھر اسکے پیچھے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ارشاد فرمایا اگر خلع کو جو اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَنْ لَّا يُقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ الخ سے مراد ہے طلاق کہین تو وہ طلاق کیا اوسکے بعد عورت
پہلے خاوند پر بغیر دوسرے نکاح اور صحبت اور طلاق کے حلال نہین
ہوسکتی چوتھے طلاق ہوگی اور طلاق تین ہوتے ہین نہ چار دوسری
وجہ یہ ہے کہ ربیع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک
مین خلع کیا تو آپ نے اوسکو ایک حیض تک عدت مین بیٹھنے کا حکم دیا
اس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہین ہے اس لیے کہ اگر طلاق ہوتا تو آپ
اوسکو تین حیض کی عدت کا حکم فرماتے نہ ایک کا پس جو عورت کسی وجہ شرعی سے
خلع کرنا چاہے تو مرد کو اوس سے کچھ مال دلوانا یا اوسکے مہر سے کچھ معاف
کرانا چاہیے اس لیے کہ خلع تھوڑے بہت مال پر جائز ہے مگر جو مال عورت
کو مرد کی طرف سے ملا ہے اوس سے زیادہ نہ دلوانا چاہیے اور خلع بدون رضائے
شوہر نہین ہوسکتا مگر نہ راضی ہونے کی صورت مین بشرطیکہ کسی طرح سے باہم
اتفاق ممکن نہو تو بایجاب حاکم خلع ہوسکتا ہے جیسا کہ بخاری شریف مین آیا ہے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ

عَابُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّي اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً

یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سقر آئی عورت ثابت بن قیس کی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پھر کہا ای رسول خدا کے غصہ نہیں کرتی مین ثابت بن قیس پر اوسکی خلق اور نہ دین مین لیکن مین برا جانتی ہون کفر کو اسلام مین یعنی مین اوسکی بدخلقی اور دین کے نقصان کی وجہ سے اوس سے جدائی نہیں چاہتی لیکن میری طبیعت اوس سے خوش نہین اور مجھے اوس سے طبعی نفرت ہے سو مین ڈرتی ہون کہ اوسکی نافرمانی جو خلاف مقتضاے اسلام ہے کہین مجھسے ظہور مین نہ آوے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا پھیر دیگی تو اوسپر اوسکا باغ یعنی جو اوس نے تجھے مہر مین دیا تہا وہ بولی ہان پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ثابت سے فرمایا کہ تو اپنا باغ لیلے اور اوسکو ایک طلاق دیدے جو کہ اس حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خلع کرانا عورت سے مرد کو باغ دلا کر صاف ظاہر ہے اس لیے حاکم کو چاہیے کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی امر شرعی کے اپنے خاوند سے جدائی چاہے اور آپسمین کسی طرح اتفاق ممکن نہو تو مصلحۃً عورت سے مرد کو کچھ مال دلا کر یا اوسکا مہر

معاف کراسکے خلع کرادے اور ایک طلاق دلوادے اسکے بعد اگر وہ دونو
آپسمین راضی ہوجاوین اور نکاح کرنا چاہین تو انکا نکاح ہو سکتا ہے حلالہ
کی ضرورت نہین ہے اور ایلا شرع مین اوسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کہاوے
کہ مین اپنی سب یا بعض بیبیون سکے پاس نجاؤنگا پہر اگر چار مہینے سے کم
کی مدت ٹہیرائی تو اوس زمانے کے پورے ہونے تک جدا رہے اس لیے
کہ صحیحین وغیرہ مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیون
سے ایک مہینے کا ایلا کیا تہا پہر اوسکے بعد اونکے پاس تشریف لیگئے
اور جو چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے تو اوسکے گذرنے کے بعد
خاوند کو اختیار رہے چاہے بی بی سے میل کرلے یا طلاق دیدے جیسا کہ
دوسرے پارے کے بارہوین رکوع مین آیا ہے لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ
نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ وَإِنْ عَزَمُوا
الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ یعنی جو لوگ قسم کہا رہتے ہین اپنی عورتون سے
اون کو فرصت ہے چار مہینے پہر اگر ملگئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور
اگر ٹہیرایا رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا پس اس آیت شریف سے معلوم
ہوا کہ چار مہینے گذرتے ہی طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ اس مدت کے بعد
خاوند مختار ہے جب طلاق دیگا تو واقع ہوگی جیسا کہ امام بخاری نے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّى

يُطَلِّق وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی جب چار مہینے گذر جاوین تو توقف کیا جاوے یہان تک کہ خاوند طلاق دے اور اوسپر طلاق واقع نہ ہوگی یہان تک کہ طلاق دیوے اور ذکر کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت ابوالدردا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیون سے اور چار مہینے گذرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اسمین علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اس مدت کے گذرنے سے فوراً طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ توقف کیا جاوے چاہیے مرد رجوع کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے یا طلاق دیدے ورنہ حاکم طلاق دلادے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک چار مہینے گذرتے ہی بائن طلاق واقع ہوگی اور سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمن رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق رجعی ہوگی اور ایلا کی مدت مین بھی علما کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا نہین ہوتا اور دلیل اونکی اوپر کی آیت شریف ہے مگر وہ اونکے مدعا کے مفید نہین اسلیے کہ آیت مین توقیت نہین ہے بلکہ اوسمین اوس مدت کا بیان ہے کہ جس کے بعد ایلا کرنے والا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینے کا ایلا کیا ہے اور اوسکے بعد اپنی بیبیوں پر

اور جو بردہ نپاوے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اور جو یہی نہ ہو سکے
تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے پھر خاوند کو اپنی بی بی کے پاس جانا
حلال ہے اور کفارہ دینے مین اسی ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہئے دلیل
اسکی یہ آیت ہے جو قد سمع اللہ کے پہلے رکوع مین ہے وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ
مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا
ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا
ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
یعنی اور جو ماں کہہ بیٹھین اپنی عورتون کو پھر وہی کام چاہین جسکو کہا ہے
یعنی یہ لفظ کہا ہے صحبت موقوف کرنے کو پھر چاہین صحبت کرنی تو آزاد کرنا
ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپسمین ہاتھہ لگاوین اس سے تمکو نصیحت ہوگی
اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھہ تم کرتے ہو پھر جو کوئی نپاوے تو روزے
دو مہینے کے لگاتار پہلے اس سے کہ آپسمین چہوئین پھر جو کوئی نہ کر سکے
تو کھانا دینا ہے ساٹھہ محتاج کا یعنی اگر پکاکر کھلاوے تو سالن روٹی
دو وقت پیٹ بھر کھلاوے اگر اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہون یہہ
اس واسطے کہ حکم مانو اللہ کا اور اوسکے رسول کا اور یہ حدین باندھی ہین اللہ
کی اور منکرون کو دکھہ کی مار ہے اور اسی ترتیب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے سلمہ بن صخر کے قصے میں بیان فرمایا ہے عن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ
ان سلمان بن صخر ویقال لہ سلمۃ بن صخر البیاضی جعل امرأتہ
علیہ کظہر امہ حتی یمضی رمضان فلما مضی نصف من رمضان
وقع علیہا لیلا فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکر ذلک
لہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتق رقبۃ قال لا
اجدہا قال فصم شہرین متتابعین قال لا استطیع قال اطعم ستین
مسکینا قال لا اجد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفروۃ
ابن عمرو اعطہ ذلک العرق وہو مکتل یاخذ خمسۃ عشر صاعا
او ستۃ عشر صاعا لیطعم ستین مسکینا رواہ الترمذی وقال
ہذا حدیث حسن ورواہ ابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی
عن سلیمان بن یسار عن سلمۃ بن صخر نحوہ قال کنت امرأ اصیب
من النساء ما لا یصیب غیری وفی روایتہما اعنی ابا داؤد والدارمی
فاطعم وسقا من تمر بین ستین مسکینا یعنی روایت ہے ابو سلمہ
رضی اللہ عنہ سے کہ سلمان بن صخر نے اور انکو سلمہ بن صخر بیاضی بھی کہتے
ہیں اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی ماں کی پیٹھ کے مثل ٹھیرایا یہاں تک
کہ رمضان گذر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بھر تک تو مجھپر میری ماں کی پیٹھ
کے مانند حرام ہے پھر جب آدھا مہینا رمضان کا گذر چکا تو واقع ہوئے سلمان

اپنی عورت پر ایک رات یعنی اوس سے صحبت کی پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے
اونسے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اوسکی قدرت نہین
آپ نے فرمایا تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھہ یعنی اس مدت مین کبھی
روزہ ناغا نکر اور رات کو بھی عورت سے صحبت نکر سلمان نے کہا مین
روزے نہین رکھہ سکتا یعنی کثرت شہوت کے سبب دو مہینے تک نہین
رک سکتا آپ نے فرمایا ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلا اونہون نے کہا مجھے
اسکا مقدور نہین پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن عمرو
صحابی سے فرمایا کہ یہ کھجورون کی زنبیل سلمان کو دیدے تا کہ یہ ساٹھہ
محتاجون کو کھلا دے اور زنبیل ایک گھر اٹوکرا کھجور کے پتون کا بنتا ہے
اوسمین پندرہ یا سولہ صاع سماتے ہین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا
یہ حدیث حسن ہے اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے سلیمان بن یسار
سے اونہون نے سلمہ بن صخر سے مثل اسکے روایت کیا ہے سلمہ نے کہا
مین ایک ایسا مرد تھا کہ صحبت کرتا تھا عورتون سے اسقدر کہ نہ جماع کرتا تھا
مجھہ ایسا اور کوئی اور ابو داود اور دارمی کی روایت مین ہے پس کھلا
وسق بھر کھجور ساٹھہ محتاجون کو اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفارہ ادا
کرنیوالا محتاج ہو اور روزہ بھی نہ رکھہ سکتا ہو تو امام کو چاہیے کہ اسکا کفارہ

صدقات سے اوسکی اعانت کرے اور ظہار کرنے والا اگر محتاج ہو تو
اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال پر اوس کفارے مین صرف کر سکتا ہے
اس لیے کہ اس حدیث کے ایک روایت مین لفظ مسکینا کے بعد یہ
بھی آیا ہے ثُمَّ استعن بسائره علیك وعلی عیالك یعنی مسکینون کے
کھلانے کے بعد جو بچے اوسکو اپنے اور اہل و عیال کے صرف مین لا اور
جو ظہار کا ایک وقت مقرر کرے تو ظہار نہین جاتا مگر اوس وقت کے
گذر جانے سے اور ظاہر قرآن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود
ہی سے واجب ہوتا ہے تو ظہار موقت کے وقت گذر نیکے بعد صحبت کا
ارادہ کرنا عود نہوگا پس کفارہ اوسمین واجب نہوگا اور جو کفارے کا موجب
قول منکر اور زور ہو تو ظہار مطلق اور موقت دونومین کفارہ واجب ہوگا
اس لیے کہ ظہار کرتے ہی قول منکر وقوع مین آچکا اور جو ظہار موقت مین وقت
گذر جانے سے پہلے صحبت کرلے اور مطلق مین کفارہ دینے سے آگے
تو پہلی صورت مین مرد کو چاہیے کہ وقت مقرر کے گذرنے تک اور دوسری
صورت مین کفارہ دینے تک پھر صحبت نکرے جیسا کہ اس حدیث سے
ثابت ہوتا ہے عن عکرمة عن ابن عباس ان رجلا ظاهر من
امرأته فغشيها قبل ان يكفر فاتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم
فذكر ذلك له فقال ما حملك علی ذلك قال یا رسول الله رأيت

بیاض حجلیها فی القمر فلم املک نفسی ان وقعت علیها فضحک رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم وامره ان لا یقربها حتی یکفر رواه ابن
ماجة وروی الترمذی نحوه وقال هذا حدیث حسن صحیح غریب
وروی ابو داود والنسائی نحوه مسندا ومرسلا وقال النسائی المرسل
اولی بالصواب من المسند یعنی روایت ہے عکرمہ سے اونہون نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا
پہر کفارہ دینے سے پہلے اوس سے صحبت کرلی پہر اوسنے نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے پاس آکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجہے
اس کام پہ آمادہ کیا اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ مین چاندنی مین اوسکی
پازیبون کی سفیدی دیکہتے ہی اوسپر واقع ہونے سے اپنے نفس کو نہ روک سکا
یہ سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنس دیا اور اوسکو حکم دیا کہ کفارہ
دینے سے پہلے اوس سے قربت نکرے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ
نے اور نقل کی ترمذی نے مثل اسکے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے
اور ابوداود اور نسائی نے مانند اسکے مسند اور مرسل نقل کیا اور کہا نسائی نے
مرسل نزدیک ہے ساتہہ صحت کے مسند سے اور جو کفارہ دینے سے پہلے
صحبت کرلیگا تو جمہور کے نزدیک ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق ہے
اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل ہے اور روزی غلام کے لیے ظہار کے

کفارے مین آزاد کی طرح بالاتفاق دو مہینے کے ہین اور ظہار بھی ہے
ہوتاہے لونڈی سے ابتدا اگر نہین ہوتا اگرچہ بقا صحیح ہے اور لعان اصل
مین ایسی مضبوط قسمون کو کہتے ہین جو خاوند کو تہمت کی حد سے بری اور
زنا کا لوث عورت پر ثابت کرتی ہین اور عورت پر اوسکے سبب سے
تنگی اور سختی کی جاتی ہے اور جو خاوند انکار کرے تو اوسے تہمت کی حد
ماری جاتی ہے اور ایسی ہی قسمین ہین کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہین
اور جو انکار کرے تو اوسیکو تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی
عورت کو زنا کی تہمت لگا دے اور وہ اوسکا اقرار نکرے اور خاوند اپنے
تہمت لگانے سے نہ پھرے تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی
دے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہے کہ لعنت خدا کی
اوس مرد پر اگر وہ جھوٹا ہے پھر عورت گواہی دے چار بار کہ بیشک
مرد جھوٹا ہے اور پانچوین بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اوس
عورت پر اگر مرد سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریف ہے جو سورۂ نور
کے پہلے رکوع مین مذکور ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ وَ
لَمْ یَکُنْ لَّھُمْ شُھَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُھُمْ فَشَہَادَۃُ اَحَدِھِمْ اَرْبَعُ
شَہٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَۃُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ یعنی اور جو لوگ عیب لگا دین اپنی جورووں کو

اور نہوون اون کے پاس گواہ سواے اپنی جانون کے تو ایسے
کسی کی گواہی یہ کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ
شخص سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اسکی پہٹکار ہو اوس شخص
پر اگر وہ ہو جہوٹا اسی طرح اسکے بعد عورت سے پانچ مرتبے گواہی لینا چاہئے
کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرتی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم
ہوتا ہے وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ
الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی
اور عورت سے یون مار ٹلتی ہے کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی نام کی
مقرر وہ شخص جہوٹا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اللہ کا غضب آوے اس عورت
پر اگر وہ شخص سچا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عویمر عجلانی
اور اونکی بی بی اور ہلال بن امیہ اور اونکی عورت کے درمیان مین لعان
کا حکم فرمایا تہا اور جب یہ مرد عورت لعان کر چکین تو حاکم کو چاہیے کہ اون
دونومین جدائی کرادے پہر یہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہو جاویگی
جیسا کہ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت
کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَلَاعِنَانِ اِذَا تَفَرَّقَا
لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جن
میان بی بی کے درمیان مین لعان ہو وہ جدا ہونے کے بعد کبہی جمع

نہ ہونگے یعنی اون دونون مین باہم نکاح ہرگز جائز نہوگا اور مرد جس قدر
مہر دیچکا ہے وہ بہی اوسکو واپس نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث متفق علیہ سے
ثابت ہوتا ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال للمتلاعنین حسابکما علی اللہ احدکما کاذب لا
سبیل لک علیہا قال یا رسول اللہ مالی قال لا مال لک ان کنت صدقت
علیہا فہو بما استحللت من فرجہا وان کنت کذبت علیہا فذاک ابعد
وابعد لک منہا یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت مرد لعان کرنے والون سے کہ حساب
تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونون مین سے جہوٹا ہے یعنی نفس الامر مین اور ہم
ظاہر کے موافق حکم کرتے ہین تیرے لیے کوئی راہ نہین اس عورت پر
یعنی کسی طرح جائز نہین کہ تو اس عورت کے ساتھہ رہے بلکہ تجہپر ہمیشہ
کو حرام ہوگئی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال یعنی میرا مہر دیا ہوا کیا
جاتا رہیگا فرمایا نہین کچہہ مال تیرے لیے یعنی تیرا مہر دیا ہوا کچہہ پہر نہین سکتا
اس لیے کہ دو حال سے خالی نہین جو تو اوسپر سچ بولتا ہے تو وہ مال اوسکی
شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے مین ہے اور جو جہوٹ بولتا ہے تو
پہیر لینا مہر کا اوس سے بہت دور ہے اور بہت دور ہے تیرے لیے یعنی
جب صدق کی حالت مین نہ پہیر سکا تو کذب مین بطریق اولی نہین پہیرنا چاہیے

اور لعان کا بچا یعنی لعان کے وقت اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عورت
ہی کو ملیگا مرد کو نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاعَنَ
بَیْنَ رَجُلٍ وَامْرَاَتِہٖ فَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِھَا فَفَرَّقَ بَیْنَہُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ
بِالْمَرْاَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص اور اوسکی بی بی کے درمیان میں لعان کا حکم
فرمایا پس وہ شخص اوس عورت کی لڑکی سے دور ہوا یعنی ملاعنت کے
سبب سے لڑکی کا نسب اوس شخص سے منقطع ہو گیا پھر آپ نے اون
دونوں میں جدائی کر دی اور لڑکی کو عورت کے ساتھ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور
مسلم نے اور جب عورت زنا کا اقرار نہ کرے اور مرد تہمت لگانے سے باز نہ رہے
تو حاکم کو چاہیے کہ مرد اور عورت دونو کو نصیحت کرے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں
وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات
فرمائی کہ مقرر عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پھر
عورت کو نصیحت کی اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرلے تو
بشتہ ہونے کی صورت میں اوسے بیاہ والے زانی کی حد ماری جائیگی اور
جو مرد جھوٹ بولنے کا اقرار کرے تو اوسپر تہمت کی حد لازم آئیگی پس ہر
مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ ان سب باتوں سے نہایت احتیاط رکھے تاکہ

فصل عدت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ عدت کی تین قسمین ہین ایک طلاق کی دوسری خلع کی
تیسری وفات کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیساکہ
سورۂ طلاق کے پہلے رکوع مین اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ق
اُولاتُ الاَحمالِ اَجلُهُنَّ اَن یَّضَعنَ حَملَهُنَّ یعنی اور جن کے پیٹ مین
بچہ ہے اونکی عدت یہ ہے کہ جن دیوین پیٹ کا بچہ اور جس مطلقہ عورت
کو حیض آتا ہو اونکی عدت تین حیض ہین جیساکہ سورۂ بقر کے اٹھائیسوین
رکوع مین آیا ہے وَالمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصنَ بِاَنفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوءٍ یعنی
اور طلاق والی عورتین انتظار کرواوین اپنے تئین تین حیض تک اور جو
زن حاملہ ہو نہ اوسے حیض آتا ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑھیا جسے حیض
نہین آتا یا ایسی عورت جسکا حیض کسی بیماری کے سبب سے آنے کے
بعد منقطع ہو گیا تو ان سب کی عدت تین مہینے ہین جیساکہ سورۂ طلاق
کے پہلے رکوع مین واقع ہوا ہے وَالّٰئِی یَئِسنَ مِنَ المَحِیضِ مِن نِسَائِکُم
اِنِ ارتَبتُم فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشهُرٍ وَّالّٰئِی لَم یَحِضنَ یعنی اور جو عورتین
ناامید ہوئین حیض سے تمہاری عورتون مین اگر تم کو شبہہ رہگیا تو اونکی
عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جنکو حیض نہین آیا اور خلع والی کی

عدت ایک حیض ہے جیسا کہ خلع کی فصل مین گذرا اور جس عورت کا خاوند
مرجاوے اور حاملہ نہو تو اوسے چاہیے کہ چار مہینے دس دن عدت مین
بیٹھے جیسا کہ سورۂ بقر کے تیسوین رکوع مین وارد ہوا ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ
مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا یعنی
اور جو لوگ مرجاوین تم مین اور چہوڑ جاوین وے بیبیان انتظار کروادین
اپنے تئین چار مہینے اور دس دن اور جو حاملہ ہو تو بچا جننے تک عدت
مین رہے جلدی پیدا ہو یا دیر مین جیسا کہ سورۂ طلاق کی آیت مین گذرا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب کہولکر بیان
فرمادیا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثین صحیحین مین موجود ہین اور جو عورت
وفات کی عدت مین ہو اوسے چاہیے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نکرے
یعنی مسی نملے رنگا اور گوٹہ لگا ہوا کپڑا اور زیور وغیرہ نپہنے مہندی
سرمہ نلگاوے جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ
فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا
اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ
قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ زَادَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلَا تَخْتَضِبُ یعنی روایت ہے ام عطیہ
رضی اللہ عنہا سے اونہون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سوگ نکرے کوئی عورت کسی مردے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار
مہینے دس دن اور نہ پہنے یعنی عدت مین رنگین کپڑا مگر کپڑا عصب کا اور نہ سرمہ
لگاوے اور نہ خوشبو ملے مگر جبکہ پاک ہووے حیض سے تو کچھہ استعمال کرنا
قسط یا اظفار کا درست ہے اور زیادہ کیا ابو داود نے اور نہ رنگے یعنی
بالون کو اور ہاتھون کو مہندی سے غرضکہ جس عورت کا شوہر مرجاوے
اوسے سب آرائش کی چیزون کا برتنا وفات کی عدت مین منع ہے اور
سوگ سواے عدت وفات کے طلاق وغیرہ کی عدت مین نہین ہے
اس لیے کہ اسمین کوئی دلیل وارد نہین ہوئی اور نہ عورتون نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک
مین اسکو کیا پس جو اوسکے وجوب کا مدعی ہو اوسکو چاہیے کہ دلیل پیش
کرے اور علماے حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو تین طلاقین دی ہون یا
ایک بائنہ اوسپر سوگ واجب ہے رجعی طلاق والی پر نہین اور جو عورت وفات
کی عدت مین ہو اوسے یہی چاہیے کہ جس گھر مین خاوند کے مرنے یا اوسکے
موت کی خبر آنے کے وقت تھی اوسی مین عدت پوری ہونے تک رہے
کہین باہر نجاوے اور نہ کسی کی شادی غمی مین شریک ہو جیسا کہ فریعہ
کی حدیث مین کہ جسکو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے وارد ہے قَالَتْ
خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهٗ فَاَدْرَكَهُمْ فِي طَرَفِ الْقَدُومِ فَقَتَلُوْهُ

فَاَتَانِیْ نَعْیُہٗ وَاَنَا فِیْ دَارٍ شَاسِعَۃٍ مِّنْ دُوْرِ اَھْلِیْ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقُلْتُ اِنَّ نَعْیَ زَوْجِیْ اَتَانِیْ فِیْ دَارٍ
شَاسِعَۃٍ مِّنْ دُوْرِ اَھْلِیْ وَلَمْ یَدَعْ نَفَقَۃً وَّلَا مَالًا وَّرِثْتُہٗ
وَلَیْسَ الْمَسْکَنُ لَہٗ فَلَوْ تَحَوَّلْتُ اِلٰی اَھْلِیْ وَاِخْوَتِیْ لَکَانَ اَرْفَقَ بِیْ فِیْ
بَعْضِ شَاْنِیْ قَالَ تَحَوَّلِیْ فَلَمَّا خَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْ اِلَی الْحُجْرَۃِ دَعَانِیْ
اَوْ اَمَرَنِیْ فَدُعِیْتُ فَقَالَ اُمْکُثِیْ فِیْ بَیْتِکِ الَّذِیْ اَتَاکِ فِیْہِ نَعْیُ زَوْجِکِ
حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُّ فِیْہِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا
وَفِیْ بَعْضِ اَلْفَاظِہٖ اَنَّہٗ اَرْسَلَ اِلَیْھَا عُثْمَانُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاَخْبَرَتْہُ فَاَخَذَ
بِہٖ یعنی فریعہ کہتی ہیں کہ میرا شوہر اپنے غلاموں کو ڈھونڈنے گیا تھا
قدوم کی راہ میں اونکو پایا اونہوں نے اوسکو مار ڈالا جب اوسکی موت کی خبر
پہنچی تو میں اپنے میکے کے محلے سے ایک دور گھر میں تھی پھر میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کے یہ حال بیان کیا
اور کہا کہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی ہے اور میں ایک ایسے گھر میں ہوں
کہ وہ میرے میکے کے گھروں سے دور ہے اور میرے خاوند نے نہ نفقہ چھوڑا
اور نہ کچھ مال کہ میں اوسکی وارث ہوتی اور نہ اوسکا کوئی گھر ہے سو اگر میں
اپنے میکے والوں اور اپنے بھائیوں کے پاس جا رہوں تو مجھے آسانی
ہوگی آپ نے فرمایا جا رہو پھر جب میں مسجد یا حجرے کی طرف چلی تو آپ نے

مجھے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا یا مین بلائی گئی آپ نے فرمایا کہ تو اپنی
گھر مین رہ جسمین تجھے تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہونچی یہان تک
کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ جاوے یعنی عدت تمام ہوجاوے فریعہ
کہتی ہین کہ مین نے اوسی گھر مین چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی
اور اسی حدیث کے بعض الفاظ مین یہی وارد ہوا ہے کہ اسکے بعد حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے فریعہ کے پاس آدمی بھیجا فریعہ نے یہی قصہ
بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکے قول پر اعتماد کیا
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو عورت وفات کی عدت مین ہو اوسے
چاہیے کہ جس گھر مین اوسکا خاوند مرا یا اوسکے مرنے کی خبر پہونچی ہو
اوسی مین عدت گذرنے تک رہے اوس سے باہر نجاوے اور یہی صحیح
ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہی مروی ہے کہ بسبب کسی عذر
کے عورت کو اوس گھر سے نکلنا جائز ہے جیسا کہ علمای حنفیہ کہتے ہین
کہ وفات کی عدت والی رات دن مین نکلے اور اکثر رات اپنے گھر مین
رہے اور یہی کہتے ہین کہ رجعی اور بائنہ طلاق والی جس گھر مین طلاق
واقع ہوئی ہے اوسی مین عدت پوری کرے اور اوس گھر سے باہر نجاوے
اور لونڈی کی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے
اور بعض علما کے نزدیک اوسکی عدت دو حیض ہین مگر جو حدیثین انکی دلیل

ہین اونمین علماے محدثین نے کلام کیا ہے اور اوسکو ضعیف ٹھیرایا ہے

فصل اون امور کے بیان مین جن کے سبب بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جاننا چاہیے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہین ایک اونمین سے کفر یا ارتداد ہے جیسے میان بی بی دونو کافر تھے ایک اونمین سے مسلمان ہوگیا تو کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائیگا یا میان بی بی دونون مسلمان تھے عیاذا باللہ ایک اونمین سے مرتد ہوگیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت مین بہی نکاح ٹوٹ جائیگا ہان اگر دونو یکبارگی کافر ہوجاوین پہر ساتھ ہی اسلام لاوین تو نکاح اونکا بدستور قائم رہیگا اور جو میان مسلمان اور بی بی یہودی یا نصرانی ہو پہر مجوسی ہوجاوے تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائیگا لیکن صحیح یہ ہے کہ مجوسیہ کتابیہ کے حکم مین ہے یعنی جیسے مسلمان کا نکاح یہودی نصرانی عورت کے ساتھ صحیح ہے ایسے ہی مجوسیہ سے بہی درست ہے عورت کا مجوسی ہوجانا نکاح کو مضر نہین اور جو میان بی بی دونون مجوسی تھے ایک اونمین سے دارالحرب مین مسلمان ہوگیا تو تین حیض یا تین مہینے کے بعد جس قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہو اوسکا نکاح ٹوٹ جائیگا اور یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فسخ ہے اور اہل حدیث کے یہان مجوسیہ کتابیہ کے

حکم مین ہے یعنی اوسکا نکاح بحال ہیگا مگر یہ حکم مجوس اور یہود اور نصاری کی عورتون کے لیے ہے انکے مردون کے واسطے نہین یعنی اگر مجوسیہ یا کتابیہ مسلمان ہو جاوے اور انکے مرد اپنے دین پر قائم رہین تو یہ عورتین اونکے نکاح مین نرہینگی دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملکیت جیسے میان بی بی کا یا بی بی میان کی مالک ہوگئی تو اس صورت مین نکاح جاتا رہیگا یہ قول علمای حنفیہ کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ زن و شوہر ایک دوسرے کے مالک ہونے سے نکاح نہین ٹوٹتا بلکہ اون کے اختیار پر موقوف رہتا ہے تیسرا یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نامرد ہونا ثابت ہوا یا برص جذام وغیرہ مین مبتلا نکلا تو ان عیبون کے سبب سے نکاح کا فسخ جائز ہے چوتھا یہ کہ کسی عورت نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفو کے ساتھ جس سے اوسکے خاندان کو عار لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کر لیا تو اس صورت مین وارثون کو پہونچتا ہے کہ اوسکا نکاح فسخ کرا دین اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہوا پانچوان یہ کہ میان بی بی مین سے کسی نے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے میان نے بی بی کے اصول اور فروع سے زنا کیا یا شہوت کی کوئی بات کی مثلا بوسہ لیلیا یا مساس کر لیا ایسے ہی بی بی نے میان کے اصول فروع سے کوئی بات شہوت کی کی تو اس صورت مین حنفیہ کے نزدیک نکاح جاتا رہا لیکن

محدثین کے نزدیک نہین گیا چنانچہ رضاع جیسے ایک شخص کی دو جورئین
ہین ایک بڑی دوسری چھوٹی بڑی نے دو برس کے اندر چھوٹی کو
دودہ پلایا تو چھوٹی کا نکاح ٹوٹجاویگا ساتوان کفار کی رسمون کو شادی
بیاہ مین برتنا اور اونکو اچھا جاننا اور اونکے کرنے مین نفع اور نکرنیمین
ضرر سمجہنا سو ایسی رسمون کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹجاتا ہے جیسا کہ
سید آدم بنوری رح اپنی کتاب مین نقل کرتے ہین کہ نکاح مین بعض چیزین
کفر ہین اور بعض مین کفر کا خوف ہے اور بعضی بدعت ہین پہر جو کوئی
اونکو برتے تو زوجیت کا علاقہ درمیان مین سے جاتا رہتا ہے اور وہ
نکاح اسلام کا نہین رہتا اور جو بچہ اوس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اوسکا
نسب بہی ثابت نہین ہوتا ایک کنگنا باندہنا کہ صریح کفر ہے بنانیوالا اور
اس فعل سے راضی ہونیوالا دونون کافر ہوجاتے ہین دوسرے چاوہ دینا
کہ طرح طرح کی فضیحتون اور رسوائیون پر مشتمل ہوتا ہے تیسرے دولہ کے
سر پر پان باندہنا اور عورتون کا آنچل ڈالنا اور دولہن کے سر پر دستار
رکہنا فعل لعنت کا موجب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اوس مرد کو جو اپنے تئین عورت کے شکل بناوے اور اوس عورت
کو جو مرد سے مشابہت پیدا کرے دونوکو ملعون فرمایا ہے چوتہے دولہن
کے انگوٹہے کو دودہ یا پانی سے دہوکے دولہہ کو پلانا یہ رسم گبرون کی ہے

آمین کفر کا خوف ہے پانچوین بصری کی ڈولیان عورت کے بدن پر رکہنا
اور دولہ کا ازکو اپنے موہنہ سے اوٹہانا اس فعل مین باوجود فسق اور
آتش پرستون کی رسم ہونے کے چوپایون کے ساتہہ بہی مشابہت ہے
چہٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا دولہ کے گلے مین ڈالنا اور مشاطہ کا اوکو
تخت پر لٹا کر اوسکے ہر ایک عضو یہان تک کہ ستر کو بہی ناپنا اور عورتون کا
ان افعال کو دیکہکر ہنسنا یہ سب کام لعنت کے ہین ساتوین سجع مقفی گالیان
دینا مسجد اور محراب شملہ اور دستار کی اہانت کرنا اور ان چیزون کی اہانت
کرنا کفر ہے آٹہوین دولہہ کا دولہن کے گرد سات بار پہرنا یہ کفار کی رسم
ہے اور اسمین کفر کا خوف ہے نوین دولہن کی شرمگاہ کو شربت سے دہوکر
اوسمین دولہن کو پیشاب کرانا پہر اوسے دولہہ کو پلانا اسمین بہی خوف کفر
کا ہے دسوین مرد کی آنکہہ مین کاجل لگانا یہ باتفاق مکروہ ہے گیارہوین
دولہ کو چاندی کا طوق یا عورتون کا لباس پہنانا یہ بہی بدعت سیئہ ہے
یہان تک سید آدم کا مضمون تمام ہوا اور آرسی مصحف کی رسم جو ہندستان
کے دیار مین مروج ہے اسکی بہی کوئی اصل شریعت محمدیہ سے ثابت نہین
ہوتی یہ بہی بدعت ہے اسکو چہوڑنا چاہیے اسکے سوا اور بہت سی خرافات
رسمین ہین جنکو جاہل لوگ شادی وغیرہ مین کرتے ہین جیسے صندل
سے ڈہول کو چہاپنا اور دولہہ پر سرخ ناڑا باندہنا ریجگا کرنا اور اوسمین چہیریان

بھرنا اور رسم کے لڈو اور کہم بٹانا اور اوسپر پہولون کا سہرا باندہنا اور
صندل کے چھاپے لگانا بی بی کا گوندا بہرنا اور اوسپر پہول ڈالنا اور
سرخ رومال سے اوسکو چھپانا اور مرد کی چھانون سے اوسکا بچاؤ کرنا اور
دو خصمی اور حمل والی کو اوسکے کہانے سے روکنا سوہاگنون کا گوندا کرنا
اور اونکو آرسین اور ڈہنیان اور ٹربانا اور چوڑیان پہنانا لگن رکہنا باہمن
سے ساعت پوچھنا ساچق کے دن میوے اور شیرینی سے مٹکیان بھرنا
اور اونکو کاغذ کے تختون پر رکہکے روشنی آتش بازی باغ بہاری باجو نکے
ساتھہ دولھن کے گہر لیجانا دولھن کے گہر سے مہندی کے ساتھہ کاغذ
کی مہندی لانا اور سبز مہندی گوندہکر اوسکی چوکمک بنا کے اوسکو پنی وغیرہ
سے منڈہنا اور اوسپر چار بتیان روشن کر کے مالیدے اور لڈو سے خوان
بہر کے باغ بہاری کے تختون اور روشنی کے ساتھہ سالی کے ہمراہ دولہہ
کے گہر اوسکو بہیجنا پہر وہان پہونچ کے دولہہ کو چوکی پہ بٹھانا اور اوسکی سر پر
پہول وغیرہ کا سہرا باندہکے اوسکے ہاتھہ پانون مین مہندی لگانا اور
ملیدے کے سات نوالے دولہہ کو کھلانا اور ڈومنیون سے مہندی گوانا
منڈہا باندہنا برت بہرنا تیل چڑہانا مسل مین لال ناڑا باندہنا دولھن کے
سر پائینون کی ارلی باندہنا اور آرسی بیٹنے کی جگہہ سیر دو سیر گیہون
رکہکے اوسپر مسند بچھاکر دولہہ کو بٹھانا اور ڈومنیون سے بہرا سہاگ گوانا۔

برات کی رات دولہہ کو سنوار کے اوسکے سر پر سہرا باندہنا اور دولہہ کی
بہن کا آکے اوسکی آنکہہ مین کاجل لگانا پہر اپنا نیگ لینا دولہن
کے گہر جاکے دولہے سے چکی پسوانا نگلین چہدوانا دولہہ کا جوتا اوسکی
سالی سے چہپوانا دولہن کے گہر پہنچکے دہنگانے کی رسم کرنا کلس کا روپیہ
دینا نکاح کے بعد دولہہ دولہن کے پانون جوڑکر مہندی لگانا پہر ارسی [illegible]
ڈومنیون سے ٹونے کروانا اور سمدہنون کو چہڑیان مارنا اور انگہیا کا لینا
گوانا رخصت کے وقت دولہہ سے پانی کٹوانا دولہن کے سر کا اریل
دولہہ کے ایک ہاتہہ سے کہلوانا دولہہ کے ایک ہاتہہ سے سہاگ پڑی کا
تیج سل بٹے پر پسوانا دولہن کے پائجامے مین دولہہ سے ازاربند ڈلوانا
دولہن کی جوتی دولہہ کے سر سے چہوانا اوسکے بعد جلوہ دلانا بات چہیڑوانا
اس کا دولہہ کے کان مین آکے سہاگ لگانا دولہہ دولہن کے سر پر
رخصت کا سہرا باندہنا دولہن کے بہائی سے اوسکے دوپٹے کے پلو
[illegible] بندہوانا رخصت کے وقت دولہن کے غسل سے پانی کا شربت
[illegible] دولہہ کو پلانا دولہن کو گہر مین لانے کے بعد بکرا منگا کے [illegible]
اور سہاگنون سے دولہن کے پانون کے آنگوٹھون مین لگانا دولہن کے ہاتہہ
سے [illegible] چہڑانا اور اوسکے پانون پر پانون رکہکے [illegible] توڑنا دولہہ دولہن
[illegible] دولہہ کے مونہہ سے [illegible] دولہن کے ہاتہہ سے دولہہ کو

کہیر کہلوانا صبح کو نہچا گوانا اور لوگون سے بہیک مانگ کے نہچا کا پلوان
پکانا پہر دولہن کے میکے سے باجون کے ساتہہ تنبول آنا اور دولہہ کا
سلام کے لیے سسرال جانا نکاح کے چوتہے دن چوتہی کرنا اور دولہن
کی گود میوے سے بہرنا پہر اُن سے وہ میوہ اور پہولون کی گیندیان دولہن
کے ہاتہہ سے دولہہ کی طرف اور دولہہ سے دولہن کی طرف سات بار
پہکوانا تالاب یا ندی پر جاکے خواجہ خضر کا دودہ ملیدا کرنا اور چہوٹی چہوٹی
ناوین بناکے اون پر رنگ برنگ کی اوڑہنیان ڈالنا پہر اونہین روشن کرکے
دولہہ دولہن کے سہرے اور پہولون کو رکہکے دریا مین بہانا اور دولہہ دولہن
کے آنچل جوڑکر باندہنا اور اونکو دریا کے کنارے پر لیجاکے اکہٹا کہڑا کرنا
بیاہ کے بعد دولہن کے پہلے حیض مین میکے سے جوڑے کا جانا اور دولہن
کی گود میوے اور شیرینی سے بہرنا اور ڈومنیون سے کہچڑیان اور بیانے گوانا
پہر اونکو کچی کہچڑی کے خوان بہر کے دینا اور جب لڑکی حمل سے ہو تو پانچوین
ساتوین نوین مہینے پچواسا ستواسا نوماسا کرنا اور اس تقریب مین میکے سے
جوڑے کا آنا اور جیسے اول حیض مین کیا تہا ویسے ہی سب باتین ان
رسمون مین بہی کرنا اور زچا کو جوڑا پہنا کے مسند پر بٹہانا اور زرد کپڑے پر
روپیہ رکہکے دودہ کا دیکہنا اور نواسے کی گود بہرائی مین زچا کو جوڑا پہناکے
دائی کے سامنے لٹانا اور اوسکے ہاتہہ سے زچا کے پیٹ پر تیل ملوانا اور

بچہ پیدا ہونیسے چھٹے روز نہیں کرنا اسکا بیان چھٹی کی فصل مین گذر چکا دوبارہ
لکھنے کی ضرورت نہین یہ سب رسمین جو بیان ہوئین بعض انمین سے صریح
کفر ہین اور بعض مین کفر کا خوف ہے اور بعض بدعت ہین یہ ساری
بلا کفار کے میل جول سے مسلمانون مین پھیلگئی اور بے علمی کی وجہ سے
جاہل مرد اور عورتون نے ان کو دین ٹہیرالیا بلا تکلف شادی بیاہ وغیرہ
مین انکو خوشی خوشی کرتے ہین اورانکے کرنے کو مبارک سمجھتے ہین یہ
نہین جانتے کہ کفر و شرک و بدعت مین گرفتار ہو کے ایمان سے ہاتھ
دہوتے ہین اور ابدالآباد کا عذاب اپنے سر لیتے ہین اور نکاح کا رشتہ
میان بی بی سے توڑتے ہین اور اولاد کو بے نسب بناتے ہین یعنی جب
نکاح ہی نرہا تو پہر نسب کہان بلکہ اولاد زنا کی ٹہیری یہی وجہ ہے کہ اکثر
اولاد صالح اور لئیق نہین پیدا ہوتی اس لیے کہ حرام کی اولاد سے خیر و
برکت کی امید معلوم پس سب مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ جن افعال
اور رسوم سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اور کسیطرح کا فتور آتا ہے انکو خوب سمجھلین اور
ان سے پرہیز کرتے رہین تا کہ دنیا کی رسوائیون اور آخرت کے عذاب سے نجات پاوین

باب ہفتادہم

فصل بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اوسکے اجر کے بیان مین

مسلمانون کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالی سے اپنی صحت و عافیت کی دعا مانگا کرین

اس لیے کہ تندرستی سے بڑھکر دنیا مین کوئی نعمت نہین تمام دین و دنیا
کے کام اسی پر موقوف ہین اگر دنیا بھر کی نعمتین آدمی کے پاس موجود
ہون اور ایک صحت نہو تو سب ہیچ ہین اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم آپ بھی اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت کو
بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر
صحت و عافیت کے دنون مین نہین سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ مین مبتلا
ہوتا ہے اوس وقت اوسکی خوبی اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے
دکھ درد مین گھبرانے اور شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور تھوڑی سی
ایذا سے بیتاب ہوجاتا ہے انصاف سے دیکھے تو اکثر صحیح رہتا ہے
اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے مین اس نعمت عظمی کا کبھی شکر
ادا نہین کرتا بخلاف بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے بھی
ناشکری کرنے لگتا ہے اور اوسکا تحمل نہین ہوتا پس انسان کو چاہیے کہ
جب کبھی بیمار یا کسی رنج و غم مین گرفتار ہو تو راضی برضاے مولی ہوکے
اوسپر صبر کرے جزع فزع نکرے اور کسی طرح کی خفگی اور رنج و ملال دل مین
نلاوے اس لیے کہ مسلمان کو بیماری و رنج و الم کی جو تکلیفین پہونچتی ہین
اور وہ اونکو اللہ تعالی کی طرف سے سمجھکر اونپر صبر کرتا ہے تو اس سے
اوسکے گناہ جھڑتے ہین اور اجر کے درجے بڑھتے ہین چنانچہ بخاری نے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اوسکو کسی مصیبت وغیرہ مین گرفتار کرتا ہے اور بخاری ومسلم مین ہے عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ہم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکہا الا کفر اللہ بہا من خطایاہ یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا نہین پہنچتا مسلمان کو کوئی رنج اور نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم یہان تک کہ اوسے کانٹا چبھویا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالی اسکے سبب سے اوسکے گناہ حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا رنج وملال یا کوئی صدمہ اور تکلیف پہونچے اور وہ اوسپر صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اوسکے چھوٹے چھوٹے گناہ بخشدیتا ہے اور صحیح مسلم مین بروایت جابر رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ام السائب فقال مالک تزفزفین قالت الحمی لا بارک اللہ فیہا فقال لا تسبی الحمی فانہا تذہب خطایا بنی آدم کما یذہب الکیر

خبث الحدید یعنی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لائے پہر فرمایا کہ تجہے کیا ہوا ہے
کہ تو کانپتی ہے اوسنے عرض کیا تپ ہے نہ برکت دے اللہ اوس مین پس
آپ نے فرمایا نہ برا کہہ تپ کو اس لیے کہ بیشک وہ بنی آدم کے گناہ اسطرح
دور کرتی ہے جیسے بہٹی لوہے کے میل کو ابن ابی الدنیا نے حسن
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ كَانُوا يَرْجُونَ فِي حُمَّى لَيْلَةٍ كَفَّارَةً
لِمَا مَضٰى مِنَ الذُّنُوبِ یعنی حسن کہتے ہین کہ امید رکہتے تہے یعنی صحابہ
ایک رات کی تپ مین کہ وہ گذرے ہوے گناہون کے لیے کفارہ ہے
اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کی تپ
سال بہر کے گناہ مٹا دیتی ہے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب آدمی
کسی مرض یا مصیبت مین گرفتار ہو تو اوسکو برا نہ کہے بلکہ اوسپر صبر کرے
اس لیے کہ اللہ تعالی صبر کرنے کے سبب اپنی رحمت واسعہ کے اوسکے
گناہ معاف کرتا ہے اور آخرت مین بڑے بڑے مرتبے عنایت فرماویگا
اور اوسکی رحمت تو اپنے بندونپر اسقدر ہے کہ جب کوئی اونمین سے بسبب
بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اوراد و وظائف کے ادا کرنے سے
معذور رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے اوسکے نامہ اعمال
مین ویسا ہی ثواب لکہتا ہے جیسا کہ صحت وحضر مین اوسکے لیے لکہتا تہا

چنانچہ یہی مضمون بخاری شریف مین آیا ہے عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مرض العبد او سافر کتب لہ مثل ما کان یعمل مقیما صحیحا یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اوسکے سبب سے اپنے نوافل اور وظائف اونہین کر سکتا تو لکھا جاتا ہے اوسکے لیے مانند اوس چیز کے کہ عمل کرتا تھا گھر مین تندرست یعنی بے شبہ ہے اوسکو نفل اور وظیفے پڑہنے کا ثواب ملتا ہے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان العبد اذا کان علی طریقۃ حسنۃ من العبادۃ ثم مرض قیل للملک الموکل بہ اکتب لہ مثل عملہ اذا کان طلیقا حتی اطلقہ او اکفتہ الی رواہ فی شرح السنۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جس وقت عبادت کی کسی نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار ہوجاتا ہے یعنی اور وہ عبادت نہین کر سکتا تو کہا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالی اوس فرشتے سے جو اوسکے ساتھ معین ہے یعنی کہ لکھ اوسکے واسطے مانند اوسکے عمل کے جس وقت وہ تندرست تھا یہان تک کہ صحیح سالم کردون مین اوسکو یا ملالون اوسکو اپنی طرف یعنی مرجاوے اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ
اَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیْہِ مِنْ خَطِیْئَةٍ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ ہوتی رہتی ہے
بلا ایماندار مرد یا عورت کی جان اور مال اور اولاد میں یہانتک کہ وہ
اللہ سے ملاقات کرتا ہے یعنی مرجاتا ہے اس حال میں کہ اوسپر کوئی گناہ
نہیں یعنی بلاؤن کے سبب سے اوسکے سب گناہ بخشدیے جاتے ہین
اور امام مالک نے بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابو داود
رحمہما اللہ نے محمد بن خالد سلمی سے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ السُّلَمِیِّ
عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ
الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ مَنْزِلَةٌ لَمْ یَبْلُغْہَا بِعَمَلِہٖ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ
اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبْلِغَہُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِیْ سَبَقَتْ
لَہٗ مِنَ اللّٰہِ یعنی محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اونکے دادا سے
روایت کرتے ہین کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اوسکے لیے اللہ تعالی کی طرف سے ایسا
مرتبہ کہ نہین پہونچ سکتا وہ اوسکو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اوسکو اللہ
اوسکے بدن یا مال خواہ اولاد مین پھر اوسکو اوسپر صبر عطا کرتا ہے یہانتک
کہ پہونچاتا ہے اوسکو اللہ اوس رتبے پر جو مقدر ہوا تھا اوسکے واسطے اللہ کی

طرف سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتون پر صبر کرنا ایسی عمدہ
چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت وعبادت سے نہین پہونچ سکتا وہ
اسکے سبب سے اوس مرتبے کو پہونچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان کو لازم
کو چاہیے کہ کسی طرح کے رنج وغم ایذا وتکلیف وکمہ درد مین ہرگز نہ گہبراوے
اور جزع فزع اور شکوہ شکایت ہی نکرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر
راضی رہے اور ہر وقت اپنے گناہون سے ڈر کے توبہ اور استغفار کرتا رہے
تاکہ اسکی برکت سے اللہ تعالی جلد صحت وعافیت عطا فرماوے اور عمل خیر کی توفیق دے

فصل بیمار کی خدمت اور اوسکی خبر گیری کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اوسکے حال کی خبر رکہنا
موجب ثواب اور ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری
خصوصا بیماری مین اونکی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات
ہے اس لیے کہ ماں باپ اولاد کی جنت ونار ہین جیسا کہ ابن ماجہ نے
ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ یعنی ایک آدمی نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا حق ہے ماں باپ کا اپنی اولاد پر فرمایا وہ دونون
تیری جنت ودوزخ ہین یعنی اونکی فرمانبرداری سے جنت نصیب ہوتی ہے
اور اونکی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیون نہو اونکی اطاعت تو

اولاد پہ فرض ہے دیکھو اللہ تعالی نے سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع
کے شروع مین اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ بہلائی
کرنا ارشاد فرمایا ہے وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ
اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ
الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ
نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا یعنی
اور حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اوسکے سوا اور مان باپ سے
بہلائی اگر کبہی پہونچ جاوے تیرے سامنے بڑہاپے کو ایک یا دونون تو نہ کہہ
اونکو ہون اور نہ جہڑک اونکو اور کہہ اونکو بات ادب کی اور جہکا اونکے
آگے کندہے عاجزی کرکے پیار سے اور کہہ اے رب اونپر رحم کر جیسا
پالا اونہون نے مجہکو چہوٹا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی مین ہے
جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والون کو بخشتا ہے یعنی اگر دل مین آوے
کہ بوڑہے مان باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرمادیا کہ جسکی نیت نیکی
پر ہے اگر خطا کرے اور پہر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے پس ان آیتون سے
ثابت ہوا کہ مان باپ کے ساتہہ احسان و سلوک سے پیش آنا اولاد پہ
فرض ہے اس لیے کہ جس طرح ان آیتون مین اور جینے امر کے ارشاد فرمائے ہین

اسی طرح بالوالدین سے پہلے لفظ آسنوا امر کا صیغہ مقدر ہے اور امر وجوب
کے واسطے ہوتا ہے سو اولاد کو چاہیے کہ سب کاموں میں جو خلاف شرع
نہوں اونکی فرمانبرداری کو مقدم جانے اور سعادت دارین اور موجب نجات
سمجھے خاصکر ماں باپ میں سے جب کوئی بیمار ہو جاوے تو اولاد کو
چاہیے کہ ہر وقت اونکی خدمت میں حاضر رہے اور اونکے علاج معالجے اور
کہانے پینے اور اوٹھانے بٹھانے کا خوب ہی نہایت خیال رکھے تاکہ
کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اونکو نہونے پاوے اور جس طرح سے خدمت
کرنیمیں اونکی خوشی اور رضامندی معلوم ہو اوسی طرح سے اونکی خدمتگذاری
کرتی رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نکرے کہ اونکو ناگوار گذرے یا اونکے
دل کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اس لیے کہ ماں باپ کی ناخوشی سے اللہ تعالے
ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ
وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رضامندی اللہ کی والد کی
رضامندی میں ہے اور ناخوشی اللہ تعالی کی باپ کی ناخوشی میں ہے
اس حدیث شریف میں نرے باپ کا ذکر آیا ہے اور ماں بھی اسی حکم میں داخل
ہے بلکہ اوسکا حق تو باپ سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ اور حدیثوں سے ثابت

ہوتا ہے اور جو والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت
کرنے مین تکلیف ہوگی زیادتی شفقت ورافت کی راہ سے اوس سے خدمت
نلین اور اوسکو خدمت کرنے سے منع کرین تو بھی وسکو لازم ہے کہ اونکی بیماری
کی حالت مین ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب کسی کام کے لیے اشارہ کرین یا حکم
دین تو فورًا اوسکو بطیب خاطر بجا لاوے اور دوا غذا وغیرہ کا تو خود ہی نہایت
اہتمام رکھے نرے آدمیون پر نہ چھوڑے اس لیے کہ ہر آدمی سے اوسکی احتیاط
ہونا مشکل ہے اور ماں باپ کے سوا خاوند کی خدمت بی بی کو اور بی بی کی
خدمت خاوند کو کرنا بہت ضرور ہے یعنی آئین سے جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو
چاہیے کہ اوسکی بیمارداری اچھی طرح کرے اور کسی کام اور خدمت مین دریغ
اور کوتاہی نکرے اور نہ اوسکے کرنے مین اپنی حقارت سمجھے بلکہ اوسکی خدمت
رغبت اور خوشی سے کرے اسلیے کہ یہ خدمت میان بی بی کے حقوق مین داخل
ہے اور عزیز و اقارب کی بیماری وغیرہ مین تیمارداری اور خبرگیری صلہ رحم
سے ہے جتنا جو عزیز قریب ہو اوتنا ہی اوسکا ہر حال مین شریک و معاون
رہے اور غیرون کے ساتھ بیماری مین سلوک کرنا اور اونکی ہر طرح سے خبر رکھنا
موجب اجر و ثواب کا ہے اور بیمار کی خدمتگزاری مین ان امور کا ضرور خیال
رکھنا چاہیے ایک یہ کہ بہت آہستہ سے اوسکو اوٹھاوے بٹھاوے لٹاوے
تاکہ کسی طرح کی ایذا و تکلیف اوسکو نہ پہونچے اس واسطے کہ بیماری کی وجہ سے سارا

بدن اور سب قوی ضعیف ہوجاتے ہین ذرا سے صدمے سے بہت تکلیف
پہونچتی ہے دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کسیکو شور غل نکرنے دے اور نہ کوئی چیز
ایسے زور سے پھینکے کہ اوسکے کھٹکے اور دہمک سے اوسکو ایذا پہونچے
تیسرے اوسکی دوا غذا وغیرہ مین دیر اور غفلت نکرے جو وقت اوسکا مقرر ہو
اوسی وقت کھلاپلادے چوتھے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور
اوسکے قریب بیٹھکے اوسکے اشارے کا دھیان رکھے تاکہ بیمار کو چیخنا چلانا
نہ پڑے اور اشارے سے اوسکا کام نکلجاوے پانچوین یہ کہ اگر کسی ضرورت
کے واسطے آپ کہین جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار خیرخواہ آدمی کو
اوسکے پاس چھوڑجاوے تاکہ وہ اوسکی خبرگیری کرتا رہے اور اوس کو
کسی طرح کی تکلیف نہونے پاوے غرضکہ بیمار کی خدمت نہایت غور و فکر
سے کرے اور جو کوئی بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گھر آجاوے تو اپنے مقدور
کے موافق اوسکی دوا علاج وغیرہ مین مدد کرے اور حتی الامکان اوسکی خدمت
سے بہی دریغ نکرے اور تندرست ہونے تک آرام وچین سے اوسکو اپنے یہان
رکہے جب تک وہ رہے اچہی طرح سے اوسکی خاطرداری اور تشفی کرتا رہے
اور کام کاج سے فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اوسکے پاس جابیٹھے
اوسکی تسلی اور تسکین کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اوسکا دل نگھبراے
بلکہ ہر طرح سے اوسکی دلجمعی ہوجاے اور وہ یہی نہ سمجھے کہ میرا یہان کا رہنا

کہہ اسے بیمار ہے اور بیمار رہنے سے اوسکو تکلیف پہونچتی ہے غرضکہ
بیمار کی خدمتگزاری اور خاطرداری وغیرہ مین کسی طرح کی کوتاہی اور بے پروائی
اور کج خلقی اور بد دماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل
ہو اوسکے استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اوسکی خبرگیری کرتا رہے
اسلیے کہ بیمارون کی تیمارداری وغیرہ مین سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر
کی بات ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ یگانہ ہے یا بیگانہ بلکہ ہر ایک کے دکھہ درد مین
جس طرح سے ہوسکے بلا تامل شریک ہوجایا کرے یعنی خدمتگزاری اور
خاطرداری اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اوسکی مدد کرے کیونکہ بیمار
کی خبرگیری مین کئی فائدے مین ایک یہ کہ دکھہ درد موت زندگی ہر آدمی
کے ساتھہ لگی ہوئی ہے دنیا میں اس سے کوئی خالی نہین پس اگر انسان
کسی کی دکھہ بیماری مین شریک ہوگا تو دوسرا بھی اسکی مصیبت مین کام
آویگا اور جو وہ کسی کے مصیبت وقت کام نہ آویگا تو اوسکا بھی کوئی پرسان
حال نہوگا گو کیسا ہی عزیز و قریب ہو دنیا مین تو اکثر خوش خلقی اور ملنساری
ہی سے کام نکلتے ہین یہ ایسی عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر بھی یگانہ ہوجاتا
ہے دوسرے یہ کہ کسی کو نفع پہونچانے اور اوسکی تکلیف کے وقت کام آنیسے
آخرت مین عمدہ عمدہ درجے ملین گے تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ
راضی اور خوش رہتے ہین جا حضر و غائب اوسکو دعائے خیر سے یاد کرتے ہین

پس ہر انسان کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے دوسرے کے مصائب و رنج و ایذا اور تکالیف کے وقت کام آوے اور اونکے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت و آرام پہونچانے کی فکر کرے اس لیے کہ حدیث حسن مین وارد ہوا ہے خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ

فصل عیادت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقون مین سے ہے جنھین آپسمین ایک کو دوسرے کے ساتھہ برتنا چاہیے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا مردے کو نہلانا کفن پہنانا جنازے کے ساتھہ جانا اور مثل اسکے اور عیادت کی فضیلت مین اگرچہ بہت حدیثین وارد ہوئی ہین مگر تھوڑی سی اس جگہہ لکھی جاتی ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ بہشت کی میوہ خوری مین رہتا ہے یہان تک کہ پھر آوے یعنی وہ بیمار پرسی کے لیے جانے سے جنت اور اوسکے میوے کے کھانے کے لائق ہو جاتا ہے اور ترمذی و ابوداود مین آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ
اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ
مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہے اونہون نے کہا سنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ
فرماتے سنا کہ نہین عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی اگلے دن
مین یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اوسکے لیے رحمت ومغفرت
کی دعا کرتے ہین یہان تک کہ وہ شام کرے اور نہین عیادت کرتا ہے پچھلے
دن مین یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت ومغفرت مانگتے ہین اوسکے واسطے
ستر ہزار فرشتے یہان تک کہ صبح کرے اور ہوتا ہے اوسکے لیے جنت مین
ایک باغ اور ابن ماجہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد
ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا
نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ بیمار کی عیادت
کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنیوالا یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھکو
یعنی دنیا وآخرت مین اور اچھا ہو تیرا چلنا دنیا یا آخرت مین اور بناوے
تو جنت مین ایک مکان یعنی بہشت مین تجھے بڑا مرتبہ نصیب ہوا اور امام مالک
اور امام احمد رحمہما اللہ تعالی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِیْہَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ ہمیشہ دریای رحمت مین پیتیار رہتا ہے یہان تک کہ بیٹھ جاوے یعنی بیمار کے پاس پہر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت مین ڈوب جاتا ہے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ بیمار پرسی نہایت عمدہ چیز اور بڑے اجر کی بات ہے مسلمان کی عیادت کرنے مین تو بہت ہی ثواب ملتا ہے اور غیر دین والون کی بیمار پرسی بھی شرعاً جائز اور خالی ثواب سے نہین جیسا کہ بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَھُوْدِیٌّ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور وہ بیمار ہوگیا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لیے اوسکے پاس تشریف لائے اور اوسکے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور اوس سے فرمایا کہ مسلمان ہوجا وہ اپنے باپ کی طرف دیکہا اور وہ اوسکے پاس تہا

اوسکے باپ نے کہا ابو القاسم کا کہا مان لے پس وہ مسلمان ہو گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب تعریف اوس اللہ کے لیے ہے جسنے اوسکو آگ سے بچا لیا یعنی اسلام لانیکے سبب سے پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور رفاق کی عیادت جائز ہونے مین علما کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ اونکی بیمار پرسی مین بھی کچھ مضائقہ نہین کافر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے اور بھی کئی باتین سمجھی جاتی ہین ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اوسکے سر کے پاس بیٹھے تیسرے اگر بیمار کافر ہو تو اوسکو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اسکے اور آداب عیادت کے بہت ہین ایک اونمین سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اوٹھ کھڑا ہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم العیادۃ فواق ناقۃ وفی روایۃ سعید بن المسیب مرسلا افضل العیادۃ سرعۃ القیام رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افضل زمانہ عیادت کا مقدار اونٹ بانے کی ہے کہ درمیان دو دوہنے اونٹنی کی اور سعید بن مسیب کی روایت مین مرسلا وارد ہوا ہے کہ بہترین عیادت کی وہ عیادت ہے کہ اوسمین جلد اوٹھ کھڑا ہو اس کو بیہقی نے

شعب الایمان مین نقل کیا ہے ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ عیادت
مین بہت نہ بیٹھنا چاہیے مگر جس شخص کے بیٹھنے سے بیمار کو تشفی اور تسکین ہوتی ہو
یا وہ اوس شخص سے خدمت لینے مین کسی طرح کا تکلف نہ کرتا ہو تو اوس کو
بیمار کے پاس زیادہ ٹھیرنا چاہیے تاکہ اوسکا دل بہلے اور راحت و آرام
پہونچے دوسرا ادب یہ ہے کہ بیمار کی سامنے تسلی کی باتین کرے جیسا کہ
ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ
فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیُطَیِّبُ بِنَفْسِهٖ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب تم عیادت کے لیے بیمار کے پاس آؤ تو طمع
دلاؤ اوسکو زندگی کی یعنی یون کہو کہ رنجیدہ نہو کچھ ڈر نہین ابھی اچھا ہو جاویگا
اللہ تیری عمر مین برکت دے اس لیے کہ یہ کہنا تقدیر کی بات کو نہین پھیرتا
اور بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مریض کے پاس شور غل
نہ مچاوے جیسا کہ رزین کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِیْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِی الْعِیَادَةِ
عِنْدَ الْمَرِیْضِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَ لَغَطُهُمْ وَ
اخْتِلَافُهُمْ قُوْمُوْا عَنِّیْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اونہون
نے کہا سنت ہے کم بیٹھنا اور کم غل کرنا عیادت مین نزدیک بیمار کے کہا حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
بہت ہو غل اور اختلاف صحابہ میں اور نہ کھڑے ہو میرے پاس سے
چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت کو جاوے تو اوس کے
لیے شفا کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے مروی ہے پڑھے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ
شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ جب
کوئی آدمی ہم میں سے بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا
دہنا ہاتھ اوس پر پھیرتے پھر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیوں کے
اور شفا دے تو ہی شافی ہے نہیں کوئی شفا مگر تیری شفا دے شفا کہ نہ چھوڑے
کسی بیماری کو اور اس دعا کے سوا چاروں قل پڑھ کے مریض پر دم کرے جیسا کہ
بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ
وَمَسَحَ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ كُنْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ
الَّتِيْ كَانَ يَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ
قَالَتْ كَانَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ یعنی حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے
اپنے اوپر معوذات اور پھیرتے اپنے اوپر ہاتھ اپنا یعنی جہان تک پہنچ سکتا
ہاتھ بدن مبارک پر پس جب بیمار ہوے اوس بیماری مین کہ وفات
کیے گئے اوسمین تو مین دم کرتی تھی حضرت پر معوذات وہ معوذات کہ
حضرت دم کرتے تھے اور پھیرتی مین ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی
اسطرح کہ مین معوذات پڑھتی اور حضرت کے ہاتھون پر دم کرتی اور اون کے
دونو ہاتھ اونکے بدن مبارک پر پھیرتی اور مسلم کی ایک روایت مین یہ
آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب کوئی آپ کے
گھر والون مین سے بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم کرتے
اوپر معوذات **ف** معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس ہین لفظ جمع باعتبار آیتون کے کہا یا اقل جمع کے دو ہین یا
دو سورتین ہیں یا اور تیسری قل ہو اللہ ان تینون کو معوذات کہا تغلیباً ہے
اور صحیح یہی بات ہے بعض نے کہا قل یا بھی اسمین داخل ہے اور بیمار
کے حق مین عیادت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی جو ابوداود اور ترمذی
مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لیے نہایت
مفید ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من مسلم یعود
مسلما فیقول سبع مرات اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک الا

شئی الّا اَن تَتلُوَتَ قد حضر اجلہٗ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان کہ پوچھے
بیار مسلمان کو پھر کہے سات بار سوال کرتا ہون مین اللہ بزرگ رب عرش عظیم
سے کہ شفا دے تجھکو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہو اجل اوسکی یعنی
یہ مرض لاعلاج ہے اگر اوسکی موت نہین آئی ہے تو اس دعا کے پڑھنے سے
مرض الموت کے سوا اوسکی سب بیماریان جاتی رہتی ہین پس ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اوسکے لیے دعا کرنا بھی ضرور ہے
اور جو مناسب ہے تو بیمار سے اپنے واسطے بھی دعا کرا لے کیونکہ اوسکی دعا
اکثر قبول ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اذا دخلت علی مریض
فمرہ یدعو لک فان دعاءہٗ کدعاء الملٰئکۃ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاوے
تو اوس سے کہہ کہ وہ تیرے لیے دعا کرے اسواسطے کہ اوسکی دعا فرشتون
کی دعا کے مثل ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لیے جاوے
تو کہے لا بأس طہور ان شاء اللہ تعالی یعنی کچھ ڈر نہین اگر اللہ چاہے تو
یہ مرض تیرے گناہون کو دور کردیگا اور تو پاک صاف ہو جاویگا جیسا کہ بخاری
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انّ النبی صلی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلم دخل علیٰ اعرابی یعودہ وکان اذا دخل علیٰ مریض یعودہ
قال لا باس طہور ان شاء اللہ فقال لا باس طہور ان شاء اللہ قال کلا
بل حمی تفور علیٰ شیخ کبیر تزیرہ القبور فقال النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ و
سلم نعم اذا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ایک گنوار کے پاس
عیادت کے واسطے تشریف لائے اور آپ جب کسی بیمار کے عیادت کے
لیے تشریف لیجاتے تو فرماتے لاباس طہور ان شاء اللہ تعالیٰ پس آپ نے
یعنی حسب عادت یہی کلمہ فرمایا اوس گنوار نے کہا ہرگز یون نہین بلکہ تپ
ہے کہ بڈھے بوڑھے پر جوش مارتی ہے یہ تپ اوسکو قبرون سے ملادیگی
یعنی مار ڈالیگی پس آپ نے فرمایا ہان اب یون ہی ہوگا عیادت کے
وقت ان لفظون کے کہنے کے سوا اس حدیث شریف سے اور کئی باتین
معلوم ہوئین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اوس گنوار کے کفران
نعمت پر خفا ہوے اس لیے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب اور صبر وشکر
کا طریقہ بتلایا اور اوس نے اس نعمت کی قدر نجانکے کفران کیا سو آپ کو غصہ آگیا
اور فرمایا کہ اب یون ہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے اسواسطے کہ کفران نعمت کی سزا
محرومی کے سوا اور کچھ نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کبھی کفران نعمت
نکرے ورنہ وہ اوس نعمت سے محروم رہیگا دوسرے یہ کہ ادنی ادنی آدمی
کی عیادت کرنے مین کسی طرح کی حقارت نہ سمجھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ

وسلم بسبب کمال تواضع اور خلق کے جو آپ کے مزاج مبارک مین تھا
ایک ادنی گنوار کی بیمار پرسی کے واسطے تشریف لیگئے چنانچہ ادب یہ ہے کہ
بیمار کے پاس ایسی باتین نکرے کہ جس سے اوسکو غصہ آوے یا کسی طرح کا
رنج پہونچے اور اوسکے سامنے روئے پیٹے بھی نہین کہ اوس سے وہ ہراسان
ہو بلکہ ہمیشہ اوسکو تشفی دیتا اور ہمت دلاتا رہے تاکہ اوسے فرحت ہوئے
ہر مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ موافق حدیث شریف اور سنت نبوی کے
بیمارون کی عیادت کرے تاکہ مستحق اجر کثیر کا ہو

فصل موت کی آرزو کرنیکی ممانعت مین

مسلمانون کو چاہیے کہ قضای الہی سے جب کسی رنج وغم یا دکھ بیماری مین
مبتلا ہون تو ہرگز اپنے لیے موت کی تمنا نکرین اس لیے کہ حدیث شریف
مین اسکی ممانعت آئی ہے جیسا کہ بخاری شریف مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ
الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک
تمہارا موت کی اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے یعنی زندگی
کے بڑھنے سے اور جو وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالی کی رضامندی
چاہے یعنی توبہ کرے اور لوگون کی انکی حق ادا کرے اور صحیح مسلم مین بھی حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لا یتمنی احدکم الموت ولا یدع بہ من قبل ان یاتیہ انہ اذا مات
انقطع املہ وانہ لا یزید المؤمن عمرہ الا خیرا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی یعنی دل سے اور دعا مانگے
مرنے کی یعنی زبان سے پہلے اس سے کہ اوسکو موت آوے بیشک جبکہ
وہ مرجاتا ہے تو اوسکی امید منقطع ہوجاتی ہے یعنی زیادہ بھلائی کرنے کی
اور بیشک نہین زیادہ کرتی مومن کو اوسکی عمر کی درازی مگر بھلائی کو اور امام
احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تمنوا الموت فان ہول المطلع شدید
وان من السعادۃ ان یطول عمر العبد ویرزقہ اللہ عزوجل الانابۃ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرو مرنے کی اسلیے کہ جانکنی
کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیکبختی سے ہے یہ کہ زیادہ ہووے عمر
بندے کی اور نصیب کرے اوسکو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرمانبرداری کی
طرف حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ کسی ایذا اور تکلیف اور مصیبت کے
پہونچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہانتک ہو سکے صبر کرکے
اپنے مولائے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر مین لکھا ہے وہ ضرور
ہی ہوتا ہے چاہے صبر کرے یا نکرے مگر صبر کرنے سے مصیبت آسان ہوجاتی ہے

اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف
میں آیا ہے وَاِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی ملتا ہے ٹھہرنے
والوں ہی کو اونکا نیگ آن گنتی اور وارد ہوا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ یعنی
بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور بے صبری سے مصیبت
کی ایذا اور تکلیف بڑھتی ہے اور اجر سے محرومی نصیب ہوتی ہے پس صبر کے
اجر کو مفت ہاتھ سے دینا کون عقلمندی کی بات ہے ہاں اگر ایسی ہی موت
کی آرزو کرنے کی ضرورت پیش آوے تو اس طرح کہے جیسا کہ بخاری و مسلم
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ
اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ ہرگز نہ آرزو کرے کوئی
تم میں کا مرنے کی اوس ضرر سے کہ اوسکو پہونچے یعنی بدنی ہو یا مالی پس اگر ہے
ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیے کہ کہے کہ الٰہی زندہ رکھ مجھکو
جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو یعنی ضرر سے اور موت دے مجھکو
جس وقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی حیثیت سے آس حدیث سے اگرچہ
ضرورت شدید کے وقت ان لفظوں کے کہنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے
لیکن اگر یہ بھی نہ کہے تو اولیٰ و افضل ہے اس واسطے کہ موت کسی کے اختیار

مین نہین کہ جب چاہے آجائے اوسکا تو ایک وقت مقرر ہے اوس سے
پہلے ہرگز نہین آسکتی دوسرے یہ کہ موت کی آرزو دنیا کے رنج وغم اور
اور تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لیے کیجاتی ہے اور انجام کا حال کسکو
کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہان کیا معاملہ ہوگا راحت پاویگا یا تکلیف
خدانخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب مین گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت
مین پڑیگا کہ دنیا کی سب تکلیفون اور مصیبتون کو بھول جاویگا اور یہ آرزو کریگا
کہ کاش دنیا مین اور زندہ رہتا اور اچھے کام کرتا تو اس بلا مین نہ مبتلا ہوتا مگر
یہ آرزو اوس وقت کچھ فائدہ نہ دیگی اور جو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اوس
عالم مین اچھا معاملہ ہوا تو بھی موت کی تمنا کرنے کے سبب سے جو خلاف شرع
ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف مین مبتلا ہونیکا خوف ہے تیسرے یہ کہ دنیا
آخرت کی کھیتی ہے یہان جسقدر نیک عمل کریگا اوتنا ہی وہان ثواب پاویگا
دنیا کی چند روزہ زندگی کو کتنی ہی بلا ومصیبت سے کٹے غنیمت جانئے
جہان تک اچھے کام ہوسکین کرتا ہے اور موت تو خود ہی آنے والی ہے پھر
اوسکی تمنا کرنے مین کیا فائدہ پس ایمان والون کو چاہیے کہ دکھ درد اور رنج و
تکلیف سے گھبرا کے ہرگز موت کی تمنا نکرین اور نہ کبھی کسی طرح کا شکوہ و
شکایت زبان پہ لاوین بلکہ ہر حال مین اپنے مالک کی رضا پر راضی اور
شاکر رہین اور اپنے جینے مرنے کو اوسی کی خوشی اور رضا پر چھوڑ دین آپ اسکے

کو دخل دینے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجھیں اور ہر وقت اپنے گناہون سے
توبہ اور استغفار کرتے رہین تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیان نصیب ہون

باب پنجدہم

فصل موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اوس وقت کی تدبیرون کے بیانمین

جاننا چاہیے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اوس سے چھٹکارا
نہین انسان اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے
مگر آخر کو موت اوسے نہ چھوڑیگی پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم
ہے کہ جب بیماری طول کھینچے اور امید زندگی کی منقطع ہوجاوے تو اپنے
چھوٹے بڑے گناہون سے توبہ کرے اور اللہ تعالی سے اونکی مغفرت
چاہے اس لیے کہ اللہ تعالی اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے
اور دروازہ توبہ کا کھلا ہے بند نہین جب بندہ صدق دل اور خلوص نیت سے
اپنے مالک کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اوسکی توبہ قبول
فرماتا ہے اور اوسکے گناہون سے درگذر کرتا ہے اور یہ بھی ضرور چاہیے کہ
جو بندون کے حق اوسکے ذمے ہون جیسے قرضہ یا امانت یا غصب وغیرہ
اونکو فورًا ادا کرے یا اونکے مالکون سے معافی چاہے اس واسطے کہ حقوق عباد
بدون ادائی یا معافی کے خلاصی نہین ہوسکتی اور جو اوس وقت کسی وجہ سے

یہ ہو سکے تو اپنے وارثوں کو وصیت کر جاوے تا کہ وہ اوسکی طرف سے
ادا کرویں اور یہی مریض پر واجب ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ جو
رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے نیک گمان رکھے اس لیے کہ اللہ
پاک کے ساتھ حسن ظن رکھنا دخول جنت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث شریف
مین وارد ہوا ہے عن انس قال دخل النبي صلى الله عليه وآله وسلم على
شاب وهو في الموت فقال كيف تجدك قال ارجو الله يا رسول الله واني
اخاف على ذنوبي فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا يجتمعان
في قلب عبد في مثل هذا الموطن الا اعطاه الله ما يرجو وآمنه مما يخاف
رواه وابن ماجه والترمذي وقال هذا حديث غريب يعنی روایت ہے انس
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ داخل ہوے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان پر
اور وہ جانکنی کی حالت مین تہا پس آپ نے فرمایا تو کس طرح پاتا ہے اپنے آپکو
یعنی تو اپنے دل کو اس وقت کس طرح پاتا ہے آیا رحمت الہی کا امیدوار ہے
یا اوسکے غصے سے ڈرتا ہے اوسنے کہا مین امید رکھتا ہون اللہ تعالی سے
اے رسول خدا کے یعنی مین اپنے کو اوسکی رحمت کا امیدوار پاتا ہون اور ساتھ
اسکے بتحقیق مین اپنے گناہون سے ڈرتا ہون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نہین جمع ہوتے خوف و امید بندے کے دل مین بیچ مانند
اس وقت کے مگر دیتا ہے اوسکو اللہ وہ چیز کہ امید رکھتا ہے یعنی رحمت اپنی

اور اوسکو امن مین رکہتا ہے اور جس چیز سے کہ ڈرتا ہے یعنی عذاب سے
اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا حدیث غریب
ہے اور بیمار کے عزیز و اقارب وغیرہ جب اوسکی زندگی سے مایوس
ہو جاوین اور موت کی نشانیان ظاہر ہو جاوین مثلاً ناک کا بانسا ٹیڑھا
ہو جاوے کنپٹیان بیٹھ جاوین اور منھ کی صورت بگڑ جاوے پاؤن ایسے
سست ہو جاوین کہ کھڑے کرنے سے بہی کھڑے نہو سکین سارے بدن
کی جلد لٹک پڑے تو اونکو چاہیے کہ اوسکی اس غیر حالت کو دیکھکے اپنے
تئین سنبہالین اور دل کو مضبوط رکہین اور اوسکے پاس بلبلاکے رونے نہ بیٹھین
نہین اور نہ کوئی ایسی بات اوسکے سامنے کہین جس سے اوسکو ہراس اور
زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت مین اوسکو دوا پلانے وغیرہ کی تکلیف
نہ دین خصوصاً وہ دوائین جنکا کہانا پینا شرع مین منع ہے جیسے افیون وغیرہ تو ہرگز
نہ کہلائین پلائین اور پرہیز سے بہی اوسکو معاف رکہین بلکہ جو وہ مانگے اوسکو
دین اور تسکین جگر کے لیے شربت انار مین کیوڑا ملاکے پلا دین اور آب زمزم جو
نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اوسکے حلق مین ڈالتے
رہین اور اوسکا منھ قبلے کی طرف کر دین اس طرح سے کہ سر شمال کی طرف
اور پاؤن جنوب اور منھ قبلے کی سمت ہو چاہیے اس لیے کہ ہندوستان کا
قبلہ مغرب کی طرف ہے حاکم اور بیہقی نے ابو قتادہؓ سے روایت کیا ہے

إِنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُوْرٍ أَوْصٰى أَنْ تُوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ إِذَا احْتُضِرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَصَابَ الْفِطْرَةَ یعنی برا بن معرور نے وصیت کی
کہ اونکا مونہہ قبلے کی طرف کردین جبکہ موت کا وقت قریب آجاوے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہونچگیا اسلام کے طریقے کو
یعنی اسلام کا یہی طریقہ ہے لیکن اس امر مین اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح
کرین علمای حنفیہ کہتے ہین کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چت لٹاوین کہ مونہہ
اور پانون سب قبلے کی طرف ہوجاوین اور محدثین یہ کہتے ہین کہ داہنی
کروٹ پر لٹاوین اور یہی اولی ہے اس اسلئے کہ قبر مین اسی طرح لٹاتے ہین اور
سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے کا حکم
فرمایا ہے جیسا کہ روضۂ ندیہ مین اسکی تحقیق مذکور ہے اور سورۂ یسین پڑھکر
اوسکو سنائین جیسا کہ احمد وابو داود ونسائی وابن ماجہ وغیرہ نے معقل
بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اقْرَؤُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا پڑہو تم سورۂ یسین کو اپنے مردون پر مراد مردون سے ایسی جگہہ وہ
ہین جنپر موت کے آثار ظاہر ہوں اور مرے نہون اور اخیر وقت مین اوسکے
پاس ایسی باتین جس سے اوسکی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہو اور آخرت کا خیال
جاتا رہے ہرگز ہرگز نکرین بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہین حدیث شریف

کا شغل رکھیں درود استغفار وغیرہ پڑھتے رہیں اور کلمہ شہادت یعنی اشھد
ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ بلند آواز سے اوسکو سناتے رہیں
تاکہ وہ بھی خود پڑھنے لگے اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو اور اسی پر اوسکا
حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم میں بروایت ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہما وارد ہوا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لقنوا موتاکم
لا الہ الا اللہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تلقین کرو
اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی اس سے یہی مراد ہے کہ مردے کو سناؤ نہ یہ
اوس سے کہو کہ تو پڑھ اس لیے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار کر بیٹھے گا تو اسمیں کفر کا
خوف ہے اور ابو داود میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ
دخل الجنۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ ہووے
آخر کلام اوسکا لا الہ الا اللہ وہ بہشت میں داخل ہوگا ارحم الراحمین اپنی رحمت
واسعہ سے ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرماوے آمین

فصل اس امر کے بیان میں کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے

میت کے عزیز قریب وغیرہ کو لازم ہے کہ دم نکلنے کے بعد اوسکی آنکھوں کو
بند کر دیں جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا حضرتم

موتاکم فاغمضوا البصر فان البصر یتبع الروح وقولوا خیرا فانہ یؤمن
علی ما قال اہل البیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب
تم اپنے مردون کے پاس حاضر ہو تو اونکی آنکھین بند کردو اس لیے کہ
بیشک آنکہ روح کا پیچھا کرتی ہے یعنی اوسکی بینائی جاتی رہتی ہے اور
اچھا کہو اس واسطے کہ جو کہ گھر والے کہتے ہین اوسپر آمین کہی جاتی ہے اور
صحیح مسلم مین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قالت دخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابی سلمۃ وقد شق بصرہ فاغمضہ
ثم قال ان الروح اذا قبض تبعہ البصر فضج ناس من اہلہ فقال لا تدعوا علی
انفسکم الا بخیر فان الملائکۃ یؤمنون علی ما تقولون ثم قال اللہم اغفر
لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المہدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفر
لنا ولہ یا رب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ یعنی وہ کہتی ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے اور اونکی
آنکھین کہلی رہگئی تہین پس آپ نے اونکو بند کردیا پہر فرمایا بیشک جب روح
قبض کیجاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ساتہہ اوسکے پس اون کے گھر
کے لوگ چلائے یعنی حضرت کے فرمانے سے سمجھ گئے کہ اونکا انتقال ہوگیا
پہر آپ نے فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانون پر مگر ساتہہ بہلائی کے یعنی واویلا
بد دعا نکرو اسلیے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اوسپر آمین کہتے ہین یعنی تمہاری جان

بھلی ہو یا بسری پھر آپ نے فرمایا اے اللہ ابو سلمہ کو بخشدے اور بلند کر اوسکا درجہ
اون لوگون مین کہ سیدھی راہ دکھائے گئے ہین اور کارساز ہوجا تو اوسکے
پس ماندون مین جو کہ باقی ہین باقی رہے ہوے لوگون مین اور اے
پروردگار عالمون کے ہماری اور اوسکی مغفرت کر اور وسعت دے
اوسکی قبر مین اور اوسکے لیے وہان روشنی کر اس حدیث شریف سے مرنے
کے بعد آنکھون کا بند کرنا ثابت ہوا اسکے سوا اور چند باتین بھی معلوم ہوئین
ایک یہ کہ چیخنا چلّانا اور واویلا کرنا منع ہے دوسرے اوس وقت اپنے اور
مردے کے لیے دعای خیر کرنی چاہیے اس واسطے کہ یہ وقت بھی دعا کے
قبول ہونیکا ہے اور بعد آنکھہ بند کرنے کے مردے کو کسی صاف پاک
کپڑے سے ڈھانک دین جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ یعنی وہ کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وفات کیے گئے تو آپ یمن کی چادر سے ڈھانکے گئے پھر تجہیز
تکفین مین جلدی کرین جیسا کہ ابوداود نے حصین بن وحوح سے روایت
کیا ہے اَنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ
فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَرٰی طَلْحَۃَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ
مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَھْرَانَیْ اَھْلِہٖ یعنی طلحہ بن براء بیمار ہوے پس نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم عیادت کے لیے اونکے پاس تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک
مین نہین گمان کرتا طلحہ کو مگر اوسپر موت ظاہر ہوگئی تم اون کے مرنے کی
مجھے خبر کر دینا یعنی تاکہ مین آؤن اور اوسپر نماز پڑھون اور جلدی کرو یعنی
تجہیز تکفین اور دفن وغیرہ مین اس لیے کہ بیشک مسلمان مردے کے لیے
لائق نہین کہ روک رکہا جاوے درمیان اہل کے گہر والون کے پس ان
حدیثون سے مردے کی آنکھین بند کرنا اور چادر سے اوسکو چہپا دینا اور اوسکی
تجہیز تکفین مین جلدی کرنا ثابت ہوا اور مردے کے مونہہ کو اور پاؤن کے
دونون انگوٹہون کو ملا کے باندہنا شرع سے ثابت نہین البتہ اوسکا بوسہ لینا
حدیثون سے درست معلوم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی اپنے عزیز و قریب یا دوست
آشنا کی پیشانی وغیرہ کا اوسکے مرنے کے بعد بوسہ لیلے تو جائز ہے جیسا کہ
ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ
وَھُوَ مَیِّتٌ وَھُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَتْ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی
وَجْہِ عُثْمَانَ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اس حال مین کہ وہ
میت تھے اور آپ روتے تھے یہان تک آپکے آنسو عثمان کے چہرے پر بہے
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے

قالت ان ابا بکرٍ قبّل النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وھو میّت یعنی وہ کہتی
ہین کہ مقرر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم کا بوسہ لیا اور آپ میت تھے پس ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا
کہ مرنے کے بعد مسلمان کا بوسہ لینا اور بدون آواز کے اوسکے غم مین رونا
جائز ہے مگر چیخنا چلانا پیٹنا سر کھسوٹنا کپڑے پھاڑنا واویلا کرنا شرع مین
منع ہے اور اس باب مین سخت وعید وارد ہوئی ہے مسلمان مرد اور
عورتون کو چاہیے کہ جب کسی طرح کی مصیبت و تکلیف مین مبتلا ہون تو اونپر
صبر و شکر کرین اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا کرین اس لیے کہ جو لوگ
مصیبت کے وقت اس آیت شریف کو پڑھتے ہین اونکی تعریف اللہ تعالی
نے قرآن مجید مین بیان فرمائی ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے تیسرے
رکوع مین ارشاد ہوا ہے وبشّر الصّابرین الّذین اذا اصابتھم مصیبۃ
قالوا انّا للہ وانّا الیہ راجعون اولٰئک علیھم صلوات من ربّھم ورحمۃ و
اولٰئک ھم المھتدون یعنی اور خوشی سنا ثابت رہنے والون کو کہ جب اونکو پہونچے
کچھہ مصیبت کہین ہم اللہ کا مال ہین اور ہم کو اوسی کی طرف پھر جانا ایسے
لوگ اونہین پر شاباشین ہین اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر اور حدیث شریف
مین بھی ایسے لوگون کی تعریف آئی ہے جیسا کہ مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا فَلَمَّا
مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ لِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ یعنی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان کہ پہونچے اوسکو مصیبت یعنی تہوڑی ہو یا
بہت پس کہے وہ چیز کہ حکم کیا اوسکو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یا
الٰہی تو مجہے ثواب دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلا دے واسطے میرے
بہتر اوس سے یعنی اور چیز سے کہ میرے ہاتہ سے گئی اس مصیبت مین تو بدلا
دیتا ہے اللہ تعالی اوس کے لیے بہتر اوس سے پس جبکہ ابو سلمہ کا انتقال
ہوا تو مینے کہا ابو سلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت کی
طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر مینے یہ کلمے کہے پس دیا اللہ تعالے
نے مجہے ابو سلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی حضرت کے
نکاح مین آئی اور امام احمد اور ترمذی نے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ
وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ
قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ

فیقول اللہ ابنوا لعبدی بیتًا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ
کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی بندے یعنی
مومن کا فرزند مرتا ہے تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے فرشتون یعنی ملک الموت
اور اونکے فرمانبردارون سے کہ قبض کی تمنے روح فرزند بندے میرے کی پس وہ کہتے
ہین کہ ہان پہر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قبض کیا تم نے میوہ اوسکے دل کا وہ
کہتے ہین کہ ہان پہر فرماتا ہے اللہ تعالی کہ کیا کہا میرے بندے نے وہ کہتے
ہین کہ تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالی
کہ بناؤ میرے بندے کے لیے ایک بڑا گہر بہشت مین اور نام رکہو اوسکا بیت الحمد
اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم قال یقول اللہ تبارک وتعالی ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمۃ
الاولی لم ارض لک ثوابًا دون الجنۃ یعنی روایت ہے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کہ اللہ تعالی ارشاد کرتا ہے اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی
بلا پر اور ثواب چاہے پہلے صدمے کے وقت تو نہین راضی ہوتا مین تیرے لیے
ثواب کا سوای بہشت کے یعنی اوسکے بدلے مین بہشت ہی مین داخل کرونگا
اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور امام احمد رح نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین

بیان فرط کا

فرط اوس شخص کو کہتے ہین جو کہ پہلے سے منزل پر جا کے پانی گہاس وغیرہ رسد
ملنے کے لیے تیار کرے اسی لیے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مرجاتا ہے اوسکو
فرط کہتے ہین کیونکہ وہ پہلے سے جا کے ماں باپ کے واسطے بہشت کی نعمتونکی
درستی کرتا ہے پہر شفاعت کرکے اونکو جنت مین لیجائیگا اس باب مین چند
حدیثین صحاح و سنن مین وارد ہوئی ہین کچہ بیان ہی لکہی جاتی ہین بخاری و
مسلم نے باتفاق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یموت لمسلم ثلاثة من الولد فیلج النار الا تحلة القسم
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین مرتے تین فرزند کسی
مسلمان کے پہر وہ داخل ہوا گ مین مگر واسطے کہولنے قسم کے اس سے معلوم
ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجاوین وہ دوزخ مین نجاویگا مگر بقدر سچے
ہوجانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالی نے قسم کہا کے ارشاد فرمایا ہے کہ سب کا ورود
جہنم پر سے ہوگا سو مسلمان ایماندار لوگ بعافیت تمام ہوا یا بجلی کی طرح پل صراط
پر سے گذر کے جنت مین داخل ہونگے اونکو اوسکی ہوا آگ نہ لگیگی اور کفار
ٹکڑے ٹکڑے ہو کے جہنم مین گرینگے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کان لہ فرطان من امتی ادخلہ اللہ
بہما الجنة فقالت عائشة فمن کان لہ فرط من امتک قال ومن کان لہ فرط

یا موفقہ فقالت فمن لم یکن لہ فرط من امتک قال فانا فرط امتی لن یصابوا بمثلی رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مر گئے ہوں واسطے اوسکے دو فرزند بالغ ہونے سے پہلے میری امت میں سے داخل کریگا اوسکو اللہ بسبب اون دونوں کے بہشت میں پھر کہا عائشہ نے پس جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند آپکی امت میں فرمایا اور جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند پس یہی حکم ہے اے توفیق دی گئی پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اوسکے ایک بھی فرزند آپکی امت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس میں پیش رو ہوں میری امت کا نہیں مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کی اسکو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان السقط لیراغم ربہ اذا ادخل ابویہ النار فیقال ایہا السقط المراغم ربہ ادخل ابویک الجنۃ فیجرہما بسررہ حتی یدخلہما الجنۃ رواہ ابن ماجہ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑیگا اپنے پروردگار سے جبکہ وہ داوسکے ان باپ کو آگ میں داخل کریگا یعنی داخل کرنیکا ارادہ کریگا

يا موفقة قالت فمن لم يكن له فرط من امتك قال فانا فرط امتي لن يصابوا
بمثلي رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب يعني ابن عباس رضي الله عنهما
سے روایت ہے کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وہ شخص کہ مرگئے ہون واسطے اوسکے دو فرزند بالغ ہونے سے پہلے میری
امت مین سے داخل کریگا اوسکو اللہ بسبب اون دونوکے بہشت مین پہر کہا
عائشہ نے پس جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند آپکی امت مین سے
فرمایا اور جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند پس یہی حکم ہے اے توفیق دیگئی
پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اوسکے ایک ہی
فرزند آپکی امت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس مین ہون پیش منزل آپکی امت
کا نہین مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کی اسکو ترمذی نے روایت
کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم ان السقط ليراغم ربه اذا ادخل ابويه النار فيقال
ايها السقط المراغم ربه ادخل ابويك الجنة فيجرهما بسرره حتى يدخلهما
الجنة رواه ابن ماجه يعني حضرت علي كرم الله وجهه سے روایت ہے کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑیگا اپنے پروردگار
سے جبکہ وہ اوسکے ماں باپ کو آگ مین داخل کریگا یعنی داخل کرنیکا ارادہ کریگا

پس کہا جاویگا ای کچے بچے جھگڑنے والے پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے
ماں باپ کو جنت مین پس کھینچیگا اونکو ساتھ آنول نال اپنے کے یہانتک
کہ داخل کریگا اونکو بہشت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے یہ تو اور شخص کا اجر
ہے جسکے ایک دو تین بچے نابالغ مرجاوین اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے
فضل و کرم سے اوسکو جنت مین داخل کریگا بلکہ اوسکی وسعت رحمت یہانتک
پہونچی ہے کہ اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مرجاوے اور وہ
صبر کرے تو اللہ اوسکو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ مَا
لِعَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہٗ
اِلَّا الْجَنَّۃَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ تعالی
نہین ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک میرے جزا جس وقت کہ
قبض کرتا ہون مین اوسکے پیارے کو اہل دنیا سے پھر وہ ثواب چاہے یعنی
صبر کرے مگر بہشت سبحان اللہ یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو
اہل آخرت سے کوئی پیارا مرجاوے اوسکے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی اوس سے
اللہ تعالی راضی ہوگا اور اوسکی ذرا سی رضا سب سے افضل ہے

فصل میت کے حالات بیان کرکے اوسپر رونے پیٹنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مردے پر آواز سے رونا اور اوسکے اوصاف و حالات بیان کرکے

چیخنا چلانا اور حد سے زیادہ اوسکی تعریف کرنا سر اور مونھ اور زانو اور سینے
وغیرہ کا پیٹنا اور سر کے بال نوچنا کھسوٹنا اور اوسپر خاک دھول بھس وغیرہ
ڈالنا یہ سب باتین جاہلیت کی ہین اسلام مین انکا کرنا حرام ہے رونے
پیٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مردہ بیچارہ اسکے سبب سے مفت
عذاب مین گرفتار ہو جاتا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ
نِیْحَ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مغیرہ کہتے ہین سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جسپر نوحہ کیا جاتا ہے پس بیشک وہ
عذاب کیا جاویگا بسبب نوحہ کیے جانے کے دن قیامت کے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی
الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ مَا مِنْ مَیِّتٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْہِمْ فَیَقُوْلُ وَاجَبَلَاہُ وَاسَیِّدَاہُ وَنَحْوَ ذٰلِکَ
اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکَیْنِ یَلْہَزَانِہٖ وَیَقُوْلَانِ اَھٰکَذَا کُنْتَ یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ سنا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ نہین
کوئی میت کہ مرے پس کھڑا ہو رونیوالا اونمین سے اور کہے ہے پہاڑ ای سردار
اور مانند اسکے مگر متعین کرتا ہے اللہ تعالی ساتھ میت کے دو فرشتے کہ مکے
مارتے مین اوسکے سینے مین اور کہتے ہین کیا تو ایسا ہی تھا روایت کیا اوسکو
ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب حسن ہے اور بخاری مسلم مین عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاہلیۃ
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہمارے اہل طریقے سے
شخص کہ پیٹے رخسارے اور گریبان پھاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا
یعنی روتے وقت وہ باتیں کہے جو شرع جائز نہیں مانند نوحہ اور بیان اور
واویلا کرنے کے اور پگڑی کا پھینکنا اور سر پیٹنا اور بال نوچنا بھی رخسار پیٹنے
اور گریبان پھاڑنے کے حکم میں ہے اور صحیح مسلم میں ابو مالک اشعری رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اربع فی
امتی من امر الجاہلیۃ لا یترکونہن الفخر فی الاحساب والطعن فی الانساب
والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ وقال النائحۃ اذا لم تتب قبل موتہا تقام
یوم القیامۃ وعلیہا سربال من قطران ودرع من جرب یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزیں ہیں میری امت میں جاہلیت کے کام
سے کہ وہ ہرگز ان کو نہ چھوڑینگی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب میں طعن کرنا نسب
میں اور پانی طلب کرنا بسبب ستاروں کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنیوالی
عورت جس وقت توبہ نہ کی ہو اوسنے اپنے مرنے سے پہلے تو وہ کھڑی کیجاویگی
قیامت کے دن حشر کے میدان میں ہوگا اوسپر کرتا قطران کا اور کرتا خارش
کا یعنی خارش اوسپر مسلط کیجائیگی پھر اوسپر قطران ملی جائیگی تاکہ آگ زیادہ بھ

عیاذاً باللہ منہ قطران ایک بودا سیاہ دوا ہے ابہل کے درخت سے نکلتی ہے
اور کھجلی والے اونٹوں کو ملی جاتی ہے اور اوس میں آگ جلد لگ جاتی ہے اور بہت
جلد جسم میں لگتی ہے اور ابو داود نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النائحة
والمستمعة یعنی اونہوں نے کہا لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نوحہ کرنیوالی عورت کو اور نوحہ سننے والی عورت کو پس ان احادیث سے
ثابت ہوا کہ چیخنا چلانا نوحہ کرنا حد سے زیادہ میت کے اوصاف بیان کرنا
باعث لعنت کا ہے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان باتوں سے نہایت
احتیاط کرنا چاہیے تا کہ لعنت کا مورد نہوں ہاں اگر غم اور رحم کے سبب سے
بدون آواز کے رووین تو شرعاً جائز ہے کسی طرح کا گناہ نہیں کیونکہ ایسا
رونا رحمت میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی سطرح
روئے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قال دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابی سیف القین وکان
ظئراً لابراہیم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابراہیم فقبلہ
وشمہ ثم دخلنا علیہ بعد ذلک وابراہیم یجود بنفسہ فجعلت عینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تذرفان فقال لہ عبد الرحمن بن
عوف وانت یا رسول اللہ فقال یا ابن عوف انہا رحمۃ ثم اتبعہا باخری

فقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک
یا ابراہیم لمحزونون یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لہار کے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم کے
رضاعی باپ تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم
کو پھر اونکا بوسہ لیا اور اونکو سونگھا یعنی اپنی ناک اور مونہہ کو اونکے مونہہ پر رکھدیا
جیسے کوئی بو سونگھتا ہے پھر گئے ہم اونکے پاس بعد اسکے یعنی بعد چند روز
کے اور ابراہیم نزع کی حالت میں تھے پس ہوئیں دونوں آنکھیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ جاری ہوئے اونسے آنسو پس عرض کیا حضرت
عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اے
عوف کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس
رونے کے بعد پھر روئے پھر فرمایا مقرر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے
اور باوجود اسکے ہم نہیں کہتے مگر وہ چیز کہ راضی ہو رب ہمارا اور بیشک ہم تیری
جدائی کے سبب سے اے ابراہیم البتہ غمگین ہیں فائدہ یہ قصہ حضرت ابراہیم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہوں نے سولہ
یا سترہ مہینے کی عمر میں وفات پائی اور ابو سیف کا نام براء تھا ان کے یہاں
لہاری کا پیشہ ہوتا تھا اور انکی بی بی کا نام خولہ تھا یہ بنت منذر انصاری کی
بیٹی حضرت ابراہیم کی انا تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم

ان نزع کے وقت اونکے یہان تشریف لیگئے اسوقت آپ نے حضرت ابراہیم
کو پیار کیا اور روے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ روتے
ہین آپ بھی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الہی کے روتے ہین آپ نے
فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال مین دیکھکر رحم آتا ہے اور یہ رونا
اوسی کا اثر ہے بیصبری کے سبب نہین جیسا کہ تو نے خیال کیا اور پھر
آپ نے فرمایا کہ آنکھین آنسو بہاتی ہین اور دل غمگین ہے اشارۃً اس سے
سمجھا جاتا ہے کہ نہ رونا قلت رحمت کی وجہ سے ہے اور غمگین نہونا سنگدلی
کے سبب پس رونا اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک اس حال سے بہتر ہے کہ
کسی کا بیٹا مرجاوے اور وہ ہنستا رہے اس لیے کہ عدل کا مقتضا یہی ہے کہ
ہر حق والے کو اوسکا حق دیوے اور ہر کام کو اوسکے محل اور موقع مین کرے
بخاری ومسلم مین حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قال
ارسلت ابنۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیہ ان ابنا لی قبض فاتنا
فارسل یقرئ السلام ویقول ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل
مسمی فلتصبر ولتحتسب فارسلت الیہ تقسم علیہ لیاتینہا فقام ومعہ سعد
ابن عبادۃ ومعاذ بن جبل وابی بن کعب وزید بن ثابت ورجال فرفع الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصبی ونفسہ تتقعقع ففاضت عیناہ
فقال سعد یا رسول اللہ ما ھذا فقال ھذہ رحمۃ جعلہا اللہ فی قلوب عبادہ

فَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءَ یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو
آپ کے پاس بھیجا کہ میرا بیٹا مرتا ہے پس آپ میرے پاس تشریف لائیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو سلام کہلا بھیجا اور فرمایا کہ تحقیق اللہ ہی کے
لیے ہے جو چیز کہ اوسنے لی اور اللہ ہی کے لیے ہے جو چیز کہ اوسنے دی
یعنی اولاد وغیرہ پس اوسکے ضائع ہونے میں جزع فزع بیجا ہے اس لیے کہ
اوسی کی امانت تھی جب چاہے لیلے اور ہر چیز اوسکے نزدیک ساتھ مدت
معین کے ہے یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بھی اسی قدر مقدر تھی کہ جسقدر جیا
پس چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر بھیجا یعنی آپکی بیٹی نے دوبارا
آدمی کو آپکے پاس بھیجا اور قسم دی کہ آپ ضروری تشریف لائیے پس کھڑے ہوئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تھے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ
ابن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور لوگ صحابہ میں سے پس اوٹھایا گیا
لڑکا آپ کی طرف یعنی تو اسے کو آپکی گود میں دیا اور اوسکی روح حرکت کرتی تھی
یعنی جانکنی کی حالت تھی پس بہنے لگیں دونوں آنکھیں حضرت کی پھر کہا سعد
نے یا رسول اللہ یہ کیا ہے پس آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالی نے
اسکو اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی مہربانی نہیں
کرتا اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے مگر رحمت کرنے والوں پر یعنی سعد یہ

سمجھتے تھے کہ رونے کی سب قسمیں حرام ہیں شاید آپ بھول کر رونے ہوں اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بتا دیا کہ آنسوؤں سے رونا حرام
اور مکروہ نہیں بلکہ وہ رحمت ہے البتہ نوحہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور منھہ
پیٹنا وغیرہ حرام ہے اور بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قال اشتکی سعد بن عبادۃ شکوی لہ فاتاہ النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یعودہ مع عبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ
بن مسعود فلما دخل علیہ وجدہ فی غاشیۃ فقال قد قضی قالوا لا یا رسول اللہ
فبکی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما رای القوم بکاء النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بکوا فقال الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب
ولکن یعذب بھذا واشار الی لسانہ او یرحم وان المیت لیعذب ببکاء اھلہ
علیہ یعنی اونہوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی بیماری میں بیمار ہوے
یعنی ابن عمر کو معلوم نہیں کہ اونکی بیماری کیا تھی پس آئے اونکے پاس نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی عیادت کرنیکو ساتھہ عبد الرحمن بن عوف اور
سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود کے پس جب گئے اونکے پاس تو
پایا اونکو بیہوشی میں پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مر گیا صحابہ نے عرض کیا
نہیں یا رسول اللہ پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر یعنی از راہ مہربانی
کے صحابہ نے جب آپ کا رونا دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے پھر آپ نے

فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو سنو کہ بیشک اللہ تعالی عذاب نہیں کرتا ساتھ آنسو رونے
آنکھوں کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے ساتھ اسکے
اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی کے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر بندے نے زبان سے
ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الٰہی میں کہے یا نوحہ کیا تو عذاب کا مستحق
ہوتا ہے اور جو اللہ تعالی کی تعریف کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا تو رحمت
اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک البتہ مردہ عذاب کیا جاتا ہے
بسبب رونے اوسکے لوگوں کے اوپر اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے
وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات زبان سے نکالنا نہایت
بری بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ اللہ تعالی سے
ڈریں اور ہر حال میں اوسکی رضا پر راضی رہیں اور صبر و شکر کریں تاکہ جنت الفردوس
میں بڑے بڑے مرتبے پاویں ۔

فصل قبر کی تیاری کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اوسکے عزیز قریب یا دوست
آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کاموں سے پہلے اوسکی قبر بنوانے کی تدبیر کریں
اسلیے کہ اکثر اسکی درستی میں دیر ہوتی ہے پس اوسکی تیاری کے واسطے خود
جاویں نہیں تو اور کسی ہوشیار دیندار معتمد آدمی کو بھیج دیں کہ وہ اوسکا انتظام
کرے قبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جسکو ہماری زبان میں بغلی کہتے ہیں دوسری

شق جسکا نام صندوقی ہے جیسی یہان بنتی ہے طریقہ لحد بنانیکا یہ ہے کہ پہلے
دستور کے موافق بقدر مردے کی لنبائی کے ایک گڑھا کھودین پہر قبلے کی
طرف ایک کول بناکے اوسمین مردے کو رکہکر کچی اینٹون سے اوسکو بند کردین
اس طرح کی قبر بنانے مین نہایت فضیلت ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی تہی جیسا کہ شرح السنہ مین عروہ بن زبیر رضی اللہ
عنہا سے مروی ہے قال کان بالمدینۃ رجلان احدھما یلحد والآخر
لا یلحد فقالوا ایھما جاء اوّلاً عمل عملہ فجاء الذی یلحد فلحد لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی عروہ نے کہا مدینے مین دو شخص تہے یعنی گورکن
کہ ایک اونمین سے یعنی ابو طلحہ انصاری لحد کرتا تہا یعنی بغلی قبر کہودتا تہا اور
دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح لحد نہین کرتا تہا یعنی جیسی یہان قبر بنتی ہے
پس کہا صحابہ نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق کیا اسپر کہ جونسا اون مین سے
پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر لحد والا پہلے آوے تو حضرت کے لیے
لحد کہودے اور جو شق والا پہلے آوے تو شق کہودے پس آیا وہ شخص کہ لحد کرتا تہا
پس لحد کی اوسنے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مسلم نے سعد
ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے ان سعد بن ابی وقاص
قال فی مرضہ الذی ھلک فیہ الحدوا لی لحدا وانصبوا علی اللبن نصبا کما
صنع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سعد بن ابی وقاص نے کہا

اپنی اوس بیماری مین جسمین اونکی وفات ہوئی کہ بناؤ میرے دفن کے لیے لحد اور کھڑی کرو مجھپر کچی اینٹین کھڑی کرنا جیسا کہ کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ اور ترمذی ور ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے واسطے ہے اور شق ہمارے غیر کے لیے پس ان سب حدیثون سے معلوم ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جہان تک ہو سکے اسی قسم کی قبر بناوین اور ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے لیکن جبکہ زمین نرم ہو اور قبر کے بیٹھہ جانیکا خوف ہو تو ضرورت کے لیے شق بنانا درست ہے جیسے یہان بنتی ہے اور جو بلا ضرورت بناوین تو بھی اس طرح کی قبر بنانا مشروع ہے اسلیے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر جو عشرۂ مبشرہ سے ہین شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہوتا تو وہ باوجود اس بڑے رتبے کے ایسی قبرین کیون بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح اونکی اس فعل کو جائز رکھتے غرضکہ دونون قسم کی قبرین بنانا شرعاً درست ہین جس طرح کی ممکن ہو ویسی بناوین

باب نوزدہم

فصل مردے کے نہلانے اور کفنانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مردوں کا نہلانا زندوں پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت
میں سے اگر دو چار آدمی مردے کو نہلا دیں تو اوروں سے یہ فرض ذمہ سے
ساقط ہو جاتی ہے نہیں تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور اس پر سب علما کا اتفاق
ہے کسیکا اختلاف نہیں اور میت کے نہلانے کے لیے اوسکا رشتہ دار بہتر ہے
غیر سے اگر اوسکی جنس سے ہو یعنی مرد مرد کو نہلاوے اور عورت عورت کو
جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من غسل
میتا فادی فیہ الامانۃ ولم یفش علیہ ما یکون منہ عند ذلک خرج
من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ وقال لیلیہ اقربکم ان کان یعلم فان لم یکن یعلم
فمن ترون عندہ حظا من ورع وامانۃ یعنی حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے غسل دیا میت کو پھر ادا کیا
اوس میں امانت کو اور افشا نہ کیا اوسپر اوس چیز کو جو ہوتی ہے اوس سے اوس وقت
تو نکلا وہ اپنے گناہوں سے مثل اوس دن کے کہ جنا اوسکو اوسکی ماں نے
اور فرمایا چاہیے کہ والی ہو اوسکا یعنی اوسکے نہلانیکا وہ شخص جو تم میں سے
زیادہ قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے احکام
واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پھر وہ شخص کہ دیکھتے ہو نزدیک اوسکے

خصوصًا پرہیزگاری وامانت سے یعنی جسکو پرہیزگار اور امانت دار سمجھتے ہو مگر
میاں بی بی میں سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسرے کو نہلانا بہتر ہے
جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قالت رجع الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من جنازۃ بالبقیع وانا اجد صداعا فی راسی
واقول واراساہ فقال بل انا واراساہ ما ضرک لو مت قبلی فغسلتک وکفنتک
ثم صلیت علیک ودفنتک یعنی عائشہ کہتی ہیں کہ لوٹکر آئے طرف میرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے سے کہ بقیع میں تھا اور میں
پاتی تھی درد کو اپنے سر میں اور کہتی تھی واراساہ پس آپ نے فرمایا بلکہ انا واراساہ
کون چیز تجھے ضرر پہونچاتی ہے اگر تو مر جاوے مجھ سے پہلے پس میں تجھکو نہلاؤں
اور تجھے کفناؤں پھر تجھپر نماز پڑھوں اور تجھے دفن کردوں اس حدیث کو امام
احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا
اور اصل اس حدیث کی بخاری شریف میں اس طرح پر ہے کہ ذاک لو کان
وانا حی فاستغفر لک وادعو لک اگر یہ ہوتا یعنی تو مر جاتی اور میں زندہ ہوتا
تو تیرے لیے بخشش چاہتا اور دعا مانگتا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
ہیں لو استقبلت من امری ما استدبرت ما غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم الا نساؤہ یعنی اگر میں پہلے سے جانتی جو اب جانا تو آپ کی بیبیوں
سوا آپ کو کوئی نہ نہلاتا نقل کیا اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابو داود نے اور

بیشک نہلایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسماء اونکی بی بی نے اور
نہلاتے وقت صحابہ موجود تھے کسی نے اسکو برا نجانا اور امام شافعی اور دارقطنی
اور ابو نعیم اور بیہقی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو نہلایا تھا پس ان سب حدیثون سے
ثابت ہوا کہ نہلانا میان کا بی بی کو اور بی بی کا میان کو اولی و افضل
ہے اور رشتہ دار کے ہوتے ہوے غیر کا نہلانا بھی شرعا درست ہے مگر غسل
دینے والا پرہیزگار دیندار نہلانے کے امور سے واقفکار امانت دار ہونا
چاہیے تاکہ اگر میت مین کسی طرح کے آثار بھلائی کے جیسے چہری کا چمکنا دمکنا
یا بدن سے خوشبو آنا دیکھے تو اونکو ظاہر کرے اور جو معاذ اللہ کسی طرح کی برائی
دیکھے جیسے بدبو آنا یا مونہہ اور بدن کا کالا ہوجانا یا صورت بدل جانا تو اونکو
ہرگز نہ بیان کرے اسلیے کہ کتاب ازہار مین لکھا ہے علما کہتے ہین کہ میت کی
اچھی نشانیون کو بیان کرنا مستحب اور بری علامتون کا ظاہر کرنا حرام ہے
اور مردون پر لعن طعن اور اونکی عیب جوئی ہرگز نہ کرے اور نہ اونکو برا کہے
اگرچہ وہ کافر یا فاسق فاجر ہون جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لا تسبّوا
الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم نے نہ برا کہو مردون کو اسلیے کہ بیشک وہ پہونچے طرف اوس چیز کے

جسکو انہون نے آگے بھیجا یعنی اپنے کیے کی جزا کو پہونچ گئے اور ابو داؤد
اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مردون کی
نیکیان اور باز رہو انکی برائیون کے ذکر سے مردون کو بھلائی سے
یاد کرنے کا حکم استحباب کے لیے ہے اور برائی سے باز رہنے کے باب
مین امر وجوب کے واسطے ہے حجۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ مردے کی غیبت
کا گناہ زندے کی غیبت سے بہت بڑھکر ہے اس لیے کہ زندے سے تو
بخشوا لینا ممکن ہے بخلاف مردے کے کہ اوس سے کسیطرح نہین بخشوا سکتا
غرضکہ مردے کو برا کہنے سے نہایت احتیاط کرین اگرچہ زندون کی غیبت
کرنا بھی حرام ہے طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اوسکے ظاہر بدن
کی نجاست دور کرین اور نرم نرم ہاتھ سے اوسکے پیٹ کو دبادین تاکہ جو
نجاست باقی ہو وہ نکل جاوے پھر دہنی جانب سے نہلانا شروع کرین اور
اس امر کا ضرور خیال رکھین کہ اوسکا ستر کھلنے نپاوے اور تین یا پانچ بار
یا اس سے زیادہ پانی مین بیری کی پتی ڈالکے اوس سے نہلاوین اور پچھلی
بار پانی مین کافور ڈالکے اوس سے نہلاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ام عطیہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآله وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او اكثر من ذلك
ان رأيتن ذلك بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافورا او شيئا من
كافور فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا آذناه فالقى الينا حقوه فقال
اشعرنها اياه وفي رواية اغسلنها وترا ثلثا او خمسا او سبعا وابدأن بميامنها
ومواضع الوضوء منها وقالت فضفرنا شعرها ثلثة قرون فالقيناها
خلفها یعنی ام عطیہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تشریف لاے اور ہم اونکی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو
نہلاتے تھے پس آپ نے فرمایا نہلاؤ اونکو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ
اگر دیکھو تم یہ مناسب یعنی اگر اسکی احتیاج ہو پانی اور بیری کی پتی سے یعنی پانی
میں بیری کی پتی جوش دیکے اوس سے نہلاؤ کہ اس سے خوب پاکی اور ستھرائی
ہوتی ہے اور آخر بار میں کافور ڈالو یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈالو پھر جب تم فراغت
پاؤ مجھے خبر کرنا پس جب کہ ہم نہلا چکے تو آپ کو خبر کی آپ نے ہماری طرف اپنا
تہ بند پھینکا پھر فرمایا کہ اس تہ بند کو اوسکے بدن سے لگاؤ یعنی کفن کے نیچے
اس طرح سے رکھو کہ بدن سے لگا رہے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے
نہلاؤ اوسکو طاق یعنی تین یا پانچ خواہ سات بار اور شروع کرو اوسکے
داہنے طرف سے اور اوسکے اعضا وضو سے اور ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے اونکے
بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں پھر ڈالدیا ہم نے اونکو پیچھے اس سے معلوم ہوا

کہ عورت کے بالون کے تین حصے کرین کہلے رکہین خواہ اونکی چوٹیان گوندہین
مگر سنت وہی ہے جو آپکی صاحبزادی کے ساتہہ کیا گیا اور شہیدون کے
واسطے غسل نہین ہے بلکہ اونکے کپڑون اور خون سمیت اونکو دفن کر دینا چاہیے
جیسا کہ ابوداود اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰی اُحُدٍ اَنْ یُّنْزَعَ عَنْہُمُ
الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا بِدِمَائِھِمْ وَثِیَابِھِمْ یعنی ابن عباس رض نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کے حق مین یہ فرمایا کہ اونسے
لوہا اوتارا جاوے یعنی زرہین اور ہتیہار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ جو کہ خون
مین نہین بہری ہین اور دفن کیے جاوین خون سمیت اور کپڑون سمیت یعنی جو
کپڑے کہ خون مین بہرے ہون امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک
شہید کے لیے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ
اوسکو نہلاوین نہین لیکن اوسپر نماز پڑہین اور جیسے مردون کا نہلانا زندون پر
واجب ہے اسی طرح اونکو کفن دینا بہی شرعًا واجب ہے اور تکفین مین ان امور
کا ضرور لحاظ رکہنا چاہیے ایک یہ کہ ایسا کفن دینا چاہیے جس سے وہ خوب
ڈہک جاوے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچہے کفن دینے
کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابو قتادہ کی روایت سے وارد ہوا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحَسِّنْ کَفَنَہٗ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ کفن دیوے ایک
تمہارا اپنے بھائی کو تو چاہیے کہ اچھا کفن دے اوسکو اور حارث بن ابی اسامہ
نے اپنی مسند مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسنوا اکفان موتاکم فانہم یتباھون و یتزاورون
فی قبورھم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھا کفن دو
اپنے مردون کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہین آپسمین اور ایک دوسرے کی
ملاقات کرتے ہین اپنی قبرون مین مراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب ساتر
اور پاک صاف ہو نیا ہو یا پرانا دھویا ہوا دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد اور
ابو داود اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البسوا من ثیابکم البیاض فانہا من خیر
ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم ومن خیر اکحالکم الاثمد فانہ ینبت الشعر ویجلو
البصر یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو اس واسطے
کہ وہ تمہارے کپڑون مین بہتر ہین اور کفناؤ اونمین اپنے مردون کو بہتر ہے
سرمون تمہارے مین اثمد اس لیے کہ بیشک اوگاتا ہے پلکون کے بالون کو
اور روشن کرتا ہے بینائی کو ابن ماجہ نے اس حدیث کو موتاکم تک روایت
کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دینا اولی و افضل ہے ہان ضرورت
کے وقت اور رنگ کا کفن دینا بھی جائز ہے تیسرا یہ کہ بھاری قیمت کا کفن

نہ دینا چاہیے اس واسطے کہ شرع شریف میں ایسا کفن دینا منع ہے جیسا کہ ابوداؤد
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت مہنگا کپڑا نہ لگاؤ کفن میں اسلیے کہ وہ بہت جلد
چھین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا
کہ قیمتی کفن دینا اور اسمیں اسراف کرنا بہت بری بات ہے اس لیے کہ
حدیث شریف میں اگر اسکی ممانعت نہ آئی ہوتی تو بھی اسمیں مال کی اضاعت
ہے کیونکہ بھاری قیمت کے کفن دینے میں نہ میت کا کچھ نفع ہے نہ زندوں کا
کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے قیمتی کفن کی بابت
کفن کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا
اور یہ اوس وقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں سے
کفن کے لیے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھکر کہا کہ یہ پرانا ہے پس آجکل
کے مسرف لوگ جو ناموری اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن
مردوں کو دیتے ہیں اسکی حرمت میں کچھ کلام نہیں اس لیے کہ قیمتی کفن دینا
ایک تو شرع کے خلاف ہے دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا و تکبر سے
خالی نہیں اور ان سب چیزوں کا حرام ہونا شرع میں بخوبی ثابت ہے
چوتھا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت کا کفن دینا مستحب ہے

اور مسنون کفن مردوں کے لیے تین کپڑے ہیں ایک کفنی مونڈھوں سے قدموں تک جاک اسکا دونوں کندھوں کی طرف ہوتا ہے اور لنبان جاک اسکا
میں آگے پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہیں جاتی دوسرے ازار یعنی
نیچے کی چادر جو سر سے پانوں تک چھپا دے تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی چادر
جسے یہاں سوٹھہ کی چادر کہتے ہیں یہ بھی سر سے پانوں تک چھپا دیتی ہے
اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن میں اس وجہ سے مسنون ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے جیسا کہ
بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن فی ثلثة اثواب یمانیة بیض سحولیة
من کرسف لیس فیہا قمیص ولا عمامة یعنی بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن دیے گئے بیچ تین کپڑوں سفید یمن کے اور
سحول کی بنی ہوئی روئی کے نہ تھا اوسمیں کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی اور ضرورت
کے وقت ایک دو کپڑے میں کفنانا بھی جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور
قدرت ہوتے ہوئے تین سے کم نکرنا چاہیے اور مسنون کفن عورتوں کے
لیے پانچ کپڑے ہیں ایک کفنی جسکا چاک سامنے ہوتا ہے دوسرے اوڑھنی
جس سے سر کے بال چھپائے جاتے ہیں تیسرے ازار یعنی نیچے کی چادر چوتھے
سینہ بند پانچویں لفافہ یعنی سوٹھہ کی چادر اور اوڑھنی دو ہاتھ کی لنبی ایک

بالشت کی چوڑی ہوئی ہے اور سینہ بند مین ہاتھہ کا لنبا اور چوڑان مین اسقدر
ہو کہ بغلون کے نیچے سے گھٹنون تک چھپ جاوے اور باقی تین کپڑے
ویسے ہی لنبے چوڑے ہون جیسے مرد کے کفن مین مذکور ہو چکے اور کفن کفایہ
عورت کا ازار اور اوڑہنی اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت تین کپڑے
اور ایک کپڑا ہی کافی ہے لیکن بلا ضرورت ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر کفایت
کرنا چاہیے بلکہ مرد اور عورت کے لیے جو کپڑے معین کیے گئے ہین انہین
مین اونکو کفنانا چاہیے اور مستحب ہے خوشبو لگانا مردے کے بدن مین اور کفن
مین اور اون اعضا مین جو سجدہ کرنے مین زمین سے لگتے ہین یعنی پیشانی گہنی
گھٹنے وغیرہ اور انمین کافور ہی لگانا چاہیے اور خوشبو تین بار لگاوین اسلیے کہ
جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِذَا اَجْمَرْتُمُ الْمَیِّتَ فَاَجْمِرُوْہُ ثَلٰثًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جب تم میت کو خوشبو لگاؤ تو تین بار لگاؤ اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور
بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند کی راوی صحیح کے راوی ہین طریقہ
مردے کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی پوٹ کی چادر کو کسی پاک صاف
جگہہ مین بچھا کر اوسپر ازار یعنی اندر کی چادر پہیلا دین پہر کفنی رکہکے سب کو
تین یا پانچ بار دہونی دیکے کفنی پہنا کر ازار پر لٹا دین اور اوسکے دونون ہاتہہ
دونون طرف پہیلا دین سینے پر نہ رکہین پہر ازار اوسکے بائین طرف سے

لپیٹکے داہنی طرف سے لپیٹین تاکہ چادر کا دہنا کنارہ اوپر رہے اور اسی طرح
لفافے کو لپیٹین اور عورت کے کفنانے کا یہ طریقہ ہے کہ اوپر کی چادر بچھاکے
اوسپر سینہ بند رکہکے اندر کی چادر پہیلادین پہر اوڑہنی ڈالکے سب کے اوپر
کفنی رکہکے سب کو پانچ یا سات بار دہونی دیکے کفنی پہناکے ازار پر لٹادین
اور اوسکے دونون ہاتہہ بہی دونو طرف پہیلادین سینے پر نہ رکہین اور سر کے
بالون کی دو لٹین کرکے دونون طرف سینے پر ڈالکے اوڑہنی سے سر اور
بالون کے دونون سرے چہپاکے اندر کی چادر پہلے اوسکے بائین جانب
لپیٹین پہر داہنی طرف پہر سینہ بند باندہکے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اوسی طرح
لپیٹ دین اور جو کفن کہل جانے کا خوف ہو تو سر اور پانون کی طرف سے
اوسکو باندہدین اسی کفن نہ کہلنے کے لیے بعضون کے نزدیک سینہ بند
سب سے اوپر باندہنا بہتر ہے اور محدثین کے نزدیک عورت کے سر
کے بالون کے تین حصے کرکے اوسکی چوٹیان گوندہکے سر کے پیچہے ڈالدین
اور اوڑہنی سے چہپادین

فصل جنازہ لیجانے اور اوسپر نماز پڑہنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب نہلا دہلا اور کفناکے جنازہ طیار کرلین تو گہر کے مرد کو
لازم ہے کہ گہر سے اوٹہاکے اوسکو باہر لیجاوین اور جتنے لوگ جمع ہون وہ
اور جو راہ مین شریک ہوتے جاوین یہ سب اوسکو کاندہا دیتے ہوئے جلد جلد قبرستان

کی طرف لیجاویں جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَھَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے پس اگر ہے وہ جنازہ یعنی میت نیک پس بہلائی ہے یعنی بہلائی ہے اوسکے لیے پہونچاؤ اوسکو طرف بہلائی کے اور اگر ہے غیر اسکے پس بدہی رکہو اوسکو اپنی گردنوں سے اور بخاری نے ابوسعیدؓ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَھْلِھَا یَا وَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ جنازہ طیار کیا جاتا ہے اور لوگ اوسکو اپنی گردنوں پر اوٹہاتے ہین پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجہے جلدی لیچلو یعنی میری منزل کی طرف اور جو برا ہوتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ہائے مصیبت کہاں لیے جاتے ہو اوسکو یعنی مجھکو اوسکی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور آدمی اگر سن لے تو البتہ مرجاوے یا بیہوش ہوجاوے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لیجانا چاہیے اسی لیے جمہور کہتے ہین کہ جلد لیجانا مستحب ہے اور ابن حزم کے نزدیک

واجب اور بعض علما فرماتے ہین کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے اس واسطے کہ جلدی
سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم سے جلد جلد چلنا دوڑنا
مقصود نہین پس جو لوگ جنازے کو لیچلین اونکو چاہیے کہ نہ بہت آہستہ چلین
نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کرین اور جنازے کے ساتھہ چلنا سنت ہے
اسلیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتھہ
چلتے تھے جیسا کہ بہت حدیثون مین وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے
ساتھہ چلنا مسنون ہے اسی طرح اوسکا اوٹھانا بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ
نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال من
اتبع جنازۃ فلیحمل بجوانب السریر کلہا فانہ من السنۃ ثم ان شاء فلیتطوع
وان شاء فلیدع اونہون نے کہا جو شخص جنازے کے ساتھہ جاوے اوسے
چاہیے کہ اوسکے سب کنارون کو کندھا دیوے اسلیے کہ بیشک یہ سنت سے
ہے پھر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چھوڑ دے یعنی اگر زیادہ ثواب
حاصل کرنا چاہے تو کندھا دیتا چلا جاے اور جو جی نچاہے تو چھوڑ دے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاوین اونکو چاہیے کہ اوسکے
سب طرفون کا کندھا دین اسکے بعد اگر پھر بھی اوٹھاتے رہین گے تو اجر ملیگا
ورنہ کچھہ گناہ نہین میت کا حق ادا ہوگیا اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تبع جنازۃ

وحملها ثلث مرار فقد قضی ما علیه من حقہا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھ ہوا اور اوسکو تین بار اوٹھایا پس تحقیق
ادا کیا اوسنے اوسکا حق جو اوسپر تھا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازے کو
تین بار کاندھا دینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہا کے نزدیک کاندھا دینے کا
یہ ہے کہ جنازہ اوٹھانیوالا جنازے کے اگلے بائین کنارے کو کہ مردے کی
داہنی طرف ہوگی پہلے اپنے داہنے کاندھے پر رکہکے دس قدم چلے پھر پیچھے کے بائین
کنارے کو جو اول کے محاذی ہے اوسی کندھے پر رکھکے اوتنے ہی قدم چلے
پھر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے بائین کاندھے پر رکہکے اوتنا
ہی چلے اسی طرح اوسکے پیچھے کے داہنے طرف کو اپنے بائین کندھے پر
کہ میت کی بھی بائین جہت ہوگی اوٹھا کر دس قدم چلے اس لیے کہ حدیث شریف
مین آیا ہے من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنہ اربعون کبیرۃ یعنی
جو شخص جنازہ اوٹھا کر چالیس قدم چلے تو اوسکے چالیس گناہ معاف کیے جاتے
ہین جب اوسکے سب جہتون کے کندہا دینے سے فراغت پاچکے تو تھوڑی سی
راحت لینے کے لیے ٹھیر جاوے پھر دو مرتبہ پیچ مین دم لیکے ایسا ہی کر
خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اوٹھاوے اور جو لوگ سوار ہون اونکو چاہیے کہ
جنازے کے پیچھے چلین اور پیدل قریب قریب اوسکے جیسا کہ امام احمد اور
ابو داود اور نسائی اور ترمذی وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الراکب یمشی خلف الجنازۃ والماشی یمشی خلفھا وامامھا وعن یمینھا وعن یسارھا قریبا منھا وفی روایۃ لابی داود والماشی یمشی خلفھا وامامھا وعن یمینھا وعن یسارھا قریبا منھا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل نزدیک اوسکے آگے پیچھے داہنے اور بائین طرف چلنے اور ابوداود کی ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ پیدل جنازے کے پیچھے اور آگے اور داہنے بائین طرف اوسکے قریب چلے امام احمد اور نسائی اور ترمذی کی ایک روایت مین یون وارد ہوا ہے یمشی الراکب خلف الجنازۃ والماشی حیث شاء یعنی سوار جنازے کے پیچھے اور پیدل جا ہر چاہے چلے اور امام احمد وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابابکر وعمر یمشون امام الجنازۃ یعنی اونہون نے کہا مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے امام اعظم رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک پیچھے چلنا اور امام شافعی کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لیے افضل ہے اور داہنے بائین طرف چلنا جائز اور سرعت کے چلنے مین بہتری ہے کہ جنازے کے پاس رہتے تاکہ ضرورت کے وقت اوٹھانے والون کی مدد کرے اور حق یہ ہے کہ جنازے سے آگے پیچھے داہنے بائین ہر طرف چلنا برابر ہے اور ملاغدر جنازے کے ساتھ سوار

ہوکے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جنازۃ فرأی
ناسا رکبانا فقال الا تستحیون ان ملائکۃ اللہ علی اقدامہم وانتم علی ظھور
الدواب یعنی ثوبان نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
ایک جنازے میں پس آپ نے کئی آدمیوں کو سوار دیکھا فرمایا کیا تمہیں شرم
نہیں آتی بیشک اللہ تعالی کے فرشتے اپنے قدموں پر یعنی پیدل چلتے ہیں اور
تم جانوروں کی پیٹھوں پر اس سے ثابت ہوا کہ جنازے کے ہمراہ سوار ہوکے
چلنا مکروہ ہے ہاں لوٹتے وقت سوار ہوکے چلنا درست ہے جیسا کہ ابوداؤد
نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اتی بدابۃ وھو مع جنازۃ فابی ان یرکبھا فلما انصرف اتی بدابۃ فرکب
فقیل لہ فقال ان الملائکۃ تمشی فلم اکن لارکب وھم یمشون فلما ذھبوا رکبت
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں سواری حاضر کی گئی
اس حال میں کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے آپ نے سوار ہونے سے انکار
فرمایا پھر جب لوٹے تو سواری حاضر کی گئی تو آپ سوار ہولیے کسی نے اس باب
میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھے یہ نہ ہوسکا کہ
میں سوار ہولوں اور وہ پیدل چلیں جب کہ وہ چلے گئے تو میں سوار ہولیا اور
ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم مع جنازة ابن الدحداح ماشيا ورجع على فرس یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ابن دحداح کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لیگئے اور
گھوڑے پر سوار ہوکے لوٹے اور جنازے کے ساتھ آگ لیجانا منع ہے جیسا
ابن ماجہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال اوصى ابو موسى
حين حضره الموت فقال لا تتبعوني بمجمر قالوا اوسمعت فيه شيئا قال نعم
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی ابو بردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو موسی
رضی اللہ عنہ نے جبکہ اونکو موت حاضر ہوئی کہ عود دان میرے ساتھ نہ لیجانا
لوگون نے کہا کیا تمنے اس باب مین کچھ سنا ہے اونہون نے کہا ہان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ لیجانا جاہلیت کے
افعال سے ہے اس لیے اوس سے منع کیا گیا اور جو لوگ جنازے کے ساتھ ہون
اونکو چاہیے کہ جبتک وہ زمین پر نرکھا جاوے نہ بیٹھین اس لیے کہ صحیح مسلم وغیرہ
مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیه
وآله وسلم من اتبع جنازة فلا يجلس حتى توضع یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہان تک کہ رکھا
جاوے یعنی زمین پر اور عورتون کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے جیسا کہ صحیح
حدیثون سے ثابت ہوتا ہے جنازے کی نماز کا بیان جاننا چاہیے کہ
فرزندون پر مردے کی نماز پڑھنا واجب ہے اسلیے کہ ایماندارون کے ایک گروہ کا

جمع ہوکے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزول رحمت کے لیے نہایت موثر ہے جیسا کہ ابو داود نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من مسلم یموت فیصلی علیہ ثلثۃ صفوف من المسلمین الا اوجب فکان مالک اذا استقل اہل الجنازۃ جزاہم ثلثۃ صفوف وفی روایۃ الترمذی قال کان مالک بن ہبیرۃ اذا صلی علی جنازۃ فتقال الناس علیہا جزاہم ثلثۃ اجزاء ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علیہ ثلثۃ صفوف فقد اوجب وروا ابن ماجۃ نحوہ یعنی مالک بن ہبیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہین کوئی میت کہ مرجاوے پھر نماز پڑھین اوپر اسکے تین صفین مسلمانون کی مگر واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت اور مغفرت اوسکے لیے پس تھے مالک جس وقت کہ کم جانتے آدمیون کو تو تقسیم کرتے اون کو تین صفین موجب اس حدیث کے اور ترمذی کی روایت مین یون ہے کہ کہا راوی نے تھے مالک بن ہبیرہ جس وقت کہ نماز پڑھتے جنازے پر یعنی ارادہ کرتے نماز پڑھنے کا پس کم جانتے لوگون کو اوپر اوسکے تو کرتے لوگون کو تین حصہ یعنی تین صفین پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس پر نماز پڑھین تین صفین تو واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت کو اور روایت کیا ابن ماجہ نے مانند اسکے اور مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت کیا ہے قال ما من میت تصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلہم یشفعون لہ الا

يُشَفَّعُوْنَ فِيْهِ يعنى نبى صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمايا نہين كوئى ميت كہ نماز پڑہے
اوسپر ايك جماعت مسلمانون سے كہ پہنچين سو كو سب شفاعت كرين اوسكے
واسطے مگر قبول كى جاتى ہے شفاعت اونكى ميت كے حق مين اور مسلم وغيره
مين حضرت ابن عباس رضى الله عنہما سے مرفوعًا وارد ہوا ہے قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ
اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ يعنى ابن عباس
رضى الله عنہما نے كہا سنا مين نے رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كو كہ فرماتے تہے
نہين كوئى مسلمان مرد كہ مر جاوے پہر اوسكے جنازے پر ايسے چاليس آدمى
كہڑے ہون جو الله تعالى كے ساتہ كسى چيز كو شريك نہ كرتے ہون مگر
الله تعالى اوسكے حق مين اونكى شفاعت قبول فرماتا ہے اور ثبوت اس نماز كا
آنحضرت صلى الله عليه وآله وسلم اور صحابه رضى الله عنہم كے فعل سے صاف ظاہر
ہے محتاج بيان كا نہين اور يہ نماز فرض كفايه ہے يعنى اگر بعض پڑہ لينگے تو
سب كے ذمے سے وجوب ساقط ہو جائيگا ورنہ سب گنہگار رہينگے اسليے
كہ صحابه رضى الله عنہم حضور پرنور صلى الله عليه وآله وسلم كے ہوتے ہوے خود
مردون پر نماز پڑہ ليتے تہے اور آپ كو اونكى اطلاع بہى نہين كرتے تہے جيسا
اوس كالى عورت كے قصے مين وارد ہوا ہے جو مسجد شريف مين جہاڑو ديا كرتى
تہى آپ كو اوسكے مرنے كى اطلاع دفن كے بعد ہوئى تو آپ نے فرمايا كہ تم نے

سب مجھے کیوں نہ خبر کی پس اگر یہ نماز فرض عین ہوتی تو آپ ضرور ہی پڑھتے کبھی
ترک نہ فرماتے اور نماز پڑھانے والے کو چاہیے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اوسکے
سر کے مقابل کھڑا ہو اور جو عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیسا کہ امام احمد و
ابو داود اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے اِنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَلَمَّا رُفِعَتْ اُتِيَ بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا
فَقَامَ وَسْطَهَا فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ وَقِيْلَ لَهٗ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنَ الرَّجُلِ حَيْثُ قُمْتَ وَمِنَ الْمَرْأَةِ حَيْثُ قُمْتَ قَالَ نَعَمْ یعنی تحقیق
حضرت انس نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اوسکے سر کے نزدیک
کھڑے ہوئے پھر جب وہ اوٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا گیا پس وہ تو حضرت
اوس پر نماز پڑھی اور اوسکے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے پس وہ اس سے پوچھے گئے
اور اون سے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے ہوتے
مرد سے جس جگہ تم کھڑے ہوئے اور عورت سے جس جگہ تم کھڑے ہوئے فرمایا!
ہاں اور اس نماز میں چار تکبیریں کہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس اور
جابر اور عقبہ بن عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود
وغیرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیریں جیسا کہ مسلم
نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ
عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاِنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُهَا یعنی عبد الرحمن نے کہا کہ زید ابن ارقم ہمارے جنازون پر
چار تکبیرین کہتے تھے اور بیشک اونھون نے ایک جنازے پر پانچ تکبیرین
پس ہمنے اونسے پوچھا اونھون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پانچ تکبیرین کہتے تھے اور پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھے
جیسا کہ امام بخاری اور سنن والون نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ اَنَّهٗ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوْا
اَنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ یعنی اونھون نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پس سورۂ فاتحہ
کو پڑھا اور کہا تاکہ تم جان لو کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا سنت سے ہے اور نسائی
کی روایت مین یہ آیا ہے فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَجَهَرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ
سُنَّةٌ وَحَقٌّ یعنی پس اونھون نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھی اور جہر کیا
یعنی پکار کے پڑھا جب نماز سے فارغ ہوے تو کہا یہ سنت اور حق ہے اور باقی
تکبیرون مین جو دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوئی
ہین اون کو پڑھے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی عَلَی الْجَنَازَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَ
غَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی
الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَ

لا تفتنا بعدہ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ جنازے پر نماز پڑھتے تو فرماتے ای اللہ بخشدے ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کو ای اللہ جسکو تو ہم مین سے زندہ رکھے تو زندہ رکھ اوس کو اسلام پر اور جس کو تو ہم مین سے وفات دے تو مار اوسکو ایمان پر اے اللہ بے نصیب نرکھ ہم کو اوسکے اجر سے یعنی وہ ثواب جو ہم کو بسبب اوسکی مصیبت کے حاصل ہوا ہے اوس سے ہم کو محروم نکر اور فتنے مین نہ ڈال ہم کو اوسکے بعد اور مسلم وغیرہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی جنازۃ فحفظت من دعائہ وھو یقول اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ و اعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار وفی روایۃ وقہ فتنۃ القبر وعذاب النار حتی تمنیت ان اکون انا ذلک المیت یعنی عوف نے کہا کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر پس یاد رکھا مینے آپکی دعا سے کہ آپ فرماتے تھے اے اللہ بخش اوسکے گناہ اور رحمت کر اوسپر یعنی قبول کر طاعتین اوسکی اور خلاص کر

اسکو بگروہات اور معاف کر اس سے یعنی تقصیرات اسکی اور بہتر کر ٹہکانا اسکا یعنی جنت میں اور کشادہ کر قبر اسکی اور پاک کر اسکو ساتھہ پانی کے اور برف کے اور اولے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتھہ گناہوں سے اسکو پاک کر اور پاکیزہ کر اسکو گناہوں سے جیسے کہ پاکیزہ کرتا ہے تو سفید کپڑے کو میل سے اور بدلہ دے اسکو گہر یعنی اوس عالم میں بہتر اسکے گہر سے یعنی اس عالم کے اور اہل یعنی خادم بہتر اسکے اہل سے اور بی بی بہتر اسکی بی بی سے اور داخل کر اسکو جنت میں یعنی ابتداءً اور پناہ دے اسکو عذاب قبر سے یا کہا عذاب دوزخ سے اور ایک روایت میں ہے کہ بچا اسکو فتنۂ قبر سے یعنی تحیر ہونے سے قبر کے جواب میں اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب سنے یہ دعا حضرت سے اوس میت کے لیے سنی تو مجھے رشک آیا یہاں تک کہ آرزو کی میں نے کہ میت میں ہوتا یعنی تاکہ حضرت میرے لیے یہ دعا فرماتے اور ابوداود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑہو تو خوب خلوص سے اوسکے لیے دعا مانگو یعنی کسی کے دکہلانے سنانے کے لیے نہو بلکہ حضور دل سے خاص اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی مقصود ہو اور دعاؤن کے سوا اور سب اسی دعا میں جو میت شیث میں وارد ہوئی ہیں جو دعا میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکہائی

ہین اونہین کو پڑہنا افضل ہے اس لیے کہ برکت انہین ہین سے ہے اور امام شافعی
رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مسند مین ابو امامہ بن سہل سے روایت کیا ہے
اِنَّهٗ اَخْبَرَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ السُّنَّةَ فِی
الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَازَةِ اَنْ یُّکَبِّرَ الْاِمَامُ ثُمَّ یَقْرَاُ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ بَعْدَ التَّکْبِیْرَةِ
الْاُوْلٰی سِرًّا فِیْ نَفْسِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَیُخْلِصُ الدُّعَاءَ
لِلْجَنَازَةِ فِی التَّکْبِیْرَاتِ وَلَا یَقْرَاُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْهُنَّ ثُمَّ یُسَلِّمُ سِرًّا فِیْ نَفْسِهٖ قَالَ فِی الْفَتْحِ
وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ یعنی ابو امامہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین سے
ایک شخص نے اس بات کی خبر دی کہ مسنون طریقہ جنازے کی نماز کا یہ ہے
کہ امام تکبیر کہے پھر پہلی تکبیر کے بعد آہستہ سے سورۂ فاتحہ پڑہے پھر نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجے اور باقی تکبیرون مین خلوص دل سے میت کے
لیے دعا مانگے اور انہین اور کچہہ نہ پڑہے پھر آہستہ سے سلام پہیرے فتح الباری
مین کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے حنفیہ کے نزدیک جنازے کی
نماز مین چار تکبیرین ہین اول کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ دوسری کے بعد
نماز کا درود پڑہے تیسرے کے بعد میت کے لیے دعا کرے چوتہی کے بعد
کچہہ نہ پڑہے سلام پہیر دے اور بچے کی نماز مین یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا
فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا انتہی اور جس طرح مرد اور عورت
کے جنازے پر نماز پڑہنا ضرور ہے اسی طرح بچے کے جنازے پر بہی ضرور پڑہنا چاہیے

اسکو گورنہارے ہوتے ہی مرجاوے اور جو مرا بچا پیدا ہوا اور کوئی نشان زندگی کا نہ
مین اوس بچا وے جیسے اوسکا آواز کرنا یا اوسکے کسی عضو کا ہلنا تو اوس پر نماز نہ پڑہنی
چاہیے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال الطفل لا یصلی علیہ ولا یرث ولا یورث حتی یستھل رواہ الترمذی
وابن ماجۃ الا انہ لم یذکر ولا یورث یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ بچا نہ نماز پڑہی جاوے اوس پر اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اوسکا
وارث بنے یہان تک کہ وہ آواز کرے روایت کیا اسکو ترمذی ابن ماجہ نے
مگر ابن ماجہ نے ولا یورث کا لفظ ذکر نہین کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بچا
مرا ہوا پیدا ہوا اور بعد پیدا ہونے کے آواز نکرے اوس پر نماز پڑہنی نچاہیے
یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کا ہے اور امام احمد
رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ چار مہینے دس دن کے بعد پیدا ہو تو اوس پر نماز
پڑہنی چاہیے گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم نہو فائدہ
جس شخص نے غنیمت کے مال مین خیانت کی ہو یا اپنے تئین آپ ہلاک کیا ہو
کافر ہو یا لڑائی مین شہید ہوا ہو ایس نے عمر بہر نماز نپڑہی ہو ان سب پر جنازے
کی نماز نہ پڑہنی چاہیے دیکہو خیبر کی لڑائی مین ایک شخص نے غنیمت کے
مال مین خیانت کی تہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر نماز نپڑہی جیسا کہ
امام احمد اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ایک شخص نے

تیر کی بھال سے اپنے تئین ہلاک کیا تھا اوسپر بھی آپ نے نماز نہیں پڑہی
جیسا کہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑہنے کی تصریح قرآن
شریف مین سورۂ توبہ کے دسوین رکوع کی اس آیت مین مذکور ہے وَلَا تُصَلِّ
عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ یعنی اور نماز نہ پڑہ اونمین کسی پر
جو مر جاوے کبہی اور نہ کہڑا ہو اوسکی قبر پر اسی لیے کسی کافر کے جنازے پر نماز
پڑہنا آپ سے منقول نہین ہوا اور شہید پر نماز نہ پڑہنے کا حال غسل کے
بیان مین گذر چکا فائدہ غائب پر نماز پڑہنا درست ہے جیسا کہ بخاری
و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَعٰی لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی
فَصَفَّ بِهِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے
مرنے کی لوگون کو خبر دی جس دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف
عیدگاہ کے پہر صف باندہی ساتہہ اونکے اور چار تکبیرین کہین ف
نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور اوسکا نام اصحمہ اور نصرانی دین رکہتا تہا
پہر مسلمان ہو گیا جب اپنے ملک مین اوسکا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ مین اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عیدگاہ
مین تشریف لیجا کے نہ لائیا نہ اوسپر جنازے کی نماز پڑہی پس اس سے ثابت ہوا
کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ مر جاوے اور اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہو تو اوسپر غائبانہ

نماز پڑہنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑہنا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری
مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَیْلًا فَقَالَ مَتٰی دُفِنَ ھٰذَا قَالُوا الْبَارِحَۃَ قَالَ اَفَلَا
اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالُوا دَفَنَّاہُ فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ فَکَرِھْنَا اَنْ نُوْقِظَکَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ
فَصَلّٰی عَلَیْہِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قبر پر کہ دفن
کیا گیا تہا مردہ اوس رات کو پس فرمایا کب دفن کیا گیا ہے یہ صحابہ نے عرض کیا
کہ آج کی رات فرمایا پس کیوں نہ خبر کی تمنے مجکو صحابہ نے عرض کیا کہ دفن کیا
ہمنے اوسکو اندہیری رات مین پس کروہ جانا ہمنے جگانا آپ کا پہر کہڑے ہوے
حضرت پس صف باندہی ہمنے پیچہے حضرت کے پس نماز پڑہی اوسپر اس سے
معلوم ہوا کہ دفن کے بعد بہی قبر پر نماز پڑہنا درست ہے فائدہ مسجد مین
جنازے کی نماز پڑہنا جائز ہے مکروہ نہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بیضا کے دونون بیٹون پر مسجد مین نماز پڑہی تہی جیسا کہ مسلم نے
ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے اَنَّ عَائِشَۃَ لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ
وَقَّاصٍ قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِہِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَاُنْکِرَ ذٰلِکَ عَلَیْہَا فَقَالَتْ وَاللّٰہِ
لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سُہَیْلٍ وَ
اَخِیْہِ یعنی جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی تو حضرت عائشہؓ نے
کہا داخل کرو اوسکو مسجد مین تاکہ نماز پڑہون مین اوسپر پس انکار کیا گیا حضرت عائشہؓ پر

پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق نماز پڑھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونوں بیٹوں بیضاء کے مسجد مین یعنی سہیل اور اوسکے بھائی پر اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اِنَّ الصَّحَابَۃَ صَلَّوْا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر مسجد مین نماز پڑھی ہے اور جو لوگ مکروہ کہتے ہین اونکی دلیلین ضعیف ہین فائدہ جس طرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑھنا شروع ہے اسی طرح الگ الگ پڑھنا بھی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہے ورنہ جس قدر جماعت زیادہ ہوگی اوتنی فضیلت زائد اور میت کا نفع ہے فائدہ جو شخص فقط جنازے کی نماز مین شریک ہوگا اوسکو ایک قیراط بھر ثواب ملیگا اور جو کوئی اوسکے دفن ہونے تک شامل رہیگا اوسکو دو قیراط بھر اجر ملیگا جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ تَبِعَہَا حَتّٰی یُقْضٰی دَفْنُہَا فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ اَحَدُہُمَا اَوْ اَصْغَرُہُمَا مِثْلُ اُحُدٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِابْنِ عُمَرَ فَاَرْسَلَ اِلٰی عَائِشَۃَ فَسَاَلَہَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَتْ صَدَقَ اَبُوْہُرَیْرَۃَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِیْ قَرَارِیْطَ کَثِیْرَۃٍ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اوسکے لیے ایک قیراط کا ثواب ہے

اور جو اوس کے ساتھ جاوے یہان تک کہ اوسکو دفن کر چکین تو اوس کے واسطے دو قیراط ہین ایک اونمین کا یا چھوٹا اونمین کا مثل احد کے پہاڑ کے ہے ابو ہریرہ کہتے ہین کہ بیٹے ابن عمر سے اسکا ذکر کیا اونہون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کسی آدمی بھیجا اوسنے اونسے یہ قصہ پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو ہریرہ نے سچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک ہم نے بہت قیراطون کا نقصان کیا فائدہ جنازے کی نماز پڑہنا اور اوسکے ساتھ جانا اور دفن تک وہان ٹہیرنا مردون کے لیے ضرور ہے عورتون کے واسطے نہین اس لیے کہ ننا اون کو جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ اوسپر نماز پڑہنا درست پس مسلمان مردون کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے جنازے کی نماز مین شریک ہون اور اوس کے دفن ہونے تک حاضر رہین تاکہ ثواب کثیر پاوین ہان اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط نماز پڑہکے چلے آوین تو جائز ہے مگر ثواب کم ملیگا

فصل دفن کرنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جیسے مردے کو نہلانا کفنانا اوسپر نماز پڑہنا واجب ہے اسی طرح اوسکو دفنانا بھی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑہ چکین تو اوس کو قبر کے پاس لاوین اور چار یا پانچ آدمی آہستہ سے اوسکی لاش اوٹہا کے بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑہتے ہوے قبر کی پائنتی سے اوسکے

سر کو پہلے قبر مین اوتارسکے قبلہ رخ اوسکو لٹا دین اور کفن کے بند کہولدین پہر
اوسکے موںھہ پر سے چادر ہٹا دین تاکہ چہرہ کہلجاوے اور باقی تمام بدن
کو کفن مین لپٹا اور چہپا رہنے دین اور قبر مین اوتارنے والے اگر میت کے
وارث اور عزیز قریب ہون تو بہتر ہے اسلیے کہ وہ سب پر مقدم ہین اور
مجبوری سے غیر کا اوتارنا بہی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہی ہے
کہ وارثون مین سے جو اوسکے محرم ہون وہ اوسکو قبر مین اوتارین اور ضرورت
کے وقت غیر مرد کا بہی اوتارنا جائز ہے اور مردے کو قبر مین رکہتے وقت
بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑہنا حدیث شریف سے ثابت ہے
جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ
قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر مین اتارنے لگتے تو
یہی لفظین فرماتے تہے یعنی اوتارتا ہون مین اللہ کے نام کے ساتہہ اور
اللہ کے حکم کے ساتہہ اور رسول خدا کی شریعت پر اور ابو داؤد کی روایت مین
بجای لفظ ملت کے لفظ سنت وارد ہوا ہے اور مردے کو قبر کی پائنتی سے
اوتارنے کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابو داود نے عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے اَنَّهٗ اَدْخَلَ مَيِّتًا مِّنْ قِبَلِ رِجْلَيِ الْقَبْرِ وَقَالَ هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ

یعنی مقرر عبد اللہ بن زید نے کسی میت کو قبر کی پائنتی سے اوتارا اور کہا
یہ سنت ہے اور قبلہ رخ لٹانے مین کسی کا اختلاف نہین ہے پھر مردے
کو قبر مین قبلہ رخ لٹانے کے بعد اگر لحد بنائی گئی ہو تو اوس کو کچی اینٹون سے
بند کر دین اور جو شق بنی ہو تو پتھر کے تختیان یا لکڑی کے تختون سے اور اسکو
پاٹ کے روزنون کو مٹی کے ڈھیلون یا پتھر کے ٹکڑون سے بند کر دین اسکے
بعد حاضرین مین سے ہر شخص اپنے دونون ہاتھون سے تین لپ بھر کے میت پر
مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو محمد کے بیٹے ہین اپنے
باپ یعنی امام باقرؓ سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حَثٰی عَلَی الْمَیِّتِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ بِیَدَیْہِ جَمِیْعًا وَاَنَّہٗ رَشَّ عَلٰی
قَبْرِ ابْنِہٖ اِبْرَاہِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالین
میت پر تین لپین ساتھ دونون ہاتھ اپنے کے اکٹھا کر کے اور بیشک حضرت
نے چھڑکا پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم کے اور رکھے قبر پر سنگریزے یعنی نشان
کے لیے روایت کیا اسکو شرح السنہ مین اور روایت کی امام شافعی نے اسکو مرسل
سے اور بزار اور دارقطنی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حَثٰی عَلٰی قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ ثَلٰثًا یعنی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر تین لپ
بھر کے مٹی ڈالی اور بیٹھ بادشاہ کے سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالی جیسا کہ ابن ماجہ

اور ابو داود نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ ثُمَّ اَتٰی قَبْرَ الْمَیِّتِ فَحَثٰی عَلَیْہِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ ثَلٰثًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑہی پہر میت کی قبر پر تشریف لائے پس اوسکے سر کی جانب سے تین لپ بہر کے اوسپر مٹی ڈالے علمای حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ پہلے لپ ڈالتے وقت مِنْہَا خَلَقْنَاکُمْ اور دوسرے کے وقت وَفِیْہَا نُعِیْدُکُمْ اور تیسرے کے وقت وَمِنْہَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی کہے پہر جب سب لوگ مٹی دے چکین تو قبر پر پانی چہڑکین اور یہ مستحب ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چہڑکا تہا جیسا کہ امام شافعی نے اور ابو داود نے اپنے مراسیل مین روایت کیا ہے اور ابن ماجہ مین آیا ہے قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰی قَبْرِہٖ مَآءً یعنی ابو رافع نے کہا کہ نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جنازے مین سے سر کی طرف سے اور چہڑکا اونکی قبر پر پانی اور حکم فرمایا آپ نے پانی چہڑکنے کا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر جیسا کہ بزار کی روایت مین آیا ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَآءَ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَاَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ حَتّٰی انْتَہٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ یعنی جابر نے کہا کہ چہڑکی گئی

قبر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تہا وہ شخص کہ جسنے ڈالا پانی حضرت
کی قبر پہ بلال بن رباح ساتھ مشک کے شروع کیا چہڑکنا سر کی طرفسے
یہان تک کہ پہونچا دیا پانوں تک اور جب پانی چہڑک چکین تو قبر کی مٹی برابر
کرکے اوسپر سنگریزے رکہدین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر سنگریزے رکہے
تہے جیسا کہ شرح السنہ مین آیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے روایت
کیا ہے اور سابق مین ذکر ہو چکا ہے پہچان کے واسطے قبر پہ پتہر رکہدین
جیسا کہ ابو داود نے مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ وَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَہٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ حَمْلَہَا فَقَامَ اِلَیْہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْہِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ ذِرَاعَیْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ حَسَرَ عَنْہُمَا ثُمَّ حَمَلَہَا فَوَضَعَہَا
عِنْدَ رَاْسِہٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِہَا قَبْرَ اَخِیْ وَاَدْفِنُ اِلَیْہِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَہْلِیْ یعنی
مطلب نے کہا جبکہ مرے عثمان بن مظعون تو نکالا گیا جنازہ اونکا پس دفن کیے
گئے اور حکم دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ لاوے آپکے
پاس ایک پتہر یعنی بڑا پتہر تا کہ علامت کے لیے رکہا جاوے پس نہ اوٹہا سکا وہ

شخص اوس پتہر کو پہر کہڑے ہوے طرف اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور آستینین چڑہائین دونون ہاتہون کی کہا مطلب راوی نے کہ
کہا اوس شخص نے کہ خبر دی مجہکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا کہ
مین دیکہتا ہون طرف سفیدی دونون ہاتہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اوس وقت کہ کہولا اون دونون کو پہر اوٹہایا اوسکو پس رکہا اوسکو
سرہانے قبر عثمان کے اور فرمایا نشان کیا مینے ساتہہ اسکے اپنے بہائی کی
قبر کا اور دفن کرونگا مین پاس اوسکے اوس شخص کو کہ مریگا اہل میرے سے
ف عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودہ شریک
بہائی تہے پہلے پہل انکے پاس حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے صاحبزادے دفن کیے گئے پس اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے لیے قبر
پر نشانی رکہنا اور عزیز اقارب کا ایک جگہہ دفن کرنا مستحب ہے فائدہ قبر کو
بالشت بہر بلند کرنا چاہیے جیسا کہ سعید بن منصور اور بیہقی نے جعفر بن محمد عن ابیہ
سے روایت کیا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ
اِبْرَاھِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ وَرَفَعَہٗ شِبْرًا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چہڑکا اور اوسپر سنگریزے رکہے اور
بالشت بہر اوسکو بلند کیا پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی
حدیثون مین وارد ہوا ہے علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو مسطح اور مسنم

دونون طرح بنانا جائز ہے مگر افضلیت مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک
قبر کی مٹی برابر کرکے دونون جانب سے ڈھلوان بنا دینا اور درمیان مین
اونچا رکھنا کہ بطور اونٹ کے کوہان کے ہو جاوے افضل ہے اس لیے
کہ بخاری نے سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اَنَّہٗ رَاٰی
قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کو اونٹ کے کوہان کے مثل دیکھا اور اور صحیح
حدیثون سے بھی اس طرح کے قبر بنانا ثابت ہوتا ہے اسی لیے امام مالک
اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک قبر مسنم بنانا بہتر ہے اور
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک برابر سطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابو داود نے
قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْتُ
یَا اُمَّاہُ اکْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَیْہِ فَکَشَفَتْ
لِیْ عَنْ ثَلٰثَۃِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَۃٍ وَلَا لَاطِئَۃٍ مَبْطُوْحَۃٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَۃِ الْحَمْرَاءِ یعنی
قاسم نے کہا کہ گیا مین حضرت عائشہ کے پاس پس کہا مینے اے ماں میری
کھول دیجیے میرے لیے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور انکے دونون
یارون کی یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پس کھولدین میری لیے تینون
قبرین نہ تھین بہت بلند اور نہ متصل ساتھ زمین کے یعنی بلکہ بالشت بالشت
بھر بلند تھین بچھی ہوئی تھین ساتھ کنکریون سرخ میدان کے یعنی جو کہ گرد

مدینہ مطہرہ کے سبب اس سے معلوم ہوا کہ آپکی قبر شریف مسطح تھی مسنم نتھی
اور بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو مسطح برابر بناوین مسنم نکرین اس لیے کہ
مسلم نے ابی الہیاج اسدی تابعی سے روایت کیا ہے قال قال لی علیؓ
الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان لا تدع
تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ یعنی ابو الہیاج سے کہا کہ فرمایا
مجھسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بہیجون مین تجھکو اوس کام پر کہ بہیجا مجھکو
اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چھوڑ تو
کسی تصویر کو مگر کہ مٹا دے اوسکو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر کرنے کا حکم فرمایا رہی سفیان
تمار کی حدیث کہ اونہون نے آپ کی قبر کو مسنم دیکہا سو اسکا جواب یون
ہو سکتا ہے کہ شروع مین آپ کی قبر مسنم نتھی بلکہ مسطح برابر تھی پہر جبکہ دیوار
قبر شریف کو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی امارت مین بنایا تو اوسکو بلند
کر دیا ہو فائدہ دفن کے سب کامون سے فارغ ہونے کے بعد کہڑے
ہو کے میت کے لیے بخشش چاہین اور اللہ تعالی سے اس بات کی دعا مانگین
کہ وہ سوال و جواب کے وقت ثابت قدم رہے جیسا کہ ابو داود نے عثمان
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا فرغ
من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم واسئلوا لہ التثبیت فانہ

آلان یُسْئَلُ یعنی تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ فارغ ہوتے دفن میت
سے تو اوسپر ٹھیرتے پھر فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کے لیے اور سوال
کرو واسطے اوسکے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے

فائدہ مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کرنے میں نہایت جلدی کرین یہانتک
کہ اگر رات ہو اور اوسکی تجہیز وتکفین کا سب سامان اور نماز پڑھنے والے اور
اوٹھانے والے جمع ہوجاوین تو رات ہی کو دفن کردین جیسا کہ ترمذی نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَہٗ سِرَاجٌ فَاَخَذَہٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَۃِ وَقَالَ
رَحِمَکَ اللہُ اِنْ کُنْتَ لَاَوَّاھًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ وَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا یعنی بیشک نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے ایک قبر میں رات کو یعنی ایک شخص کے
دفن کرنے کے لیے پس روشن کیا گیا آپکے لیے چراغ پس لیا آپ نے
میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجھکو اللہ تحقیق تہا تو بہت فریاد والا
بسبب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنے والا قرآن کا یعنی تو ان دونوں
چیزوں کے سبب سے رحمت ومغفرت کا مستحق ہوا اور اوسپر چار تکبیرین کہین
اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت دفن کرنا درست ہے سوائے اس کے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بعد عشا کے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت دفن کیا

فائدہ میت کو جس جگہہ کہ مین مرے اوسی جگہہ دفن کرنے کی اگرچہ ممانعت نہین لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرین اور علمای حنفیہ کے نزدیک گہر مین دفن کرنا اچہا ہے اسلیے کہ گہر مین دفن کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتہہ خاص تہا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گانون سے دوسرے گانون لیجانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور گانون مین مرے وہین اوسکو دفن کرنا چاہیے جیساکہ ترمذی نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِلَ اِلَى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ ٥ وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً + مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا + فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا + لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا + ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ یعنی ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ وفات ہوئی عبدالرحمن بن ابی بکر کی حبشے مین اور وہ ایک جگہہ ہے پہر لاے گئے وہ طرف مکے کے پہر دفن کیے گئے مکے مین پس جبکہ آئین حضرت عائشہ مکے مین حج کے لیے تو آئین پاس قبر عبدالرحمن کے کہ انکے بہائی تہے پس کہا اور تہے ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے جدا نہ تہے آپس مین مدت مدید سے یہان تک کہ کہا گیا ہرگز جدا نہونگے پس جب ہم جدا ہوے تو گویا مین اور مالک باوجود بہت مدت ساتہہ رہنے کے نہین گذاری

ہے ایک رات اکٹہے پہر کہا حضرت عائشہ نے قسم ہے اسمکی اگر حاضر ہوتی
مین تیرے پاس وقت مرنے کے تو دفن نہ کیا جاتا تو مگر اوسی جگہہ کہ مرا تہا تو
یعنی اس لیے کہ نقل نہ کرنا مکان موت سے سنت اور افضل ہے اور اگر حاضر
ہوتی مین تیرے پاس وقت وفات کے تو زیارت نہ کرتی مین تیری
فائدہ حبشی نام ایک موضع کا ہے قریب مکہ اور بعضون نے کہا ہے کہ
ایک منزل ہے مکے سے اور پس کہا یعنی حضرت عائشہ نے دو بیتین جو مین
حسب حال اپنے بہائی کے فراق مین اور یہ بیتین تمیم بن نویرہ نے اتھی بنا
بیچ مرثیے بہائی اپنے مالک بن نویرہ کے کہ اوسکو خالد بن ولید نے حضرت
ابوبکر کی خلافت مین مار ڈالا تہا معنی بیتون کے یہ ہین کہ تمیم کہتا ہے کہ
ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے مدت مدید زمانہ سے جذیمہ نام ایک بادشاہ
کا ہے کہ عراق اور جزیرہ عرب اپنے تصرف مین رکہتا تہا اور اس بادشاہ
کے دو ہمنشین تہے مالک و عقیل کہ چالیس برس تک وے دونون ہمنشین اور ندیم
اوسکے رہے اور اونکو بادشاہ نے مارا اور ونکے قتل کا بہی قصہ عجیب ہے مقامات
حریری مین مذکور ہے پس تمیم اپنے بہائی کے مرثیے مین کہتا ہے کہ ہم اور تو
ہمنشین اور محبت رکہنے والے رہتے تہے اور جدا نہ تہے ایک مدت دراز
مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے کہ وہ اس طرح آپس مین اخلاص اور ہمنشینی ایک
مدت سے رکہتے تہے کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت دراز سے کہتے تہے

کہ یہ ہرگز جدا نہونگے پہر تمیم کہتا ہے کہ بس جب جدا ہوے ہم یعنی مین اور مالک
بسبب مرنے مالک کے تو گویا مین اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک
مدت دراز تک ایک رات بہی ساتہ نرہے تہے یعنی وہ مدت دراز اسنے بوجہ
یا خواب کے اور نہ زیارت کرتی ہین یعنی دوبارہ اسلیے کہ حضرت نے لعنت کی
ہے قبرون کی زیارت کرنیوالی عورتون کو ولیکن از بسکہ تجہے مرتے ہوے
ندیکہا تہا زیارت تیری قبر کی کی تا قائم مقام ملاقات کے ہو پس
اس سے معلوم ہوا کہ میت کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانا نچاہیے ہان
ضرورت شدید کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو نقل کرنا
جائز ہے اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نچاہیے مگر جب بغیر غسل
یا کفن کے دفن کر دیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن مین دفن کیا گیا ہو یا اوسکے
ساتہہ مال دفن ہو گیا ہو اگرچہ درہم بہر کیون نہو تو اوسکا قبر سے نکالنا
درست ہے لیکن غسل کے واسطے مردے کا نکالنا اوس وقت تک جائز ہے
کہ بعد نکال لینے کے اوسکو نہلا سکین اور جو اوسکے بگڑ جانے کا گمان غالب ہو
تو پہر نکالنا جائز نہین اس فصل مین جن باتون کا ذکر ہوا مسلمان مرد اور عورتونکو
چاہیے کہ اونکا خوب خیال رکہین اور شادی غمی وغیرہ مین شرع شریف
کی پابندی اختیار کرین اور خلاف شرع رسمون سے بچتے رہین اور بال برابر بہی
کتاب وسنت کی مخالفت نہ کرین اور مرتے وقت بہی اسکا دہیان رکہین کہ جو

باتین اور رسمین خلاف شرع ہون اونکی وصیت نکرین اس لیے کہ اول تو
خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس قسم کی وصیت
جاری نہین ہوتی یعنی وارثون کو اوسکا کرنا ضرور نہین ہے پھر اگر ورثا
اوسکے موافق عمل کرینگے تو وہ اور مردہ دونو گنہگار اور آخرت کے مواخذے
مین گرفتار ہونگے

فصل تعزیت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور رنج و بلا مین اوسے صبر
کرنے کی رغبت دلانے کو کہتے ہین اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھکر دنیا مین
کوئی مصیبت اور غم نہین ہے پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا
کے یہان غمی ہوجاوے تو میت کے وارثون کے پاس جاکے اونکی تسلی و
تشفی کرین اور مردے کے لیے مغفرت کی دعا مانگین اور صبر کی فضیلت اور
اوسکا ثواب بیان کرین تاکہ اون کی دل کو تسکین ہو اور سب رنج والم دور
ہوجاوے اسی لیے شرع مین تعزیت کرنا مستحب ہے اور اسکی فضیلت مین بہت
سی حدیثین وارد ہوئی ہین جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عزی ثکلی کسی
بردا فی الجنۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے
اوس عورت کو جسکا بیٹا مرگیا ہو اوسکو بہشت مین عمدہ لباس پہنایا جاویگا اور

ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے کسی مصیبت زدہ
کو تو اوسے مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملیگا ف مصیبت زدہ اس
عام ہے کہ اوسکا کوئی مر گیا ہو یا اور کسی آفت مین گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی
اوسے صبر کرنے پر رغبت دلاتا ہے اور اوس کے پاس جا کے یا خط کتابت سے
اوسکی تسلی کر [illegible] ا ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا آفت رسیدہ کو
صبر کرنے [illegible] کہ یہ شخص اوسکے صبر کرنے کا باعث ہوا ہے
اور حدیث [illegible] اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ وَاللّٰہُ یُحِبُّ
اِغَاثَۃَ اللَّہْفَانِ [illegible] وَاَبُوْ یَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالضِّیَاءُ عَنْ اَبِیْ
بُرَیْدَۃَ وَابْنُ [illegible] فِی الْحَوَائِجِ عَنْ اَنَسٍ یعنی نیکی کی راہ بتانے والا مانند
نیکی کرنے والے کے ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے مظلوم کی فریاد رسی کو
روایت کیا اسکو احمد نے اپنے مسند مین اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین اور ضیا
نے بریدہ و ابن ابی الدنیا نے فضل حوائج مین انس سے ف جامع صغیر مین
حرف دال مین اس حدیث کو انہین لفظون کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف و
صحیح کی کوئی علامت نہین کی اور الف و نون کی بحث مین یون لکھا ہے اِنَّ
اَلدَّالَّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ یعنی یہان علامت ضعیف

کی لکھی ہے فائدہ مستحب زمانہ تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے اسکے
بعد پھر مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا مصیبت زدہ اوس وقت حاضر نہو
تو جب ملے اوسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور جو میت کے ورثا بہت
جزع فزع مین مبتلا ہون تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا بہتر ہے ورنہ دفن
سے پہلے افضل ہے اس لیے کہ غرض تعزیت سے اونکو صبر پر رغبت دلانا اور اونکے
تسلی کرنا ہے پس جب اسکا محل اور موقع ہو اوسی وقت اولی ہے اور یہی مستحب
ہے کہ میت کے رشتہ دار چھوٹے ہون یا بڑے مرد ہون یا عورت سب کی
تعزیت کرنا چاہیے ہاں لیکن سے جوان عورت کی اوسکے محرم کے سوا اور
کوئی تعزیت نکرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلے مصیبت زدہ کو سلام کہیں
اوس سے مصافحہ کرین اور نہایت تواضع و انکسار سے پیش آوین اور بہت
باتین نہ کرین اور نہ مسکراوین اور اوس سے یہ کہین کہ اللہ تعالی میت کی بخشش
کرے اور اوس سے درگذر فرماوے اور اوس کو اپنی رحمت واسعہ سے جنت
مین داخل کرے اور تجھکو اوسکی مصیبت پر صبر نصیب کرے اور ثواب عطا فرماوے
اور تعزیت کی سب لفظون مین سے بہتر وہ لفظین ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہین یا وارد ہوئی ہین اِنَّ لِلّٰهِ مَا
اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز
اوسنے لی اور اوسی کی ملک ہے جو چیز اوسنے دی اور ہر چیز کا اوسکے نزدیک

ایک وقت مقرر ہے سبحان اللہ کیا نورانی الفاظ ہین اور ہر لفظ مین کیسی
توحید اور صبر کی کس قدر ترغیب بہری ہوئی ہے کیسا ہی مصیبت زدہ
کتنے ہی غم مین مبتلا کیون نہو اگر ان مبارک لفظون کو صدق دل سے کان
دہر کے سن لے خدا چاہے تو سارا غم والم دور ہوجاوے پس جب کسی کی
تعزیت کیا کرین تو ضرور ہے ان لفظون کو کہا کرین اس لیے کہ جو برکت اللہ تعالی
نے ان لفظون مین رکہی ہے وہ اور الفاظ مین کہان اور جو کافر مرجاوے
اور اوس کے رشتے دار مسلمان ہون تو اوسکی تعزیت مین یون کہین کہ
اللہ تعالی تمہین بہت ثواب دے اور اچہی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت
مسلمان اور اوس کے قرابت والے کافر ہون تو اس طرح تعزیت کرین کہ
اللہ تعالی تمہین اچہی تسلی دے اور میت کو بخشے اور جو میت اور قرابتی دونو
کافر ہون تو یون کہین کہ اللہ تعالی تمہین بدلا دے اور تمہارے لوگ کم
نہ کرے اور ایک مرتبہ تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا دسوین
بیسوین روز میت کے گہر مین لوگون کا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعادۃ مین
لکہا ہے کہ جنازے کی نماز کے سوا پہر کبہی میت کے لیے لوگون کا جمع ہونا
بدعت ہے بہت سے علمای متاخرین کہتے ہین کہ صاحب میت کے
پاس لوگون کا جمع ہونا مکروہ ہے اور سلف تو نہایت ہی مکروہ سمجہے کہ وہ اپنے
گہر کے دروازے پر بیٹہے اور لوگ جمع ہوکے اوس کی تعزیت کرین اسلیے کہ

یہ جاہلیت کی رسموں سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ جب لوگ دفن سے فارغ ہو کے
پھریں تو اون کو چاہیے کہ متفرق ہو جاویں اور اپنے کاروبار میں مشغول
ہوں اسی طرح جس کے یہاں غمی ہوگئی ہے اوسکو بھی چاہیے کہ اپنے کام
میں مصروف ہو اور عورتوں کو چاہیے کہ جس کے گھر میت کے نہلانے کو جاوین
تو اوس سے فارغ ہو کے چلے آویں دو چار روز وہان نہ رہیں اس لیے کہ
سواے میت کے اقارب کے غیروں کا گھر میں جمع کرنا درست نہیں بلکہ
مکروہ ہے اور میت کے اقارب کو تین روز تک اوسکے غم میں بیٹھنا جائز ہے
اور جو نہ بیٹھیں تو اولی ہے فائدہ میت والے کے گھر کھانا پکا کے بھیجنا درست
ہے اس لیے کہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ
سَلَّمَ اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا شَغَلَهُمْ یعنی عبد اللہ نے کہا
جبکہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی اہل بیت
کو کہ تیار کرو واسطے لوگوں جعفر کے کھانا پس تحقیق آئی ہے اونکو وہ چیز کہ
باز رکھتی ہے اونکو کھانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر پس اس حدیث
شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والوں اور ہمسایوں کو چاہیے کہ کھانا پکا کے
صاحب میت کے یہاں بھیجیں اس لیے کہ یہ مستحب ہے اور کھانا اس قدر
ہونا چاہیے کہ وہ دونوں وقت اوسکو پیٹ بھر کے کھاویں اور بعض علمایہ فرماتے

ہین کہ تین دن تک کہانا بہیجنا حلال ہے اس لیے کہ یہ تعزیت کے دن ہین اور
یہ کہانا جو غمی والون کے لیے بہیجا جاتا ہے غیرون کو اسکا کہانا درست ہے
یا نہین علما کا اسمین اختلاف ہے بعض کہتے ہین ناجائز ہے اور بعض کے
نزدیک درست اور جب کہانا پکا کے میت والون کے یہان لیجاوین تو
سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار سے انکو کہانا کہلاوین اس واسطے کہ اگر وہ
زیادتی غم یا حیا کے سبب سے نہ کہائینگے تو انکو زیادہ ضعف ہو جاویگا
پہر ضروری کاروبار مین حرج واقع ہوگا اور یہ کہانا نوحہ کرنے والی عورتون
کے واسطے بہیجنا سخت حرام ہے اس لیے کہ اسمین ایکطرح کے گناہ پر مدد
کرنی ہے اور میت والون کو چاہیے کہ تیجے دسوین بیسوین وغیرہ مین لوگونکے
لیے ہرگز کہانا نہ پکائین اس واسطے کہ یہ بدعت اور مکروہ ہے پہر مفت مین پیسہ
ضائع کرنا اور بدعت وکراہت کے مواخذہ مین گرفتار ہونا کون عقلمندی
کی بات ہے پس حتے الامکان تعزیت وغیرہ مین خلاف شرع رسمون سے
بچین اور ہر کام سنت نبوی کے موافق کرین تاکہ دین و دنیا دونون درست رہین

باب ششم

فصل سوگ اور تیجے اور دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب کسی کا باپ یا مان خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز قریب مر جاتا ہے

تو شرع شریف مین تین دن سے زیادہ دار اوسکا سوگ کرنا درست نہین لیکن
خاوند کے مرجانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ کرنے کا حکم
ہے اور اسی کو عدت کہتے ہین اور تفصیل اسکی عدت کی فصل مین لکہہ چکی
اور سوگ سے یہ غرض نہین جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے ہین کہ سیاہ
کپڑے پہنے رہتے ہین اور ہاتہہ منہہ کا لے اور گریبان چاک کرتے ہین
اور سر کے بالون کو نوچتے کہیرتے اور اوسپر خاک ڈالتے ہین اور موہنہ اور
سینے اور رانو کو پیٹتے ہین اور تین روز تک ہانڈی بچہونا بچہاتے ہین اور اوسپر
چہاڑو نہین دیتے اور کہانے کے وقت دسترخوان نہین بچہاتے اسلیے کہ یہہ
سب باتین گناہ کبیرہ اور قطعًا حرام ہین بلکہ سوگ سے مقصود زینت ترک کرنا
ہے یعنی کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے پٹہے کے کپڑے اور رنگین نہ پہنین
سیدہے سادے کپڑے پہنے رہین اور خوشبو وغیرہ بہی نہ لگائین اور دن مقرر
کرکے تیجا دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کرنا اور ان دنون مین کہانا پکاکے
برادری والون اور عزیز و اقارب وغیرہ کی دعوت کرنا اور اون کو کہلانا
اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچہانا اور خیمے کہڑے کرنا اور خوشبو اور
شیرینی اور پان کے بیڑے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتین بدعت اور ناشرع
اور گناہ کی ہین اسی طرح تیجے کے دن لوگون کا جمع ہوکر قبر پر یا اور کسی جگہہ
قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہان اگر بغیر مقرر کیے دن کے جب چاہین

مردے کی طرف سے کہانا پکا کے محتاجون مسکینون کو کہلاوین یا قرآن
شریف پڑہ کے اوسکی روح کو ثواب بخشین تو ناجائز نہین ہے اور مالدار
برادری والون اور عزیز و اقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کہانا نہ چاہیے
اس لیے کہ یہ صدقہ ہے اور تصدق غربا اور فقرا کا حق ہے اغنیا کو ہدیہ
لینا البتہ درست ہے اور جو چیز صدقے کی ہو تو آسودہ حال و متمولون کو
اوس کا کہانا اور اوسکو اپنے استعمال مین لانا ہرگز نہ چاہیے اور جو لوگ
ناسمجہی سے میت کی وارثون کو دعوت کرنے پہ مجبور کرتے ہین اور اون سے
خواہ اونکا جی چاہے یا نہ چاہے دعوت لیتے ہین یہ امر نہایت برا اور بیہودہ
اور خلاف شرع ہے اس لیے کہ دعوت شادی بیاہ کے ولیمے وغیرہ مین
ہوتی ہے نہ غمی مین اور ایسے وقت مین کہ وہ بیچارے اپنی میت کے غم و
الم مین گرفتار اور شکستہ خاطر ہین اونسے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ اس مثل
مین آیا ہے مردہ جاہے دوزخ مین جاے یا بہشت مین یارون کو اپنے حلوے
مانڈے سے کام علاوہ اس کے موت کے کہانا کہانے سے دل سیاہ اور مردہ
ہوجاتا ہے اسی واسطے فتح القدیر مین لکہا ہے کہ اہل مصیبت سے ضیافت
لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کہانا اغنیا فضلا کے واسطے مکروہ ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مردے کا کہانا دل کو مردہ کرتا ہے اور بیمار کا
کہانا دل کو مریض کرتا ہے پس تونگرون کو ایسا کہانا ہرگز نہ کہانا چاہیے کیونکہ

یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے اور ثواب فقرا اور مساکین کے کھلانے سے ہوتا ہے نہ مالداروں کے غرضکہ میت کو جب ثواب پہونچانا منظور ہو تو ہر دن مقرر کیے کھانا پکاکے دیندار محتاجوں کو کھلاوین تاکہ میت کو ثواب پہونچے اور ان کو بھی اجر ملے رسم کی پابندی کرکے برادری والون اور اغنیا کو کھلانا چاہیے اس واسطے کہ خلاف شرع کام کرنے سے ثواب کے بدلے اولٹا عذاب مین گرفتار ہونا پڑتا ہے سوائے اسکے ایسے لوگون کے کھلانے سے میت کو کچھ نفع نہین پہنچتا اور مال بھی مفت مین رائگان اور برباد ہوتا ہے اور نہ ان کھلانے والون کو کسی طرح کا اجر ملتا ہے پھر وہی مثل ہوتی ہے کہ دونون دین سے گئے پانڈے جنہین حلوا ملا نہ مانڈے اور یہ سب خرابیان شادی غمی وغیرہ مین رسوم کی پابندی اور سنت نبوی کے چھوڑنے سے ہوتی ہین اگر تمام امور مین خدا اور رسول کے احکام کے موافق عمل کرین تو دین و دنیا دونون سدھر جاوین اور دونو جہان کی خوبیان نصیب ہون اللہ تعالی ہم سب مسلمانون کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور خاتمہ بخیر فرماوے آمین

فصل مردے کی طرف سے خیرات کرنیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین و ملت مین پسندیدہ اور ہر مذہب مین عمدہ ہے خصوصًا اسلام مین تو اسکی نہایت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے

دیکھو قرآن مجید مین جابجا خیرات کرنے کا حکم اور اوسکی خوبیان مذکور ہین اور
حدیث شریف مین جہان دیکھو وہان اسکی بہلائی کا ذکر ہے اور عالم برزخ
اور قیامت کے دن اللہ تعالی نے کیا کیا خوبیان صدقہ کرنیوالون کے
لیے مہیا کی ہین اور کیسے کیسے عیش و آرام کے اسباب اونکے واسطے تیار
کیے ہین اور دنیا مین بہی اسکے سبب مال و اولاد مین اللہ تعالی ہر قسم کی برکت
عنایت کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ خالصاً للہ خیرات
کیا کرین اور اوسکا ثواب اپنے عزیز قریب مردون کو بخشا کرین اس لیے کہ
زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے ہین اور مردے بیچارے نہایت عاجز
اور زندون کے محتاج ہین اب اونکو کوئی بہلائی کرنے کی قدرت نہین علاوہ
اسکے جو زندے اونکی طرف سے خیرات کرینگے تو وہ اونکو برابر ثواب ملیگا کسی طرح
کی کمی نہوگی اللہ تعالی کا فضل بہت بڑا اور اوسکی رحمت نہایت وسیع ہے اور خیرات
کرنا کچھہ مشکل چیز نہین اور نہ اوسکی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے مقدور کے
موافق کچہہ نقد یا خوراک کھانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال مین سے محتاجون اور مسکینون کو
خیرات کر سکتا ہے اور اوسکا ثواب اپنے مردون کو پہونچا سکتا ہے اور ایسی
چیزون کے ثواب پہونچنے مین کسی طرح کا شک نہین اسلیے کہ یہ عبادت مالی مین داخل
ہے اور عبادت مالی کے ثواب پہونچنے مین کسی کا اختلاف نہین اور کیونکر اختلاف
ہو اس لیے کہ یہ امر صحیح حدیثون سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم مین حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت ان رجلا قال للنبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ان امی افتلتت نفسہا واظنہا لو تکلمت تصدقت فہل لہا
اجر ان تصدقت عنہا قال نعم یعنی بی بی عائشہ نے کہا کہ بیشک ایک آدمی نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق ماں میری ناگہان مر گئی اور
میں گمان کرتا ہوں اوسکو کہ اگر وہ بولتی تو کچھ صدقہ دیتی یا صدقہ دینے کی وصیت
کرتی پس کیا ہے واسطے اوسکے ثواب اگر صدقہ دوں میں اوسکی طرف سے فرمایا
ہاں اور عبادت بدنی جیسے نماز روزہ قرآن شریف کی تلاوت ذکر اللہ درود شریف
کے ثواب پہونچنے میں بعض علما نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ
بدنی عبادت کا بھی میت کو ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ
اتتہ امرأۃ فقالت یا رسول اللہ انی تصدقت علی امی بجاریۃ وانہا ماتت
قال وجب اجرک وردہا علیک المیراث قالت یا رسول اللہ انہ کان علیہا
صوم شہر افاصوم عنہا قال صومی عنہا قالت انہا لم تحج قط افاحج عنہا قال
حجی عنہا یعنی بریدہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا
ہوا تھا کہ ناگہان اونکے پاس ایک عورت آئی پھر کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے
صدقہ دی تھی ایک لونڈی اپنی ماں کو اور تحقیق ماں مر گئی یعنی پس آیا لون
میں اوسکو اوسکو چھوڑ گئی میری ملک میں یا نہیں فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا یعنی-

بسبب صدقہ کرنے کے اور پہیر دیا لونڈی کو تجہپر میراث نے عورت نے کہا
ای رسول اللہ کے تحقیق تہی مان پر روزے مہینا بہر کے کیا روزے رکہون
مین اوسکی طرف سے یعنی حقیقۃً یا حکماً فرمایا کہ روزے رکہہ اوسکی طرف سے
کہا اوس عورت نے کہ تحقیق مان میری نے کبہی حج نہین کیا کیا حج کرون
مین اوسکی طرف سے فرمایا کہ ہان حج کر اوسکی طرف سے ان دونون حدیثون سے
صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونون سے مرکب تینون قسمون کا
ثواب بلاشک میت کو پہونچتا ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پہلی حدیث مین صدقے کے ثواب پہونچنے کی تصریح فرمائی اور دوسری حدیث مین
روزے کے ثواب پہونچنے سے باقی بدنی عبادتون کے ثواب پہونچنے پر آگاہ
فرمایا اور حج کے ثواب پہونچنے سے مالی اور بدنی دونون سے مرکب کے ثواب
پہونچنے پر اطلاع بخشی پس تینون طرح کی عبادتون کا ثواب پہونچنا صحیح حدیثون سے
ثابت ہے پس اگر میت کے وارث مقدور رکہتے ہون تو بہتر صدقہ مالی مین
صدقہ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے جسکا ثواب میت کو ہمیشہ پہونچتا رہے جیسے کنوان
کہدوانا پل خواہ مسجد یا سرا بنوانا حاصل یہ کہ دولتمندون کے واسطے افضل یہی
ہے کہ ایسی کوئی چیز بنواکر میت کے نام پر وقف کرین کہ اوس چیز کے باقی رہنے
تک اوسکا ثواب میت کی روح کو پہونچتا رہے اور جس میت کے نام پر ایسی چیزین
وقف کی جاتی ہین اونکے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے مرا نہین جیسا کہ سعدی

علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ع مرد آنکہ بماندپس از وی بجاے پل و مسجد و چاہ
و مہمان سراے ؛ اور صدقات جاریہ میں سب سے بہتر پانی کا صدقہ ہے جیسا کہ
ابوداود اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر
بئرا وقال ھذہ لام سعد یعنی سعد نے کہا یا رسول اللہ تحقیق سعد کی ماں یعنی
میری ماں مر گئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اوسکی روح کو ثواب پہونچانے کے
لیے آپ نے فرمایا پانی پس کھودا سعد نے کنوان اور کہا یہ کنوان صدقہ ہے
سعد کی ماں کے واسطے ف پانی کا صدقہ اس لیے بہتر ہے کہ دینی و دنیاوی
امور میں بہت کام آتا ہے خصوصا اون شہروں میں جو کہ گرم ہیں اور جو غریب
ہوں تو اون کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ میت کی طرف سے کبھی کبھی بھوکے
کو کھانا ننگے کو کپڑا یا کچھ نقد دیدیا کریں کہ میت کو اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے
کیونکہ خلوص نیت سے غریب آدمی کا ایک پیسا امیر کے ہزار پر بھاری ہے
اور جو کسی طرح کی قدرت نہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا
ہی سے میت کو فائدہ پہونچاتے رہیں اس لیے کہ میت کے حق میں یہ بھی بہت
مفید ہے دیکھو ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے مرفوعا روایت کیا ہے من مر علی المقابر و قرا قل ھو اللہ
احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات

یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گذرا اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھا پھر اوسکا اجر مردون کو بخشا تو دیا جاویگا وہ ثواب سے برابر گنتی مردون کے اور قاسم ابن سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَاَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ کَلَامِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اِلَّا کَانُوْا شُفَعَاءَ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ قبرستان مین داخل ہوا پھر فاتحۃ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور الہاکم التکاثر کو پڑھا پھر کہا الٰہی کیا مین نے ثواب اوس چیز کا کہ پڑھا مین نے تیرے کلام سے واسطے قبرستان والون کے مومن مرد اور مومن عورتون سے مگر ہونگے وہ شفاعت کرنے والے واسطے اوسکے طرف اللہ کے امام یافعی رحمہ اللہ نے روض الریاحین مین لکھا ہے کہ علامہ عالی مقام ابن عبد السلام کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب مین دیکھا اور نے پوچھا کہ آپ دنیا مین یہ کہتے تھے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب نہین پہونچتا کیا ایسا ہی ہے اونہون نے کہا کہ ہم نے اس عالم مین اوسکے خلاف پایا یعنی اونکو ثواب پہونچتا ہے پس یہ حاشیہ اور صالحین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہین کہ قرآن شریف کی تلاوت کا اجر مردون کو پہونچتا ہے اور پڑھنے والون کو بھی اوسی قدر ثواب ملتا ہے تو

مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھکر اوسکا ثواب خاص
اپنے لیے ذخیرہ نہ رکھین بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مُردون کو بخشتے رہین تاکہ اون
کو فائدہ پہونچا رہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ‌ نہایت ٹھیک
جو بیان ہوا اس امر کا تھا کہ وارث اپنے مال مین سے مردے کے لیے خیرات
کرین اور جو خود میت کے ترکے مین سے صدقہ دینا چاہین تو سب سے پہلے
تجہیز و تکفین یعنی اوسکا گور وکفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط و تفریط کے
کرین اسکے بعد جو مال بچے اوس مین سے میت کے ذمے کا قرضہ کہ دین مہر بھی اون مین
داخل ہے ادا کرین پھر اگر وہ شخص یہ وصیت کر مرا ہو کہ میرے مال مین سے فلانے
کو اس قدر دینا اور فلان کام مین اتنا خرچ کرنا تو اوسکے موافق عمل کرنا ضرور ہے
بشرطیکہ وہ وصیت خلاف شرع نہو اور تہائی مال سے زائد کو نہ پہونچی ہو پھر
جس قدر مال ان کامون سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثون پر اوس کو
تقسیم کردین پھر وارثون کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصون مین سے جسقدر توفیق ہو
خالصاً للہ خیرات کرکے اوسکا ثواب میت کی روح کو بخشین اور جو تجہیز و تکفین اور
ادای دین اور اجرای وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہین اور
سب وارث عاقل بالغ اور اوسقدر مال صدقہ دینے پر راضی ہون تو یہ بھی جائز ہے
اور جو کوئی اون مین سے راضی نہو یا بعض وارث نابالغ ہون تو درست نہین بلکہ شرع شریف
کے موافق تقسیم کرکے جو ناراض ہون اونکا حصہ اور چھوٹون کا حق جدا کرکے جو

جوان وارث راضی ہون اپنے حصون مین سے جتنا چاہین محتاجون کو خالصاً لله بانٹ دین اور اوسکا ثواب میت کو بخشین اس لیے کہ ایسی صورت مین تقسیم سے پہلے کسی کو اوس مال مین سے تصدق کرنا جائز نہین پس مسلمان مرد اور ایماندار عورتون کو چاہیے کہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور مساکین کی حاجت روائی کرکے اوسکا ثواب اونکو پہونچایا کرین اونکے لیے اور سب مومنین اور مومنات کے واسطے غفار الذنوب اور ستار العیوب کی بارگاہ عالی مین نہایت تضرع اور خشوع قلب سے دعا مغفرت اور ترقی درجات کے مانگتے رہین تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پاوین اور جنت الفردوس مین بڑے بڑے درجے اور مرتبے اونکو نصیب ہون اور اسکے سبب سے زندے بہی حقوق اسلام سے بری ہون کیونکہ میت کا حق مرنے کے بعد اونپر سوائے دعائے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچہہ نہین رہتا پس اسمین ہرگز بخل نکرنا چاہیے بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعائے خیر سے یاد رکہین تاکہ دونون جہان مین برکت اور بہلائی حاصل ہو

فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ پکی قبر بندانا اور اوسکے گرد چار دیواری اور اوسپر گنبد بنانا جائز نہین جیسا کہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گچ کرنے قبر کے سے اور عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹھنے سے قبر پر مواہب الرحمن مین لکھا ہے کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو محکم اور مضبوط کرنا مکروہ اور فتاوای عالمگیری مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفۃ الملوک مین یہ مذکور ہے کہ پانی کے صدمے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چونے سے بنانا مکروہ ہے اس لیے کہ قبر اور اوسکے گرد کی زمین جو اوسکے تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہہ نہین پس جیسے قبر کا کچا ہی رکہنا ضرور ہے ایسے ہی اوسکے گرداگرد کو بھی کچا رکھنا چاہیے اور ازہار مین ذکر کیا ہے کہ قبرون کے گچ کرنے کی نہی جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے وہ کراہت کے لیے ہے اور یہ ممانعت گچ کرنے کی ان دونون صورتون کو شامل ہے کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چونے کی چنائی کی جاے یا صرف اوپر سے گچ کردیجاوے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہین اس لیے کہ جو مٹی قبر سے نکالی گئی ہے اوس سے زیادہ اوپر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیونکر جائز ہوگا ایسا ہی بحرالرائق اور درمختار اور عینی شرح کنز مین لکھا ہے اور تورپشتی نے بیان کیا کہ حدیث شریف مین جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونون باتون کا احتمال رکھتی ہے کہ قبر پر پتھر وغیرہ سے مکان بناوین

یا خیمہ وغیرہ کھڑا کریں یہ دونوں منع ہیں اس لیے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے
یعنی سابق میں کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے تھے پس اس فعل میں
کافروں کی مشابہت کے سوا اسراف بھی ہے کیونکہ اس عمارت بنانے سے
نہ میت کا کوئی فائدہ نہ زندوں کا کچھ نفع غرضکہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست
نہیں بلکہ اگر اوسپر عمارت بنی ہوئی ہو تو اوسکا ڈہا دینا واجب ہے اگرچہ
مسجد ہی کیوں نہو اور عمارت بنانا کیسا اوسے تو بلند کرنا بھی جائز نہیں جیسا
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے جامع البرکات میں بیان کیا
ہے کہ مسلم نے ابو الہیاج اسدی تابعی سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا
مجسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہ بھیجوں میں تجھکو اوپر اوس کام کے
کہ بھیجا مجھکو اوسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چھوڑ تو
کسی تصویر کو مگر کہ اوسکو مٹا دے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
فائدہ قبروں کو سجدہ گاہ قرار دینا حرام ہے اس لیے کہ بخاری و مسلم نے عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ
اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی اوس
بیماری میں جس سے نہیں اوٹھے یعنی تندرست نہوئے اوسی میں آپکا انتقال
ہوگیا لعنت کرے اللہ یہود و نصاری کو کہ اونہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ قرار دیا

اسی طرح قبروں پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا بھی حرام ہے اس واسطے کہ
ابو داود و ترمذی و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْہَا
الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ یعنی لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی
زیارت کرنے والی عورتوں کو اور لعنت کی انکو جو بناویں قبروں پر مسجدیں یعنی
قبروں کی طرف سجدہ کریں اور چراغ روشن کریں ف قرآن مجید یا حدیث
شریف میں جن افعال کے کرنے پر لعنت آئی ہے وہ سب حرام ہیں فائدہ
قبروں پر بیٹھنا بھی حرام ہے جیسا کہ مسلم اور امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ
اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ بیٹھے ایک تمہارا انگارے
پر کہ جلاوے اوسکے کپڑے کو پس پہونچے طرف اوسکے بدن کے بہتر ہے واسطے
اوسکے اس سے کہ بیٹھ جاوے قبر پر اسی طرح قبروں کو روندنا اور اوپر لکھنا بھی
حرام ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نَھٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْہَا وَاَنْ
تُوْطَأَ یعنی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ گچ کیجاویں قبریں
اور یہ کہ لکھا جاوے اوپر اور یہ کہ روندی جاویں غرضکہ پکی قبریں بنوانا یا انکو

بلند کرنا اور اوسپر گنبد وغیرہ بنوانا اور اوس کی زیب و زینت اور آرائش کرنا
ہرگز نہ چاہیے اس لیے کہ یہ سب باتین خلاف شرع اور حرام ہین سواے
اسکے یہ سب امور دنیا مین نام و نشان باقی رہنے کے لیے کیے جاتے ہین
اور جب آدمی مرگیا تو وہ خاک مین ملگیا اور اوسکا نام ہی مٹ گیا پھر ٹے نام
کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بیجا کرنے سے کیا فائدہ یہان کی زینت
و آرائش گو کتنی ہی ہو اوس عالم مین کچھ کام نہین آتی وہان تو اعمال صالحہ
کام آتے ہین جسکے نیک عمل ہین اوسکے واسطے وہان ہر قسم کا عیش و آرام مہیا
ہے اگرچہ دنیا مین اوسکی قبر کا نشان بھی نہو اور معاذ اللہ جسکے برے اعمال ہین
اوسکے لیے وہان ہر طرح کی تکلیف و ایذا ہے گو دنیا مین اوسکی قبر پر لاکھون
کروڑون کی تیاری و آرائش ہی کیون نہو پس مسلمانون کو چاہیے کہ کوئی کام
خلاف شرع نکرین اور جو روپیہ پکی قبر وغیرہ بنانے مین صرف کیا جاتا ہے اوسکا
کھانا پکا کے محتاجون اور مسکینون کو کھلادین یا نقدی تقسیم کردین تاکہ دونون کو
ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوبیان نصیب ہون

فصل قبرون کی زیارت کے آداب اور اوسکے مستحبون کی بیان مین

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی مصلحت سے پہلے قبرون کی
زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا پھر اوسکی اجازت دی جیسا کہ ابن ماجہ نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة

یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منع کیا تھا مین نے تمکو قبرون کی زیارت کرنے سے پس تم زیارت کرو قبرون کی تحقیق زیارت کرنا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبرون کی زیارت کرنا شروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے کہ زیارت کرنے والا قبلے کی طرف اپنا مونہہ کرکے یہ دعا پڑھے السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم لاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم للاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھاتے تھے مسلمانون کو جبکہ نکلیں طرف قبرون کے کہ کہیں سلام ہے تمپر اے گھر والو مومنون میں سے اور مسلمانون میں سے اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالی ساتھ تمہارے البتہ ملینگے مانگتے ہین ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت یعنی مکروہات سے خلاصی بعض علما فرماتے ہین کہ مستحب زیارت کرنے والے کو یہ ہے کہ اپنا مونہہ میت کے مونہہ کے سامنے کرکے اوسپر سلام پڑھے اور دعا کرے جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال مر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بقبور بالمدينة

فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم
سلفنا ونحن بالاثر یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قبرون پر مدینے مین پس متوجہ ہوے اونپر ساتھہ مونہہ اپنے کے اور فرمایا
سلام ہے تمپر اے صاحب قبرون کے بخشے اللہ ہمکو اور تمکو اور تم پہلے پہونچے
ہو ہمسے اور ہم پیچھے سے آتے ہین ان لفظون کے عوض مین زیارت کرتے
وقت اور لفظین کہنا بھی حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مسلم نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کیف اقول یا رسول اللہ تعنی
فی زیارۃ القبور قال قولی یعنی بی بی عائشہ نے کہا مین کس طرح کہون یا رسول اللہ
مراد رکھتی تہین اس سوال سے کیا کہون مین زیارت کرتے قبرون مین
فرمایا کہہ السلام علی اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین
منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون یعنی سلام ہے صاحب گہرون پر
مومنون مین سے اور مسلمانون مین سے اور رحم کرے اللہ پہلے جانیوالون پر
اور پیچھے ملنے والون پر اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھہ تمہارے البتہ
ملنے والے ہین اور یہی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلما کان لیلتہا من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج من آخر اللیل الی البقیع فیقول یعنی
بی بی عائشہ نے کہا تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ ہوتی انکی باری

کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو نکلتے آخر شب میں
طرف قبرستان مدینہ منورہ کے پھر فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ
مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ یعنی سلام ہے تمپر اے قوم مومنین اور آئی تمہارے پاس وہ خبر کہ
تھے تم وعدہ دیے جاتے یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل
دیے گئے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے
ملنے والے ہیں یا الٰہی بخش بقیع غرقد والوں کو اور زائر کو چاہیے کہ زیارت
کے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھکے اسکا ثواب میت کو بخشے
پھر اوسکے لیے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اوسکا بوسہ لینا منع ہے اسلیے کہ
یہ نصاری کی رسموں سے ہے اور زائر کو یہی چاہیے کہ میت کا ویسا ہی ادب
و لحاظ کرے جیسا کہ اوسکی زندگی میں کرتا تھا یعنی اگر دنیا میں بسبب اوسکی بزرگی
کے ادب کی راہ سے اوس سے دور بیٹھتا تو زیارت کے وقت بھی اوسکی
قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی میں اوسکے پاس بیٹھتا تھا
تو اب بھی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی ناتے کی راہ سے بزرگ ہو
جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ ہو جیسے استاد پیر عالم درویش
وغیرہ اور سلام پڑھتے وقت اسلیے ادب کرنا چاہیے کہ میت سلام کرنے والے کو
پہچانتا ہے اور اوسکا جواب دیتا ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے استذکار و تمہید

میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فسلم علیہ الا
عرفہ ورد علیہ السلام یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں
ہے کوئی شخص کہ گذرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اوسکو دنیا میں
پہچانتا تھا پھر اوسپر سلام پڑھے مگر وہ اوسکو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا
ہے اور قبروں پہ بیٹھنا یا اونپر تکیہ کرنا اور انکی طرف نماز پڑھنا اور اونکے نزدیک
سونا منع ہے اسی طرح اونکو روندنا اور اونپر پیشاب اور پائخانہ پھرنا بھی منع
ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف
نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابالی اوسط القبر قضیت
حاجتی او وسط السوق یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ
یہ کہ چلوں میں چنگاری پر یا تلوار پر یا کانٹوں میں اپنا جوتا اپنے پاؤں کے ساتھ
مجھے بہت محبوب ہے اس سے کہ چلوں میں کسی مسلمان کی قبر پر اور نہیں پروا
رکھتا میں کہ بیچ قبر کے پاخانہ پھروں یا بیچ بازار میں اور قبرستان میں ننگے
پاؤں جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لیے جمعے کے دن یا ہر ہفتے
میں ایک بار جانا بہتر ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں مرسلا روایت
کیا ہے عن محمد بن النعمان یرفع الحدیث الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَکُتِبَ بَرًّا یعنی روایت ہے
محمد بن نعمان سے پہونچاتے تھے حدیث کو طرف نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی ان تمین سے
ہر روز جمعہ مین یا ہر ہفتے مین بخشش کیجاتی ہے واسطے اوسکے اور لکھا جاتا ہے
یعنی دیوان اعمال مین نیکی کرنے والا ساتھ ماں باپ کے فائدہ عورتوں کو
قبروں کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے اسلیے کہ وہ بہت نرم دل اور بیصبر
ہوتی ہین ذرا سے صدمے مین نا جزع فزع کرنے اور رونے پیٹنے لگتی ہین اور اکثر
نادان عورتین بد عقیدگی کی وجہ سے ایسی جگہون مین کفر و شرک مین مبتلا ہو جاتی
ہین سوا اسکے جہان کہین عورتون کا مجمع ہوتا ہے وہان اکثر شہدے سے
بد وضع لوگ جمع ہو جاتے ہین اور ایک طرح کے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے
ایسی جگہ جانے سے عورتون کو شرع مین ممانعت ہے اور بعض علما اگرچہ اون کا
قبروں پہ جانا مکروہ اور بعض جائز کہتے ہین مگر حدیث شریف مین صاف ممانعت
وارد ہوئی ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ
یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی بہت
زیارت کرنے والی عورتون پر اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیون کو لعنت فرمایا

اور جو بعض علما جائز کہتے ہین شاید اونکی وہ حدیث دلیل ہو گی جسکو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کُنتُ اَدخُلُ بَیتِی الَّذِی فِیهِ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنِّی اَضَعُ ثَوبِی وَاَقُولُ اِنَّمَا هُوَ زَوجِی وَاَبِی فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُم فَوَاللّٰہِ مَا دَخَلتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشدُودٌ عَلَیَّ ثِیَابِی حَیَاءً مِن عُمَرَ یعنی بی بی عائشہ نے کہا مین داخل ہوتی اپنے گھر مین کہ اوسمین مدفون تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے اوس حالت مین کہ تحقیق رکھتی مین یعنی اوتارتی بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی یعنی اپنے دل مین سوا اسکے نہین شان یہ ہے کہ مدفون ہین خاوند میرے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابو بکر اور دونون اجنبی نہین ہین پس جبکہ دفن کیے گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھہ اونکے یعنی اوس مکان مین پس قسم ہے اللہ کی نہین داخل ہوئی مین گھر مین مگر مین باندھے ہوے ہوتی اپنے اوپر کپڑے اپنے واسطے حیا کے عمر سے کہ وہ اجنبی تھے ف آمین دلیل ہے اسپر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اوسکے لحاظ کے حالت حیات مین اور یہی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لیے اگر عورتین اپنے عزیز و قریب کی قبرون پر جاوین تو کچھ مضائقہ نہین لیکن رسم کے موافق مجمع کر کے جانا ہرگز نہ چاہیے اس لیے کہ یہ قطعاً حرام ہے اور یہی معلوم ہوا کہ زیارت کے وقت میت کا اجنبی اور محرم ہونے کا بھی خیال

لحاظ رکھین یعنی زندگی مین اگر اون سے پردہ تہا تو زیارت کے وقت بہی
اون سے پردہ کرین چادر وغیرہ اوڑہے رہین اور جو دنیا مین شرع کے
موافق اون سے پردہ نہ تہا تو اب بہی چادر وغیرہ اوڑہے رہنا ضرور نہین آج
آج کل کے جاہل لوگ دین سے بیخبر جو قبرون پر جا کے روتے پیٹتے اور اونپر
روشنی اور اونکا طواف کرتے ہین اور کپڑے اور پہولون کی چادرین اور غلاف
وغیرہ اونپر چڑہاتے ہین اور شیرینی وغیرہ ولیجا کے تقسیم کرتے اور میت سے مراد
مانگتے ہین سو یہ سب افعال منع اور شرک و بدعت ہین پس مسلمان مرد اور عورت کو
چاہیے کہ جاہلیت کی رسمون کو چہوڑین اور شرک و بدعت کی باتون سے منہہ
موڑین اور کسی میت سے مدد اور مراد نہ مانگین گو انبیا اولیا ہی کیون نہون کوئی
مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نہین دیکہتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی ہے اللہ کا
دیکہتا سنتا جانتا ہر چیز پر قادر اور زمین آسمان کا مالک ہے عرش سے فرش
تک اوسی کی خلق اور اوسی کے قبضے مین ہے پہر ایسے مالک کو چہوڑ کے غیر سے
اور وہ بہی مردہ کہ جس کو کسی طرح کی قدرت نہین اپنی مرادین مانگنا سوائے
نادانی اور پریشانی اور دین کہونے اور شرک و کفر مین گرفتار ہونے کے کیا
فائدہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ دین مین
اپنی رائے کو ہرگز دخل نہ دین بلکہ سنت کے موافق مردون کی زیارت کیا کرین
اور جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سکہایا ہے ویسا ہی ہر کام مین برتاؤ

کرین بال برابر بھی اوسکے خلاف نکرین حضور زیارت سے فقط مردون پر
سلام پڑہنا اپنے اور اونکے لیے مغفرت کی دعا اور اونسے عبرت حاصل کرنا ہے
تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اوس سے نفرت اور آخرت کا ثبات اور اوسکی محبت
حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا کا دہیان نہ آنے پائے آخرت کا خیال جار ہے کلمہ
شہادت پر خاتمہ بخیر ہو آمین

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت و منقبت آل و اصحاب کے گذارش ہے کہ اس کتاب لاجواب
کو نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ والیہ بہوپال دام عزہا نے تالیف کیا
اپنے قلم خاص سے لکہا اور اوسکی تحریر مین اپنے وقت عزیز کو کسی قدر صرف فرمایا
جب کتاب مذکور تمام ہوئی مینے اول سے تا آخر اوسکو نظر غور سے ملاحظہ
کیا نہایت عجیب خوش محاورہ صحیح المضامین پایا مین خیال کرتا تہا کہ نقش
اول انکی تالیف کا ہے نظر ثانی مین ضرور حاجت محو و اثبات کی ہوگی لیکن
جب دیکہا تو مسودہ مبیضہ سے بہتر پایا علما سے بہ تحقیق کے ملاحظہ کو دیا گیا
اونہون نے بہی اس کتاب کو بہت پسند فرما کر تحفۃ التصدیق ثبت کیے فی الحقیقت
کتاب اسم بامسمی ہے بیبیون کے لیے معلم شفیق ہے اطفال کے واسطے طبیب حاذق
ہے جوانون کے واسطے سرمایہ ہدایت ہے پیرون کے لیے متاع سعادت ہے

مطالب اسکے غالبًا موافق روایات صحیحہ کے ہین مقاصد اسکے مطابق احکام
شرع بہا کے یہ تقریر نسبت اس تحریر دلپذیر کے بے شائبۂ تقریظ ہے نہ آمیز
نہ کچھ افراط ہے نہ تفریط ہے وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ کا ظہور ہے
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ کا نور ہے اللہ تعالی اس کتاب کو زیور
حسن قبول سے آراستہ فرماوے اور جناب مؤلفہ دام عزہا کو اخلاق اسلامیہ
سنیہ سے ہمیشہ متحلی رکھے اور مستورات و اطفال مسلمین کو توفیق اس
کتاب کے تعلم و تعلیم و عمل کی بخشے ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

العبد
صدیق حسن خان عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد حضرت رب الارباب جل جلالہ و عم نوالہ و نعت جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم واضح ہو کہ کتاب مستطاب تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان
مؤلفہ خاص والدۂ ماجدۂ معظمہ مکرمہ جناب تاج ہند نواب شاہجہان بیگم
صاحبہ رئیس و لاور ناظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند و والیہ بھوپال دام اقبالہا و اجلالہا
احقر کے مطالعے مین آئی فی الواقع اپنے باب مین نقطۂ انتخاب ہے آیات
قرآن مجید کا خلاصہ و نقاوہ ہے احادیث رسول کریم کا زبدہ و سلالہ ہے
دستور العمل نسوان ہے کار نامۂ بنی نوع انسان ہے دفتر اخلاق حکما اس مختصر کے

آگے گروہین دانشمندون کے حرف وحکایت کے بازار اسکے سامنے سرد ہین
سینے اس کتاب کو دیکہا تو اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال ور جملہ اہل اسلام
کے واسطے ایک کارنامہ عافیت ودستور العمل نصیحت پایا مین چاہتا تہا کہ
بہت کچہہ اسکی مدح لکہون لکن مختصر لکہنا مناسب سمجہا کہ خیر الکلام ما قل ودل
ایسی مان جیسے یہ میری مان ہین شاید ایسی ما در مہربان لاکہون ہین کسیکو
نصیب ہوئی ہونگی مردون مین تو اہل علم وفضل سنے بہی جاتے ہین لکن
بیبیون مین اس جمعیت صفات حسنہ کی کوئی فرد مثل انکے اس زمانے مین
دیکہی نہ سنی یہ رسالہ قلم خاص کا مسودہ ہے کسی کی اسمین شرکت نہین بعد ختم
رسالے کے والد ماجد ودیگر علمای بلد نے اس کتاب کو نہایت پسند کیا
مفید عام سمجہا اشاعت کے خواستگار ہوے وخط تصدیق ثبت فرمائے چنانچہ
اب یہ کتاب دوبارہ طبع ہوکر مطبوع جملہ اہل عقل ونقل ہوئی اللہ تعالی اس
کتاب کے فوائد سے تمام عالم کو کامیاب فرمائے بمقابلہ اون احسانات و
تفضلات ووقار شناسی کے جو مجہہ مسکین بن مسکین پر مبذول ہین بجز اسکے
بفحوائے لئن شکرتم لازیدنکم ہر دم کلمات شکر گزاری سے رطب اللسان
رہون اور کیا مجہسے ہوسکتا ہے اللھم بارک فی حیاتنا وجمیع حسناتنا
وبارک لنا فی ما اعطیتنا من یدیھا ودم راعلینا وادم برہا ستہا ہ

ملک محض ہست اگر لطف جہان آفرین خاص کند بندہ مصلحت عام را

العبد
نور الحسن خان عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کتاب تہذیب النسوان خطاب تربیۃ الانسان تصنیف حضرت مستطاب
جناب والا جاہ معظمہ عالی تبار تاج ہند نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ
والیہ ریاست بھوپال دام مجدہا کیا نافع کتاب ہے جس سے ہر بی بی کے
کو فوائد دین و دنیا نقد وقت نصیب ہیں اردو مین اب تک ایسی کتاب جسمین
اصلاح دارین فلاح کونین کے مراتب و آداب یکجا فراہم ہون نہ لکھی گئی تھی
میری ثنا خوانی نسبت اس کتاب کے بعد ثبت ہونے و تحفہ اہل علم و برادر بزرگ
میر نور الحسن خان اور نظر ثانی والد ماجد جناب ناہما اللہ تعالی کے گویا سونے پر سہاگا ہے
لکن محض بنظر ادائے حق شناسی کتاب اور اعتراف حق مادری حضور ممدوح
مستطاب مین بھی ان دو چار سطرون کو لکھکے بقول شخصے خون لگاکر
شہیدون مین داخل ہوتا ہون اور امید کرتا ہون کہ مجھکو اور میرے سب مسلمین
کو اس کتاب فیض مآب سے فائدہ عظیم حاصل ہوگا جس طرح جملہ مومنات و
مسلمات کو اس سے نفع کثیر حاصل ہو اب مینے بھی لائق اپنی استعداد کے
اس کتاب کو صحیح مسائل سے مطابق احادیث صحیحہ کے موافق پایا اللہ تعالی
جناب عالیہ مؤلفہ کو اسکا اجر جزیل دارین مین لطف فرماوے اہل اسلام
کی نفع رسانی انکی دین و دنیا و نیز بہبودی تمام خلائق شامل حال رہے بقیت بقاء الدهر يا كهف اهله
وهذا دعاء للبرية شامل +

العبد
ابو النصر میر علی حسن خان عفا اللہ عنہ

متبین تحفظات ذیل نے اس کتاب حجت پیکر کو بغور نظر و امعان بصر بنظر
دریافت صواب و خطا دیکھا اور اصل مسودہ قلمی حضور عالیہ والیہ بھوپال
دام اقبالہا کو ملاحظہ کیا مقاصد کتاب مطالب نشاب کو غلط سے مبرا خطا
سے معرا قرین صواب خلاصۂ سنت و کتاب پایا وللہ الحمد یہ جگہ بر سے
افتخار کی ہے کہ ہم ایسی دانشمند سرکار دین پرور سردار کے تابعدار و نکوخواہ
ہیں جو زیور محاسن ظاہر مکارم باطن سے محلے انوار علم صوری فضل معنوی سے
مجلے ہیں بارک اللہ فیہم ولہم وعلیہم واحسن فی الدارین الیہم

العبد شیخ محمد الہاشمی الجعفری القاضی بھوپالی	العبد محمد بشیر عفی عنہ
العبد محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ	العبد [illegible]
العبد سید عبد الباری ندوی	العبد محمد حسن امروہی

قطعہ طبع اول مع قطعہ تاریخ از سید حافظ حکیم مولوی اعظم حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

حمد و ثنا اوسی کو زیبا ہے جسنے ایک مشت خاک کو اپنے انواع قدرت کے
اظہار کا خاکہ بنایا ایک قالب سے ہزاروں صورتیں پیدا کر کے اپنے کمال
صنعت کا نمونہ دکھایا فتبارک اللہ احسن الخالقین درود نا محدود اوس ذات
رحمت آیات پر جسکی رہنمائی سے اب تک ایک گروہ سیدھی راہ پر چلتا ہے
اور قیامت تک چلتا رہیگا اوسکا دین متین ایک سچی لڑی ہے مدار ہے اگرچہ

سعادت نقابیب کا رنگ بدلتا ہے اور ہیئت بدلتا ہے کیا محمد سید الانبیا وآخرین
صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین بعد اسکے یہ عجالۂ نافعہ جس کا نام
تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان ہے دانشمندون نے انصاف کا
خواستگار ہے ارباب بصیرت سے اور حقیقت کا طلبگار ہے حکمت
کے بہت سے رسائل ہین لیکن بحث خاص ہین جن کی حقیقت نام سے ہے
کتاب سے آشکار ہے کوئی مجموعہ اس جامعیت کے ساتھ کسی نے دیکھا
ہوگا خاص عورتون اور بچون کے واسطے کسی نے نیا دستور العمل ہدایت و
تہذیب کا نہ بنایا ہوگا جن کو اپنی اولاد کی حسن تربیت منظور ہے اون کو
ان قواعد سراسر فوائد پر عمل کرنا ضرور ہے قواعد طب جسمانی کو مسائل طب روحانی
کے ساتھ ارتباط دیا ہے تدبیر ابدان و تہذیب اخلاق دونون کا سامان فراہم
کیا ہے الغرض دیکھنے سے آنکھین کھلتی ہین کہ یہ فرہنگ دانش آموزی
کیا ہے سمجھنے سے سمجھ مین آتا ہے کہ اس معجون بیانی کو کسنے بنایا ہے مگر یہ اسی نیک
نام کا ہے جس کے زمانۂ حکومت مین ہر ایک ہنر کو روز بازار ہے اقبال و دولت
متاع علم کا خریدار ہے یعنی ماہ منیر آسمان عصمت مہر جہانتاب جہان جاہ و
دولت حدیقہ آرای گلشن اقبال بہار افزای گلبن اجلال کسری نشان کشور
عدل و داد محمل نشین کاروان صلاح و رشد اورنگ لقب تاج علم و ولایت اختر
سیادت تمام جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کروان آف انڈیا

دلاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند رئیسہ بھوپال ادام اللہ بالعز والاقبال کہ
باوجود مشاغل جہانبانی ومہمات مملکت رانی جسکا ہر دم ہجوم اور رات دن
ازدحام ہے ایسی کتاب لکھنا اونہیں کا کام ہے بعد ترتیب وتہذیب کے
حضرت رفیع المنزلت ناقد سخن ماہر ہر فن وسادہ آراے امارت
علم افزا امامت ہدایت روش افادت منش ورتی پسند راستی پیوند
روشن دماغ حقیقت سراغ والاخطاب معلے القاب حضرت والاجاہ
امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر دام لہ المجد والتفاخر
نے اوسکو اول سے آخر تک ملاحظہ کیا نہایت پسند کر کے قابل اعانت اہتمام
وافادۂ خاص وعام سمجھا اس لیے بحکم جناب مؤلفہ عالی وقار والاتبار تصحیح
علامۂ بزرگی نہاد فضیلت بنیاد جامع برکات بیعد ابو الحسن سید ذو الفقار احمد
حماہ اللہ الاحد وشرکت المعی بالغ نظر فطانت اثر تحقیق پیشہ تدقیق پیوند
حافظ محمد احمد عافاہ اللہ الصمد وبکتابت مورد مراحم رؤف رحیم منشی محمد عبد الرحیم
سلمہ اللہ تعالی یہ صحیفۂ حکمت نصاب ہدایت مآب مطبع صدیقی مین
طبع ہو کر مطبوع طبائع اجلاء منظور نظر دانشوران عالی مقام ہوا

قطعۂ تاریخ طبع اول تہذیب النسوان وسال تالیف

ہم حشتم شاہ جہان بیگم کہ ہے	سر پہ اوسکے سایۂ فضل خدا
اوسکے بخشش کے بہروسے پر مدام	گنج قارون قرض لیتا ہے گدا

جس گمراہ کو لیتے ہین لگا اب | جاستے ہین کیسا کر برملا
کاروبار فتنہ اوسکے عہد مین | زلف خوبان کی طرح برہم ہوا
وہ کرامت کیش جسکے عفو سے | جرم مجرم کا کہین ملتا ہے خطا
پرورش اوسکی یتیمون کو بہی | بہولکر بہی نہین دیتی بکا
تیغ سے اوسکے سر کفار نے | سجدۂ حق خاک پر گر کر کیا
روز میدان اوسکے لشکرگاہ مین | قلب وقت آکر اوٹھاتا ہے لوا
گلفشان اوسکے ہواخواہون پہ ہے | موسم گل کی طرح صیف و شتا
اوسکے اعدا کو نہین ہے سازگار | بوستان زیست کی آب و ہوا
یہ رسالہ اوسکی تصنیفات سے | عورتون کے واسطے ہے رہنما
وہ قواعد ہین کہ گر اوسپہ چلین | ہر مرض سے عورتین پائین شفا
دولت آرام تن جو حاصل کرین | حفظ صحت کی بنا مین کیمیا
وہ ضوابط جس سے لڑکون کی بہی | نشو عقل پیر دانا ہو رسا
پرورش جس طفل کی ہو اسطرح | ہو جوانی تک نہ محتاج دوا
عافیت کی گود مین سوتا رہے | مہد صحت مین کرے نشو و نما
اس زمانے مین بفضل ایزدی | ختم ہو کر جب مرتب ہو گیا

خامۂ مشکین رقم نے سال ختم
لکہدیا آمین تہذیب نسا
۱۳۰۰

خاتمۂ کتاب مع قطعۂ تاریخ از منشی سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

حمد اور ستائش اوس صانع بیبدل کو سزاوار ہے جسنے مشت خاک سے انسان کو بنایا فہم و
فراست کا مظہر ٹھیرایا جل جلالہ و عم نوالہ اور نعت اوس نبی مرسل کو شایان ہے جسنے
بنی آدم کو جہل و ضلالت سے بچایا علم و ہدایت کے رستے سے لگایا
صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین بعد اسکے مخدرات کو نوید اطفال کو بشارت عافیت
جاوید کہ ان ایام فرخی انجام مین یہ کتاب حکمت مآب طبیب جسمانی متکفل [illegible]
انسانی مربی اطفال جہان ادب آموز زنان موسوم بہ تہذیب النسوان
وتربیۃ الانسان نتیجہ قلم اعجاز رقم جناب عصمت مآب مظہر فرہنگ و فراست
مصدر فہم و کیاست تابع احکام شہریاری موجب قوانین ملکداری فریدون فر
سکندر در فلک سریر ملک سریر حاتم نوال فرخندہ خصال ثانی صاحبقران تاج
بانی آمین خسروانی مرجع آیات الٰہی مورد سبیل رسالت پناہی مرجع خواص و عوام
خلاصۂ اہل عالم حضور پرنور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کردن آمنہ اندیا
رئیس والی اعظم طبقۂ اعلای ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال دام اللہ بالاقبال بعد
نظر ثانی جناب موصوفہ بار دیگر مطبع فیض منبع صدیقی واقع دار الاقبال بھوپال
مین بتصحیح بجمیع فضیلت دستگاہ مجمع مکارم الاخلاق مولوی سید محمود ذوالفقار احمد
سلمہ اللہ الاحد و کتابت مہبط فضل خداوند کریم محمد عبد الرحیم و اوارث الشرکا
حافظ محمد کرامت اللہ مطبوع ہوا بطبیعت مہتمم حسن تدبیر مولوی عبد الرحمان

خون نکرونگا حق بات کہکر ہونگا واقعی بے نظیر کتاب ہے اپنی صفت
مین لاجواب ہے تماشا مین ایسے شنیدہ ہین کہ دیدہ ہین نہ شنیدہ مین
دیکھے جسکی سیکا جی چاہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے ۔
مؤلفہ تاجدار کامگار نے اپنے جانشینون کے ساتھہ وہ سلوک کیا ہے کہ مہر آبائی
و شفقت پدری کو بھلا دیا ہے مستورات ہند مین بے دینی بے خبری کم تمیزی
بے سلیقگی جہل نادانی کون کونسی بلا نتہی مگر افسوس کسیکے پاس بھی ان امراض
کی کچھ دوا نتہی ہماری سرکار فیض آثار نے ایسا مسہل شافی حقیقہ کا نسخہ تجویز
فرمایا کہ جس سے اکثر مریضون نے نفع کامل اوٹھایا دینی عبادت اصلاح طبیعت
کی ایسی عمدہ تدبیرین بتائین کہ کسیکے خیال مین گذرین نہ سننے مین آئین [illegible]
کیا ہے اچھی خاصی رہنما ہے زچاؤن کے لیے قابلہ مہربان ہے بچون کے
لیے طبیب مسیحائی زمان ہے تربیت اولاد کے آئین دلنشین دینی و دنیاوی کے
مضامین مقبول کہین ہین عبارت کی خوبی بجا ان لطف معانی کی خوش اسلوبی
واہ واہ خداوند کریم اسکے پڑھنے والونکو بہرہ مندی بخشے مؤلفہ عالیجناب کو
روزافزون بخت بلندی کرامت فرماوے آمین

طالع فیروز ای شاہجہان روز ازل — کچھ ترے حصے مین آیا کچھ سلیمان کو ملا
تیرا سامان امارت دیکھکر کہتی ہے خلق — یہ حشم فغفور نے پایا نہ خاقان کو ملا
لاف والا پاکی اور وہ بھی تیرے سامنے — مرتبہ کس منہ سے ایسا چرخ گردان کو ملا

کیا بیان ہو تیری بخشش کا کہ ہم آشوب میں
سنتے ہیں خلعت فلان ابن فلان کو ملا

بچ رہی تھی تجھ سے جو قیمت ملی افلاک کو
تجھ سے جو باقی رہا تھا فیض یاران کو ملا

پہنچتی تھی تجھ سے ملنے کی ہما تجھ سے سبیل
کہدیا چاؤش سے مل جا کے دربان کو ملا

ہاتھ کہتا ہے ترا سائل سے ہنگام کرم
اور بھی دامن میں سیکر جیب و داماں کو ملا

تیری کوشش سے ہوئی اسلام کی تقویت جدید
ذات سے تیری شرف ہر اک مسلمان کو ملا

اور ہو گئیں یکسر جہت دینیات رسوم شرک و فسق
زور تیرے عہد میں یہ دین و ایمان کو ملا

میں فصاحت سے تری قرآن کی ہی یکتا
واہ کیا اُستاد سے تنخواہ نسوان کو ملا

ہو گئی واقع میں مستورات کی اصلاح حال
جامۂ انسانیت گویا کہ حیوان کو ملا

قابلہ بہنیں دو ہاتھ آئی یہ پیشہ کے لیے
چارہ گر بیچے جو بچون کے درمان کو ملا

تربیت اطفال کی اک سخت مشکل کام تھا
اوسکی آسانی کا نسخہ تجھ سے دوران کو ملا

بامزہ ہے فقرہ فقرہ باحلاوت لفظ لفظ
لطف اس شیرین سخن کا ہر سخندان کو ملا

طبع کی تکرار سے لطف اسکا دونا ہو گیا
ذائقہ قند مکرر کا ہر انسان کو ملا

اسکے چھپنے کی کہی تاریخ عینا سے جمیل
تحفۂ اوستاد آموز نسوان کو ملا

قطعۂ تاریخ دیگر

یہ نسخہ کیا ہے گویا کیمیا ہے
نہ کیونکر منتفع ہو اس سے عالم

جو چاہی طبع کی تاریخ میں نے
کہا دل نے مرے اکسیر اعظم

فروغ دودهٔ دولت چراغ خانهٔ صولت — مطیع خالق اکبر معین دین پیمبر

رفیق حاتم بود عصفور و روبش و موش و مور آخر — ز عدلش با پلنگ باز و گرگ گربه را نوکر

بود نامش باین قدر و وقار و شوکت و مطالع — چه فغفور و چه خاقان و چه دارا و چه اسکندر

جهان فیروز نشاط و عدل و عز و جاه و کی و آگه — فریدون و جم و نوشیروان و خسرو و قیصر

بحلم و علم و مال و ملک و زور و زر بسیار او — عدیل و مثل و همتا و سهیم و ثانی و همسر

بر او از خصم عیب و خنجر و گرز و حسام او — توان از دل دل از سپر و دماغ از تحیت ابتر

نجوم مطلع روشن که در تابش فروغ و ضو — زبان طعنه بگشاید بخورشید و مه و اختر

بهم در راست از بیم و ترس تیغ و خنجرش ابتر
سمند از زمین و سیر آن پران از بطن و بطن ابتر

بود فکر و خیال او راهی لطف و بدل نشان او — بلند و نازک و محکم و عمیم و وافر و برتر

ز دستان ای حق گو حق شفق حق این قوی سیا — دل و دست و زبان گوش و چشم و بازو و پیکر

بدو هم پیکار فرق و صد رو گشتند پهلو خصم شر — ز نیر گرز و حمله تیر و بر و تیغ و در و خنجر

غلام و خانه زاد و چاکر و خدمت گزار او — شها جاه ارسطو عقل رستم تن فریدون فر

کنیز کنار و مه بر وه پرستنده او مملوک — سنیزه در فشانک تهمینه نوشابه هما شکر

در اقبال و ایوان کرم بر هم بالیوان سا — زحل دربان عطارد دبیر و مشتری زهره خنیاگر

قوی بازو قوی پنجه قوی پیکر قوی هیکل — جوان دولت جوان همت جوان طالع جوان اختر

نکو سیرت نکو خوی نکو کار نکو گفتار — کرم پیشه کرم خصلت کرم گستر کرم پرور

سخن بهر و سخن گوی و سخن‌دان و سخن پیرا — سخن فهم و سخن سنج و سخن‌دان و سخن گستر

سلیمان جاه و قاآن آن و سنجر بین و بهمن فر — سیاوش وش کیارش فر تقلید سان مظفر فر

دهد بخشد فشاند ریزد از گنجینهٔ احسان — اگر سیم و اگر زر و اگر لعل و اگر گوهر

پر از مشک و عقیق و نقره و دینار می بخشد — دو صد پیل و دو صد اشتر و صد اسپ و صد استر

بهر جالش بهر حالش بهر عزمش بهر کارش — خدا حافظ خدا ناصر خدا حامی خدا یاور

عدو را از نهیب سطوت قهر و جلال او — فغان بر لب فغان بر کف قضا بر سر کفن در بر

غم و قدر و حیات و فکر و مغز و چشم بدخواهش — گران بار و سبکسار و کم و بسیار و خشک و تر

بدورش چار چیز از چار جا شد یکقلم مرتفع — نم از چشم و غم از جان و هوا از دل [illegible] از سر

تهی گشته ز انعام و سخا و بذل و اکرامش — عدن از در زمین از گنج کوه از لعل کان از زر

کفش سر منبع جود و عطا و بخشش و فیضان — به خط و به خطه همه یاد و همه از بر

حضور مهر و لطف و شفقتش بر طاق نسیان شد — جهان مهر پدر لطف برادر شفقت مادر

جهان دارا شد و در حکم و نظم و بزم در دوران — توئی نوذر توئی نادر توئی اکبر توئی بابر

همی ارزد همی زیبد همی شاید همی باید — ترا ملک و ترا دولت ترا تخت و ترا افسر

الا تا باد و باران و الا تا نیستر و ریزد — شجر از باد آب از ابر بو از گل مل از ساغر

تو یابی در جهان از فضل و عون و رحمت یزدان — حیات خضر فرمان سلیمان بخت اسکندر

مبارک باد خصم و حاسد و بدخواه و بدگو را — دل سوزان چشم گریان سر غلطان تن لاغر

توام باشی خطاپوش و عطاکوش و کرم فرما — منست با تو هم دعاگوئی ثناخوان و ستایشگر

صحت نامہ تہذیب البتول و تربیۃ الانسان

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۱۰	آفاقا	آفاقًا	۱۱۵	۱۱	ہونا	ہوتا
۵	۱۷	سنکنے	سینکنے	۱۱۰	۱	تنزل	نزل
۷	۱۶	ڈسیلے	ڈھیلے	۱۲۲	۱۳	صالح	صلاح
۱۰	۱۴	نواب	ثواب	〃	۱۶	لائے	لا
۱۸	۱	اناج	اناج وغیرہ	۱۳۱	۱۵	تو ثابت	ثابت
۲۵	حاشیہ	شرح	+	۱۳۳	۸	آبناء	آبنائے
〃	۱۱	کہا	کہانا	۱۳۴	۱۳	ادائی بعد	لعبادای
۲۸	۶	ندبیر	تدبیر	۱۴۰	۱۶	جبتک	شیشے تک
۲۹	۱۶	آدیکائی	اُدیکائی	۱۴۸	۳	صنوا	منوا
۳۳	۱	آقامت	اقامت وغیرہ	۱۵۸	۶	عنہ	عنہا
۴۱	۲ حاشیہ	خاک	ناک	۱۶۴	۸	کرتے	رکھتے
۴۷	۱۲	البَرّ	البِرّ	۱۷۱	۱۰	پیدایش	اللہ تعالیٰ کی پیدایش
۶۲	۱۴	مکفی	مکفیٌ	۱۸۲	۷	داوسکا	ہوا وسکا
〃	۱۵	دبنا	دَبَّنَا	۱۸۵	۱۷	استاد	استاد کو
۸۶	۱۱	گیا	کیا گیا	۱۹۳	۶	آیک	ایک
۹۷	۶	الخبیر	الخبیر	۲۰۱	۷	معدو	معدود

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۳۹	۱۷	رِتَاجِ	رَتَاجِ
۴۵۸	۱۳	سَجِّحْ	سُجُحٌ
〃	〃	سَجِّحْ	سُجُحٌ
۴۶۷	۱۲	دوان کو	دونونکو
〃	۱۷	عنہا	عنہ
۴۶۸	۱	لَعِبْتُكُمْ	لَعِيْنَكُمْ
۴۶۹	۱۶	البُقَيُعِ	البَقِيْعِ
۴۷۱	۶	بیہتا	بیٹھنا
〃	۹	اَمُشِى	اَمْشِى
〃	۱۰	〃	〃
۴۷۲	۹	سہدی	سہدی
۴۷۴	۱۴	انجاب	انتّخاب

تمت